ACC No. 4672
Section..... Status.....
D.D. Class.....
NAJAFI BOOK LIBRARY

جلد ۶

تاریخ اسلام

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welf re Trust (R)
Shop No. 11, M.L. Heights,
Mirza Kaleej Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

تالیف: طالب حسین کرپالوی

اسلامیہ دارالتبلیغ
۱۶- نئی انارکلی لاہور

...00 No. . .
...eotion.....Status.....
...D.D. Class.....
NAJAFI BOOK LIBRARY

جلد ۶

تاریخ اسلام

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welf re Trust (R)
Shop No. 11, M.L. Heights,
Mirza Kaleej Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

تالیف: طالب حسین کرپالوی

اسلامیہ دارالتبلیغ
۱۶- نئی انارکلی لاہور

اسم کتاب	----------	تاریخ اسلام
جلد	----------	ششم
ناشر	----------	اسلامیہ دارالتبلیغ
کمپوزنگ	----------	حق برادرز کمپیوٹر سنٹر لاہور
مطبع	----------	معراج دین پرنٹرز۔ لاہور
بار	----------	اول
تاریخ اشاعت	----------	۳۱ مارچ ۱۹۹۶ء
ہدیہ	----------	۱۰۰ روپے

ACC No. 4648 Date.....
Section.....Status.....
D.D. Class.....
NAJAFI BOOK LIBRARY

فہرست

عنوان	صفحہ
جنگ احد	۵
ہند اور وحشی کی گفتگو	۶
بیرون مدینہ مدافعت	۷
عبداللہ بن ابی کی واپسی	۹
سمرہ اور رافع کی کشتی	۱۱
عبداللہ بن جبیر کی قیادت	۱۳
خالد بن ولید کا حملہ	۱۹
ابو سفیان کا پیغام	۱۹
قریشی عورتوں کا رجز	۲۰
کفار کا علم	۲۱
مسلمانوں پر عقب سے حملہ	۲۲
مصعب بن عمیر کی شہادت	۲۴
انس کی جانثاری	۲۶
ابو سفیان کی پیش قدمی	۳۰
شہدائے کرام کا مثلہ	۳۳
حضرت سعد کی شہادت	۳۶
غزوۂ رجیع	۴۸
حضرت عاصم کی لاش کی حفاظت	۵۹
حضرت خبیب کی شہادت	۶۱
حضرت عمرو بن امیہ ضمری	۶۲
حضرت خبیب کی لاش	۶۴
ابو عزہ کا دورہ	۵
حضور اکرمؐ کا خواب	۷
مسلمانوں کی پشیمانی	۹
مسلمانوں اور کفار کی تعداد	۱۰
مربع بن قیظی منافق	۱۲
حضرت علیؑ و طلحہ کا مقابلہ	۱۶
ابو دجانہ کی چال	۱۹
ابو عامر فاسق اور انصار	۱۹
قتل رسولؐ کی افواہ	۲۱
حضرت علیؑ کی شجاعت	۲۲
رسولؐ اللہ پر مسلمانوں کی جانثاری	۲۳
حضرت حمزہ کی شہادت	۲۴
رسولؐ اللہ کا زخمی ہونا	۲۸
حنظلہ کی شہادت	۴۲
ابو سفیان کے تعاقب کا حکم	۳۵
حضرت صفیہ کا صبر و ایثار	۳۷
غزوۂ حمراءالاسد	۴۹
حبیب و زید کی گرفتاری	۵۹
حضرت زید کی شہادت	۶۱
ابن مالک کا قتل	۶۳
بنی ہذیل کے چرواہے کا قتل	۶۴

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Mr. Masoomeen Welfare Trust (R)
Shop No. 11, M.L. Heights,
Mirza Kaleej Baig Road,
Boldjer Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

قریش کے جاسوس کی گرفتاری	۶۵	عمرو بن امیہ کی واپسی	۶۵
حضرت زینب کا نکاح	۶۵	چالیس مبلغین صحابہ	۶۵
بیرِ معونہ کا واقعہ	۶۸	بنی عامر کے دو افراد کا قتل	۶۹
عامر پر حملہ	۷۰	ابن ملحان انصاری	۷۱
شہداء کے متعلق آیات قرآنی	۷۱	بنو عامر کا خون بہا	۷۳
بنو نضیر کی بدعہدی	۷۳	رسول اللہ کے خلاف سازش	۷۴
ابن ام مکتوم کی نیابت	۷۷	غزوۂ بنی نضیر	۷۸
غزوۂ ذات الرقاع	۸۹	بدر صغریٰ	۹۱
نماز میں قصر کا حکم	۹۸	ابن الحارث کا ارادہ قتل	۹۹
غزوۂ مریسیع	۱۰۱	غزوۂ بنی مصطلق	۱۰۱
غزوۂ احزاب	۱۰۲	غزوۂ بنی لحیان	۱۹۳
حضور کے اونٹوں پر عینیہ کا ڈاکہ	۱۹۴	غزوۂ ذی قرد	
سریۂ فدک	۲۰۵	غزوۂ حدیبیہ	۲۰۸
غزوۂ خیبر	۲۲۰		

اتحاد بین المسلمین کے تقاضوں کے عین مطابق ۷۸۶ — ۱۲۱ — ۹۲ — ۱۱۰

مکمل سیٹ ۱۰ جلدیں رعایتی ہدیہ میں

محقق وحید جناب طالب حسین سیالوی کی طرف سے عالمی ریکارڈ

سیرت النبی ﷺ

۳۵ روپے ماہانہ کے ممبر بن کر ہر دوسرے ماہ گھر بیٹھے ایک جلد وصول پائیے۔

فون: ۷۲۳۱۲۱۶

الناشر: اسلامیہ دارالتبلیغ ۱۶۔ نئی انارکلی، لاہور

مسلمانوں کی شیخین سے روانگی

سرشام طلوع شفق کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیخین سے روانہ ہوئے۔ یہ مقام دو حجرے تھے جہاں دو اندھے یہودی مرد اور عورت کھڑے ہو کر لوگوں سے سلف کے واقعات بیان کرتے تھے اسی وجہ سے اس کا نام شیخین ہو گیا۔ یہ جگہ مدینہ کے اطراف میں ہے مغرب کے بعد آپؐ نے یہاں اپنی جماعت کا فوجی معائنہ کیا ان میں سے بعض کو جنگ میں شرکت کی اجازت دی اور بعض کو واپس کر دیا ان میں زید بن ثابت ابن عمر اسید بن ظہیب' براء بن عازب اور عرابہؓ بن اوس تھے۔ نیز آپؐ نے ابوسعید الخدری کو واپس کر دیا اور سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو جانے کی اجازت دی۔ پہلے تو آپؐ نے رافعؓ کو بھی کمسن سمجھ کر واپس کرنا چاہا تھا مگر رافعؓ اپنا قد بلند دکھانے کے لئے پیوند زدہ جوتوں میں اپنی انگلیوں پر کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ صلعم نے جب ان کا معائنہ کیا ان کو چلنے کی اجازت دے دی۔

سمرہؓ اور رافعؓ کی کشتی

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سمرہ بن جندب کی ماں اب مری بن سیان بن ثعلبہ ابوسعید الخدری کے چچا کے زیر نکاح تھی اس طرح سمرہ' مری کے ربیب تھے۔ جب رسول اللہ صلعم احد کے لیے تشریف لے گئے اور آپؐ نے اپنے ساتھیوں کا معائنہ کر کے ان میں سے کم عمر لوگوں کو واپس کر دیا۔ ان میں آپؐ نے سمرہ کو واپس کیا اور رافع بن خدیج کو لڑائی میں شرکت کی اجازت دی۔ سمرہؓ نے اپنے مربی مری بن سنان سے کہا کہ باوا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رافع بن خدیج کو اجازت دی اور مجھے واپس کر دیا حالانکہ میں اسے کشتی میں ٹپک دیتا ہوں۔ مری نے رسول اللہ صلعم سے کہہ کر آپؐ نے میرے بیٹے کو واپس کر دیا اور رافع بن خدیج کو اجازت دی ہے حالانکہ میرا بیٹا اسے ٹپک دیتا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے دونوں کی کشتی کرائی سمرہؓ نے رافع کو گرا دیا آپؐ نے ان کو

اجازت دے دی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ احد میں شریک ہوئے۔ ابو حشمتہ الحارثی اس واقعہ میں رسول اللہ صلعم کے راہنما تھے۔

مربع بن قینطی منافق

ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم آگے بڑھ کر بنی حارثہ کی پتھریلی زمین میں آئے۔ گھوڑے نے اپنی دم ماری وہ تلوار کے کتے کو لگی جس سے تلوار نیام سے باہر نکل گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو فال لینے کے دلدادہ تھے فرمایا آج تلوار والے کو بھی معافی نہیں اپنی تلوار سنبھالو میں سمجھتا ہوں کہ آج تلواریں نکل کر رہیں گی۔ پھر آپؐ نے صحابہ سے کہا کہ کون ہے جو ہمیں دشمن کے پاس ریت کے ٹیلوں میں سے ہو کر اس طرح پہنچا دے کہ ہم ان کے سامنے برآمد نہ ہوں۔ بنو حارثہ بن حارث کے ابو حشمہ نے کہا اے رسولؐ میں لے چلتا ہوں' آپؐ نے اسے آگے کیا وہ رسول اللہ صلعم کو بنو حارثہ کے پتھریلے میدان میں سے لے کر ان کے کھیتوں میں لے آیا اور انہیں میں وہ مربع بن قینطی کے کھیت میں لایا یہ ایک منافق تھا جسے کم نظر آتا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مسلمانوں کی آہٹ سن کر ان کے چہروں پر مٹی پھینکنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر تم اللہ کے رسول ہو تو میں تمہارے لئے اس بات کو جائز نہیں قرار دیتا کہ تم میرے احاطہ میں گھسو۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھا کر کہا: اے محمدؐ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ مٹی صرف تمہارے منہ پر پڑے گی تو میں اسے تمہارے منہ پر مار دوں' اس کی گستاخی پر مسلمان اس کو قتل کرنے لپکے مگر رسول اللہ صلعم نے ان کو روک دیا اور فرمایا کہ جس طرح یہ آنکھ کا اندھا ہے اسی طرح اس کا دل بھی اندھا ہے مگر اس ممانعت سے پہلے ہی بنوالاشہل کے سعد بن زید نے لپک کر اپنی کمان اس کے سر پر ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سلم اپنی سمت چلے گئے اور احد سے اس راستے پر آئے جو پہاڑ کی سمت والے وادی کے کنارے تھا۔ اس طرح آپؐ نے اپنی پشت اور چھاؤنی کو پہاڑ کی طرف کیا اور فرمایا کہ جب تک ہم لڑائی کا حکم نہ دیں کوئی نہ لڑے۔

حضرت ابودجانہؓ کی متکبرانہ چال

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے۔ کئی صاحب لینے اٹھے مگر آپؐ نے ان کو وہ تلوار نہ دی' بنی ساعدہ کے ابودجانہ سماک بن خرشہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ اس کا حق کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم اسے دشمن پر اس وقت تک چلاؤ کہ یہ مڑ جائے۔ ابودجانہؓ نے کہا میں اس حق کو پورا کرنے کے لئے اسے لیتا ہوں' آپؐ نے تلوار ان کو دے دی۔ ابودجانہ ایک بڑے شجاع آدمی تھے لڑائی میں اکڑتے تھے۔ جب وہ سرخ رومال اپنے سر پر باندھتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ آج یہ لڑیں گے چنانچہ اس تلوار کو رسول اللہ صلعم کے ہاتھ سے لے کر انہوں نے اپنا سرخ رومال سر سے باندھا اور پھر دونوں صفوں کے بیچ میں اکڑتے ہوئے چلنے لگے۔

بنی سلمہ کے ایک انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ابودجانہ کو اس طرح اکڑتے چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا یوں تو اس چال سے اللہ عزوجل ناراض ہو جاتا ہے مگر اس موقع پر نہیں۔

ابوسفیان کا پیغام

ابوسفیان نے اوس اور خزرج کے پاس اپنے ایک پیامبر کے ذریعہ کہلا کر بھیجا کہ تم ہمارے اور ہمارے عزیز کے بیچ میں سے علیٰحدہ ہو جاؤ۔ ہمیں اس سے نبٹ لینے دو ہم تمہارے مقابلہ سے پلٹ جائیں گے کیونکہ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے مگر انہوں نے اس کے اس پیام کو حقارت سے رد کر دیا۔

ابوعامر فاسق اور انصار

۔ عرصہ کے بعد جب معاویہ نے قاۃ کو کھودا ان دونوں کی لاشیں برآمد کی گئیں ' ان میں لچک باقی تھی ۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کل دفن کیے گئے ہیں

حمنہ بنت جحش

آپؐ احد سے مدینہ واپس ہوئے حمنہ بنت جحش آپؐ کے پاس آئیں ' ان سے کہا گیا تھا کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن جحش مارے گئے ۔ انہوں نے **اناللہ وانا الیہ راجعون** کہا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی ۔ اس کے بعد ان کے ماموں حمزہؓ بن عبدالمطلب کے قتل کے اطلاع دی گئی ۔ اس پر بھی انہوں نے **اناللہ و انا الیہ راجعون** کہا اور دعائے مغفرت کی ۔ اس کے بعد ان کے خاوند مصعب بن عمیر کے قتل کی اطلاع دی گئی سنتے ہی وہ چیخ اٹھیں اور رونے لگیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا عورت کے قلب میں شوہر کی خاص جگہ ہوتی ہے ۔ انہوں نے اپنے بھائی اور ماموں پر ضبط کیا مگر شوہر کی موت پر چیخ اٹھیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی عبدالاشہل اور ظفر انصاریوں کے ایک گھر سے گزرے آپ نے وہاں نوحہ وبکا کا شور سنا جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہے تھے' خود آپؐ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہو گیا : پھر فرمایا لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں ہے ۔ جب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنو عبدالاشہل کے خاندانی گھر آئے انہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کرجاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا پر نوحہ کرو ۔

محمد بن سعد ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ بنی دینار کی ایک عورت کے پاس آئے.جس کا شوہر' بھائی اور باپ رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم کے ہمراہ جنگ احد میں مارے گئے تھے جب اس کو ان سب کی شہادت کی اطلاح دی گئی اس نے پوچھا یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم کیسے ہیں ۔ لوگوں نے کہا اے ام فلاں وہ بالکل اچھے اور خیریت سے ہیں ۔ اس نے کہا مجھے بتاؤ تاکہ میں بچشم خود ان کو دیکھ لوں ۔ لوگوں نے اشارے سے آپؐ کو بتایا ۔ اس نے آپؐ کو دیکھ کر کہا آپؐ

ؐ کی موجودگی میں ہر مصیبت بے حقیقت ہے

حضرت سہلؓ اور حضرت ابودجانہؓ کی تعریف

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خود اپنے گھر تشریف لائے ۔ آپؐ نے اپنی تلوار اپنی صاحبزادی فاطمہؑ کو دی اور فرمایا بیٹی اس پر خون ہے اسے دھو ڈالو۔ علیؑ نے بھی اپنی تلوار فاطمہؑ کو دی اور کہا کہ اس خون کو دھو ڈالو آج اس نے مجھے خوب کام دیا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تم نے آج جنگ میں پورا حق ادا کیا ہے تو تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابودجانہ اسماک بن خرشہ نے بھی اپنا حق ادا کیا ہے ۔

حضرت علی کے اشعار

یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت علیؑ نے اپنی تلوار فاطمہؑ کو دی انھوں نے یہ شعر پڑھے

افاطمہ ھاک السیف غیر ذمیم **فلست برعدید ولا بملیم**

ترجمہ ۔ اے فاطمہؑ یہ تلوار لو جس سے مجھے کوئی شکایت نہیں ہے اور نہ میں بزدل اور نکما ہوں ۔

لعری لقد قاتلت فی حب احمدؐ **وطاعت رب بالعباد و رحیم**

ترجمہ ۔ قسم ہے میری جان کی میں احمدؐ کی محبت اور اپنے رب کی اطاعت میں جو اپنے بندوں پر رحیم ہے لڑا ۔

وسیفی بکفی کا الشھاب اھزہ **اجنبہ من عاتق وضمیم**

ترجمہ ۔ اس حال میں کہ تلوار میرے ہاتھ میں روشن ستارے کی طرح تھی جسے میں پھرا رہا تھا اور اس سے میں کندھوں اور پسلیوں کو قطع کر رہا تھا۔

فما ذلت حتی فضی ربی جموعھم **وحتی شیفتہ کل حلیم**

بنو عامر کا خون بہا

اس کا سبب یہ ہوا کہ عمرو بن امیہ الضمری نے مدینہ واپس ہوتے ہوئے ان دو شخصوں کو قتل کر دیا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وعدہ حفاظت اور امان دیا تھا۔ عامر بن الطفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لکھا کہ باوجود عہد و پیمان کے آپؐ کے آدمی نے ہمارے دو آدمی مار ڈالے۔ ان کی دیت ادا کرو۔ رسول اللہ صلعم قبا آئے اور وہاں سے بنو النضیر کی طرف مڑ گئے تاکہ اس کی دیت کی ادائیگی میں ان سے مدد لیں۔ آپؐ کے ساتھ بہت سے مہاجر اور انصار تھے' ان میں ابوبکر' علیؑ اور اسید بن نضیر بھی تھے۔

بنو نضیر کی بدعہدی:

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ چونکہ عمرو بن امیہ نے باوجود رسولؐ اللہ کے عہد حفاظت کے بنی عامر کے دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا۔ آپؐ ان کی دیت کی ادائی میں مدد لینے کے لیے بنو النضیر کے پاس آئے۔ بنو النضیر اور بنو عامر ایک دوسرے کے دوست اور حلیف تھے۔ پہلے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بنو النضیر سے اپنے آنے کی غرض بیان کی انہوں نے کہا ہاں ابوالقاسم جو آپؐ نے ہم سے کہا ہے ہم اس کے لیے پوری طرح آمادہ ہیں مگر پھر وہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے اور انہوں نے کہا آج سے بہتر موقع اس شخص کے ہلاک کر دینے کا پھر کبھی نہ ملے گا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس وقت ان کے گھروں کی ایک دیوار کے پاس بیٹھے تھے) لہٰذا کوئی شخص مکان کی چھت پر چڑھ کر وہاں سے ایک بڑے پتھر کو ان پر پھینک دے اور ان کو قتل کر کے ہمیں ان کی طرف سے ہمیشہ کے لئے راحت دے ان کے ایک شخص عمرو بن حجاش بن کعب نے اس کام کے لیے خود سے اپنے کو پیش کیا اور کہا میں اس کے لیے تیار ہوں چنانچہ وہ آپؐ پر پتھر پھینکنے کے لیے ان کے مکان پر چڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خالی الذہن اپنے صحابہ کے ساتھ جن میں ابوبکر عمر علیؑ

بھی تھے دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ آسمان سے آپؐ کو آپ کے کے اس منصوبے کی خبر ملی۔ آپؐ فورا" اٹھ کھڑے ہوئے اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین سے فرمایا میں آتا ہوں تم یہیں ٹھہرو مگر آپؐ سیدھے مدینہ واپس ہو گئے۔ جب آپؐ کے آنے میں دیر ہوئی صحابہؓ آپؐ کی تلاش میں چلے اثنائے راہ میں مدینہ سے آتا ہوا ایک شخص ان کو ملا انہوں نے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پوچھا اس نے کہا میں نے آپؐ کو مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ صحابہؓ مدینہ میں آپؐ کے پاس آ گئے آپ نے ان کو بتایا کہ یہودی میرے ساتھ یہ بد عہدی کرنے والے تھے پھر آپؐ نے ان کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور سب کو لے کر ان کے مقابلہ پر آئے اور محاصرہ کر لیا۔ یہودی آپؐ کے مقابلہ میں کئی قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے تمام نخلستان کاٹ کر جلا دیئے جائیں یہودیوں نے قلعوں سے پکار کر کہا اے محمدؐ! آپؐ تو اس بربادی سے منع کرتے تھے اور جو ایسا کرتا تھا اسے برا کہتے تھے' اب کیا ہوا کہ آپؐ خود ہمارے نخلستان کو قطع کروا کر ان کو جلا رہے ہیں۔

رسولؐ اللہ کے خلاف سازش :

اس سلسلہ میں واقدی کا بیان یہ ہے کہ بنو النضیر نے جب باہم مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایک بہت بڑا پتھر اوپر سے پھینک دیا جائے۔ سلام بن مشکم نے ان کو اس سے منع کیا اور کہا اگر ایسا کرو گے جنگ ہو جائے گی اور جو تم کرنا چاہتے ہو وہ اس سے واقف ہیں مگر یہودیوں نے اس کی نصیحت نہ مانی عمرو بن حجاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر پتھر لڑھکانے چھت پر چڑھا مگر اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کی اطلاع آسمان سے ملی' آپ قضائے حاجت کے بہانے اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ صحابہؓ نے دیر تک انتظار کے بعد مدینہ واپس ہوئے۔ کنانہ بن صوریا نے یہودیوں سے کہا کہ تمہارے ارادے کی خبر ان کو ضرور ہو گئی۔

صحابہؓ بھی مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس چلے آئے۔ آپؐ اس وقت مسجد میں بیٹھے تھے صحابہؓ نے آپؐ سے کہا کہ ہم آپؐ کا انتظار کرتے رہے اور آپؐ چلے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا یہودیوں نے میرے قتل کا ارادہ

کر دیا۔ مدینہ میں پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ان کے قتل کی اطلاع دی۔ حضرتؐ نے فرمایا تم نے برا کیا دو شخصوں جو کہ ہماری امان میں تھے قتل کیا۔ پھر حضرت نے چاہا کہ ان کا خون بہا دے دیں اس غرض سے قلاع بنی قریظہ کی طرف صحابہ کی ایک جماعت کے ہمراہ گئے تاکہ ان سے قرض لے کر دیت ادا کر دیں اور علی بن ابراہیم، شیخ طبرسی اور بعض مفسروں کی روایت کے مطابق کعب بن الاشرف کے پاس گئے ابھی کعب مارا نہیں گیا تھا۔ اس نے حضرت کو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور بڑی تعظیم و تکریم کی اور کھانا لانے کے بہانے اٹھا اور دل میں یہ ارادہ تھا کہ آنحضرتؐ کے قتل کی تدبیر کرے۔ اور دوسری روایت کے مطابق آنحضرتؐ حیی بن اخطب اور بنی نضیر کے چند رئیسوں کے پاس گئے اور ان سے قرض طلب کیا۔ انہوں نے بظاہر منظور کر لیا اور حضرت کو ایک دیوار کے سایہ میں بٹھایا اور خود باہر نکلے۔ حیی بن اخطب نے کہا کہ کوئی کوٹھے پر جا کر حضرتؐ پر ایک بڑا پتھر پھینک دو تاکہ وہ ہلاک ہو جائیں (معاذ اللہ) عمرو بن جحش نے کہا میں یہ کام کرتا ہوں۔ سلام بن شکم نے کہا نہیں ایسا مت کرو خدا ان کو تمہارے ارادہ سے آگاہ کر دے گا۔ اسی اثناء میں جبریلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو ان کے قصد سے مطلع کیا۔ حضرت ان کے گھر سے نکل کر مدینہ واپس چلے آئے۔ عبداللہ بن صوریا نے ان سے کہا یقیناً" خدا نے تمہارے ارادہ سے ان کو آگاہ کر دیا اور اب سب سے پہلے جو شخص تمہارے پاس آئے گا وہ تمہارے لیے اس شہر سے نکل جانے کا حکم آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے لے کر آئے گا۔ لہٰذا میری دو باتوں میں سے ایک بات مان لو۔ اول یہ کہ سب مسلمان ہو جاؤ تاکہ تمہارے گھر، مال و اسباب محفوظ ہو جائیں یا جس وقت وہ چلے جانے کا حکم دیں تو بے تامل یہاں سے چلے جاؤ۔ لیکن میری پہلی بات تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے کہا ہم مسلمان ہونا تو ہرگز قبول نہیں کرتے۔ غرض آنحضرتؐ نے محمد بن مسلمہ کو یہ پیغام دے کر بنی نضیر کے پاس بھیجا کہ خدا نے مجھ کو تمہارے ارادہ سے جو میرے متعلق تم نے کیا آگاہ کر دیا لہٰذا اب یا تو ہمارے شہر سے نکل جاؤ یا جنگ کے لئے تیار رہو۔ میں تین روز کی تم کو مہلت دیتا ہوں۔ انہوں نے پہلے تو کہہ دیا کہ ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی نے ان کے پاس

ہوئے تھے۔ میں نے ان پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا اس کے ہمراہی بھاگ گئے ان کا پتہ نہ چلا۔ اب پھر جاتا ہوں اور ان کو بھی قتل کرتا ہوں۔ حضرت نے ان کے ساتھ دس اصحاب کو روانہ کیا' ان میں ابودجانہؓ اور سہل بن حنیفؓ بھی تھے یہ لوگ ان کے پاس پہنچے اور وہ قبل اس کے کہ قلعہ میں داخل ہوں ان لوگوں نے ان سب کو قتل کر دیا اور ان کے سر حضرت کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے حکم دیا تو ان سروں کو بنی حطمہ کے کسی کنویں میں ڈال دیا اس سبب سے بنی نضیر کے قلعے فتح ہو گئے۔ انہی لوگوں نے روایت کی ہے کہ کعب بن الاشرف بھی اسی رات کو مارا گیا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ ان کے مکانات تباہ و منہدم کرنے پر متوجہ ہوئے۔ ان لوگوں نے یہ دیکھا تو اپنے ہاتھوں سے اچھے اور بہتر مکانات گرا دیئے۔ حضرت نے حکم دیا کہ ان کے درختہائے خرما بھی کاٹ ڈالے جائیں جو ان کی قطع امید و طمع کا باعث ہو۔ یہودیوں نے کہا اے محمدؐ خدا نے آپ کو خرابی و بربادی کے لئے نہیں مبعوث فرمایا ہے آپ درختوں کو کیوں کاٹتے ہیں۔ اگر وہ آپ کے ہیں تو آپ کو مبارک' اگر وہ ہمارے ہیں تو ہمارے واسطے چھوڑ دیجئے۔ غرض ان کی حالت بہت خراب ہوئی تو انہوں نے درخواست کی کہ ہمارے مال ہم کو دے دیجئے تاکہ ہم آپ کے شہر سے نکل جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تمہارے تمام اموال نہیں دوں گا جس قدر تمہارے اونٹوں پر بار ہو سکیں اسی قدر تم لے جا سکتے ہو۔ یہودیوں نے منظور نہ کیا۔ پھر چند روز کے بعد عاجز ہو کر خواہش کی کہ اچھا جو آپؐ کہتے ہیں ہم اسی پر راضی ہیں۔ حضرت نے فرمایا چونکہ تم پہلے راضی نہیں ہوئے اب اس شرط پر امان دیتا ہوں کہ تم سب بغیر کچھ لیئے چلے جاؤ۔ اگر کسی نے کوئی چیز لی تو اس کو قتل کر دوں گا۔ آخر وہ اسی شرط پر راضی ہوئے اور صرف اپنی جان سلامت لے کر چلے گئے۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے تین اشخاص پر ایک اونٹ اور ایک مشک دی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت نے صرف ان کے اسلحے لے لیئے اور فرمایا کہ جس قدر سامان اونٹوں پر بار ہو سکے لے جاؤ۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ چھ سو اونٹوں پر اپنے سامان لے گئے۔ ان کے ہتھیاروں میں پچاس زرہیں' پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں حضورؐ کو ملیں۔ چونکہ ان کے تمام مال بغیر جنگ کے حاصل ہوئے تھے

حالانکہ ان کے قلوب ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں اس لئے کہ یہ لوگ عقل سے بے بہرہ ہیں۔ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ ○ یہ لوگ ان لوگوں سے سے (جہالت میں) قریب ہیں جو ان سے پہلے گذر چکے جنہوں نے اپنی بد اعمالیوں کا مزہ چکھا اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے" علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ ان لوگوں سے مراد بنی قینقاع ہیں جو بہت جلد خدا و رسولؐ کے غضب میں گرفتار ہوئے تھے۔ خدا نے انہی سے عبداللہ بن ابی اور بنی نضیر کی مثال دی ہے۔ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (پ۲۸ سورہ حشر آیت ۱۱ تا ۱۶) منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے کہ اس نے انسان سے کہا کہ کافر ہو جاؤ جب وہ کافر ہو گیا تو بولا میں تو تم سے بیزار ہوں میں تو خدا سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے" علی بن ابراہیم نے اس قصہ کے آخر میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واپس آئے اور چاہا کہ مال غنیمت صحابہ کے درمیان تقسیم کریں ہر چند وہ تمام مال آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کا تھا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جبکہ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے مقرر کر دیا تھا کہ انصار مہاجرین کو اپنے مکانوں میں رکھیں اور ان کے اخراجات برداشت کریں اس لئے اب انصار کو اختیار دیا کہ وہ باتوں میں جو چاہیں اپنے لئے پسند کریں۔ حضرت نے ان سے فرمایا کہ اگر تم کو منظور ہو تو یہ مال غنیمت مہاجرین کو تقسیم کر دوں اور ان کو تمہارے مکانوں سے علیٰحدہ کر دوں تاکہ وہ خود اپنے بار و اخراجات کے متحمل ہوں۔ اور اگر تم کو یہ منظور نہ ہو کہ مال سب انصار و مہاجرین پر تقسیم کیا جائے تو پھر مہاجرین اسی طرح تمہارے مکانوں میں تمہارے ساتھ رہیں گے اور ان کے اخراجات کے متکفل بدستور سابق تم کو رہنا پڑے گا۔ انصار نے کہا کہ آپؐ مہاجرین کو تقسیم کر دیں۔ حضرت نے انصار کو اس مال میں سے کچھ نہ دیا۔ سب مہاجرین پر تقسیم کر دیا اور ان کو انصار کے مکانوں سے علیٰحدہ کر دیا۔ مگر سہل بن حنیفؓ اور ابو دجانہؓ نے اپنی پریشانی کا اظہار کیا، تو آپؐ نے ان کو بھی کچھ دے دیا۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ انصار نے کہا کہ ہم مال غنیمت بھی

اُلکِتَابِ قَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْراً مِمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ اُلْکِتَابِ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ (پ۶ سورۃ مائدہ آیت ۱۵) اے اہل تورات بے شک ہمارا رسول تمہاری طرف آیا ہے۔ جو تمہاری بہت سی باتیں جو کتاب خدا کی تم چھپاتے ہو تم سے بیان کرتا ہے اور بہت سی معاف کر دیتا ہے اور ظاہر نہیں کرتا۔ یہ سنتے ہی ابن صوریا اچھل پڑا اور حضرت کے زانو پر ہاتھ رکھ کر بولا میں خدا سے اور آپؐ سے پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ ان بہت سی باتوں کو جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا رسولؐ معاف کر دیتا ہے آپؐ ظاہر نہ فرمایئے اور ہم کو رسوا نہ کیجیئے۔ پھر پوچھا کہ آپ کا خواب کیسا ہے حضرتؐ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ پھر اس نے پوچھا مجھے آگاہ کیجیئے کہ کیوں لڑکا کبھی باپ کے ہم شبیہ ہوتا ہے کبھی ماں کا۔ فرمایا کہ جس کا جوہر انسانی زیادہ ہو جاتا ہے لڑکا اسی سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔ اس نے کہا سچ ہے۔ پھر پوچھا کہ بچہ کا کون سا عضو مرد کی آب منی سے بنتا ہے۔ اور کون سا عضو عورت کی آب منی سے بنتا ہے؟ یہ سنتے ہی حضرت پر غشی طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا تو آپ کا چہرہ اقدس سرخ تھا اور پیشانی انور سے پسینہ کے قطرے ٹپک رہے تھے اور یہ وہ حالت ہے جو نزول وحی کے وقت حضرت پر طاری ہوتی تھی۔ پھر حضرتؐ نے ابن صوریا سے فرمایا کہ ہڈی، پٹھے اور رگیں تو مرد کی منی سے بنتے ہیں اور گوشت، خون اور بال عورت کی منی سے تیار ہوتے ہیں اس نے کہا سچ ہے۔ یہی پیغمبروں کا کلام اور کردار ہے، اور مسلمان ہو گیا۔ جب ان سب لوگوں نے واپس جانا چاہا بنی قریظہ نے بنی نضیر کو پکڑ لیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ ہمارے بھائی بنو نضیر ہیں ان کے اور ہمارے آباؤ اجداد ایک ہیں اور ان کا اور ہمارا دین بھی ایک ہے۔ لیکن یہ لوگ ہم پر ظلم کرتے ہیں جب ہم میں کوئی ان کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا ہے تو اس کے عوض یہ قاتل کو بھی قتل کر دیتے ہیں اور ایک سو چالیس دسق خرما بھی لیتے ہیں۔ اگر وہ مقتول عورت ہوتی ہے تب بھی یہ ہمارے مرد کو اس کے عوض قتل کرتے ہیں اور اگر وہ مقتول مرد ہوتا ہے تو یہ ہمارے دو مردوں کو اس کے عوض قتل کرتے ہیں۔ اگر وہ مقتول غلام ہوتا ہے تو یہ ہمارے آزاد شخص کو قتل کرتے ہیں اور ہمارے زخموں کو اپنے زخموں کے نصف کے برابر

شمار کرتے ہیں اس وقت خدا نے آیت رجم و قصاص نازل فرمائی۔

۴ھ میں شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوا۔ اسی سال حضرتؐ نے ام سلمہ سے تزویج فرمائی جو آپؐ کی بیویوں میں سب سے زیادہ پاک نفس تھیں۔ اسی سال زینبؑ دختر خزیمہ کا انتقال ہوا جو آنحضرتؐ کی زوجہ تھیں اور عبداللہ بن عثمان کا انتقال ہوا جو رقیہ کے بطن سے تھے۔ اسی سال فاطمہؑ بنت اسد مادر جناب امیر المومنین علیہ السلام رحمت رب العالمین سے واصل ہوئیں آپ کی تجہیز و تکفین اور نماز وغیرہ کے تمام حالات اور آپ کے فضائل انشاء اللہ اس کے بعد بیان کیئے جائیں گے۔ اور مروی ہے کہ اسی سال تیسری ماہ شعبان کو حضرت سیدا لشہداء جناب امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

پیارے اور جاں نثار بھائی کے جسم پر آراستہ فرما کر یہ دعا کی خدایا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بدر میں مجھ سے جدا ہو گیا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ احد میں اب ایک علی علیہ السلام باقی ہے جو میرا بھائی ہے اور فدائیؐ رب لا تذر فی فردا وانت خیر الوارثین

جناب علی مرتضٰی علیہ السلام کی اذن طلبی پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خاموشی اور سکوت کا کیا سبب اگر ہم موجودہ حالات پر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ۔ خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید جناب علی مرتضٰی علیہ السلام سے ایسی ہی محبت تھی کہ عمر ابن عبدود ایسی خونخوار اور قوی ہیکل حریف کے مقابلہ میں ان کے بھیجنے کو گوارا نہ فرماتے تھے۔ جس کی ہیبت نے تمام اسلامی لشکر کو دھار کہا تھا دوم یہ ہے کہ آپ لشکر اسلام کی موجودہ جرات و ہمت جگر داری اور پاداری کا امتحان لے رہے تھے اور اس کے منتظر تھے کہ اسلامی کیمپ سے سوائے علی مرتضٰی علیہ السلام کے اور کسی مجاہد کی غیرت جوش میں آئے اور وہ اپنے جوش میں بھرپور ہو کر انا ابارز انا ابارز کے نعرے بلند کر کے عمر ابن عبدود سے مقابل ہو۔

بہرحال جناب علی مرتضٰی علیہ السلام تن تنہا عمر ابن عبدود کے مقابلہ میں تشریف لے گئے عمر ابن عبدود اہل اسلام کی سرد نفسی دیکھ کر ایسا گرمایا کہ بالکل خندق کے قریب آگیا اور اپنے مقابل کے انتظار میں اسلامی کیمپ پر غضب آلود نگاہیں ڈالنے لگا۔ علی مرتضٰی علیہ السلام نے بھی اس کے پاس آتے ہی اپنے ہاتھ کا نیزہ پتھر کے ایک چٹان پر گاڑ

دیا اور عمر ابن عبدود کے سکوت اور خاموشی کو ذیل کے اشعار رجز پڑھ کر توڑ دیا دھو ہذا۔

لا تعجبین فقداتاک　　یجیب صوتک غیر عاجز
ذونیته وبصیرة　　والصدق منجی کل قاتر.
انی لا رجون یقوم　　علیک ما تحت الخنابر
من ضربتة بخلائه　　یبقی ذکر ها عنه الهزاهز
ولقد دعوت الی البراز　　فتی یجیب الی المبارز
لعلک ابیض صارما　　کما لملخ ختفا للمناجز

تاریخ الخمیس مطبوعہ مصر ص ۴۸۷ سوانح عمر باسناد مطالب السئول ص ۲۳۵

اپنے کٹے ہوئے پیر کو علی مرتضٰی علیہ السلام کی طرف پھینک دیا یہ دیکھ کر علی مرتضٰی علیہ السلام نے اب اس کو ایک دم مہلت نہ دی اور اس کا سر کاٹ لیا اور تکبیر کا نعرہ بلند کیا عمر ابن عبدود کی تو یہ کیفیت ہوئی اس کے ہمراہیوں کی جان یہ دیکھ کر نکل گئی مینہ تو اپنی ذرہ اور تلوار زمین پر رکھ کر بھاگنا چاہتا تھا کہ علی مرتضٰی علیہ السلام نے اس کو قتل کرنا چاہا مگر وہ نہایت ذلت سے بھاگ نکلا عبداللہ ابن مغیرہ بھی گریز کرنا چاہتا تھا کہ جناب علی مرتضٰی علیہ السلام نے اس کا کام تمام کر دیا نوفل کو الٹی سوجھی بھاگنے کو اپنے لشکر کی طرف بھاگا خندق کی طرف خندق پر پہنچ کر اس کا گھوڑا اس سے نہ سبھالا وہ منہ کے بل خندق میں جاتا رہا جناب علی مرتضٰی علیہ السلام بھی تعاقب فرماتے ہوئے اس کے ساتھ ہی خندق میں کودے اور اس کو قتل کر ڈالا سوانح عمری باسناد مطالب السئول ص ۲۳۷ نوفل کو قتل کر کے علی مرتضٰی علیہ السلام پھر فوج مشرکین کی طرف مخاطب ہوئے ضرار ابن خطاب ہمراہیان عبدود سے بچ گئے تھے وہ بھاگ کر ابوسفیان کے پاس پہنچے اور ساری روداد بیان کی ابوسفیان اپنے دلیروں کی حسرت داستان سن کر سکتے میں آگیا اور دم کے دم میں اس کے تمامی انتظام اور بندوبست جنہیں وہ سال ہا سال سے فراہم کر رہا تھا درہم برہم ہو گئے اس کے انتشار کے ساتھ ہی اس کی فوج فرار ہو گئی نہ بنی کنانہ کام آسکے نہ بنی سلیم نہ بنی قرینظہ نہ بنی غطفان پرے کے پرے رسالے کے رسالے میدان کارزار سے جدا ہونے لگے یہاں تک کہ ایک ایک کر کے تمام قریش نے میدان جنگ کو چھوڑ دیا

اور ایسا بھاگے کہ پھر مدینہ کی طرف لوٹ کر نہ دیکھا ابو سفیان کو خود ایسی دہشت اور خوف دامن گیر ہو رہا تھا کہ اس نے مدینہ سے بھاگ کر منزل عقیق پر جا کر دم لیا اور پھر بیچ میں کہیں سانس لینے کو بھی نہ ٹھہرا جناب علی مرتضٰی مشرکین کو کامل شکست دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں منصور و کامیاب تشریف لائے ان کو آتا دیکھتے ہی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جوش محبت میں بے ساختہ اٹھ کھڑے ہوئے اور نیچے نظر کی تو دیکھا کہ عمر ابن عبدود کا سر آپ کے قدموں پر پڑا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے جاں نثار بھائی کو گلے لگا لیا اور فرمایا المبارزہ علی ابن ابی طالب لعمر ابن عبدود یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامہ علی ابن ابی طالب کی لڑائی جو عمر ابن عبدود سے خندق کے دن واقع ہوئی ہماری امت کے تمام اعمال سے جو وہ قیامت تک بجا لائیں افضل ہے۔
(سوانح عمری باسناد مطالب السئول و مستدرک و حاکم و فردوس الاخبار علامہ دیلمی ص ۵۹۸)

فوج اسلام کی کیفیت اس وقت قابل دید تھی جناب علی مرتضٰی کو آج اپنی بے نظیر شجاعت اور ہمت کی داد قدر شناسوں سے ملی ہے غزوات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ قوی ہمت شیر دل اور شجاع صبر و صلاح جنگ سے آراستہ میدان جنگ سے اپنے نادر الود شجاعت کا بیش بہا جوہروں کو دکھا کر اور اپنے حریف کو میدان کار زار سے کھڑے کھڑے بھگا کر اپنے سردار کے پاس کھڑا ہے اور چاروں طرف سے اسلامی جاں نثار اس کے اشتیاق دید میں کھڑے ہیں اس کی کوشش اس کی ہمت اور اس کی دلیریوں پر غور کر کے اس کی دست بوسی کے اشتیاق میں ایسے بے چین ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے پر گرا پڑتا ہے کیوں نہ آج جناب علی مرتضٰی علیہ السلام کے دست و بازو سے اسلام کی نصرت اور جناب خیر الانام کی حمایت کا ایسا ہی کام بن آیا ہے جناب باری عزاسمہ نے کلام مجید میں اسی فتح کی نسبت فرمایا ہے وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا روضۃ الصفا جلد دوم ص ۱۲۶

معارج النبوت رکن دوم ص ۳۸۳ علامہ سیوطی در منثور میں تحریر فرماتے ہیں۔ عن عبداللہ ابن مسعود کان یقرء ھذا الحروف و کفی اللہ المومنین

القتال بعلی و کان اللہ قویا عزیزا عبداللہ ابن مسعود اس آیت کو اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ مدد کی اللہ نے مومنوں کی لڑائی میں علیؑ کے ساتھ اور اللہ ہے قوی عزت والا۔

علامہ سیوطی کے علاوہ ابن مردویہ ابن ابی حاتم ابی عساکر نے بھی اس روایت کو دیکھا ہے اس وقت عرب میں یہ دستور تھا کہ قاتل اپنے مقتول کی سلاح' آلات حرب اور جو کچھ وہ اپنے بعد اپنے بدن پر چھوڑ جاتا تھا لے لیتا تھا اس میں اہل اسلام یا مشرکین کی خصوصیت نہیں تھی یہ ایک ایسا دستور تھا جو ہر قوم اور ہر قبیلہ میں بلا امتناع جاری تھا مگر اس قدیم جہالت کے باقی ماندہ قاعدے کو جناب علی مرتضٰی علیہ السلام نے توڑ ڈالا آپ سب کے سب رؤسائے قریش کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم سب تم لوگوں کے تابع ہیں اور تم سے اس امر پر اتفاق کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ قریش نے ان سے کہا تم سابق اہل کتاب ہو اور محمدؐ کے دین اور ہمارے دین کو جانتے ہو۔ بتاؤ ہمارا دین بہتر ہے یا ان کا اور حق کے سزا وار ہم ہیں یا وہ ہیں۔ یہودیوں نے کہا کہ انہیں ان کے دین سے تمہارا دین بہتر ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتَابِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَ یَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَ مَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِیْرًا۔ (آیت ۵۱-۵۲ سورہ النساء پ۵) اے رسولؐ کیا تم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے ہو جن کو کتاب کا کچھ علم حاصل ہے۔ مسلمانوں سے عداوت کے سبب قریش کے بتوں پر ایمان لاتے ہیں جو جبت و طاغوت ہیں اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں کہ وہ ان لوگوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اور ان کا طریقہ اور راستہ ان لوگوں سے زیادہ سیدھا اور درست ہے۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے۔ اور جس پر خدا نے لعنت کی تم اس کا کوئی مدد نہ پاؤ گے۔ غرض قریش بہت خوش ہو گئے کہ یہودیوں نے ان کے دین کے حق ہونے کی تصدیق کر دی اور ابوسفیان نے کہا اب خدا نے تم کو دشمن پر قابو دے دیا ہے۔ یہ یہودی آئے ہیں اور تم سے متفق ہو گئے ہیں اس پر کہ یا تو مار ڈالے جائیں گے یا محمدؐ اور ان کے اصحاب کو فنا کر دیں گے۔ پھر قریش نے یہودیوں سے اتفاق کیا۔ پھر یہودی

وہاں سے قبیلہ غطفان کے پاس گئے اور کہا قریش ہم سے متفق ہو گئے ہیں تو انہوں نے بھی اپنی رضا مندی ظاہر کی۔ غرض قریش ابوسفیان کی سرکردگی میں نکلے اور بنی غلطفان بن حصن قراری کے ساتھ' حارث بن عوف بن مری کے ساتھ' مشعر بن جبلہ اپنے تابعین قبیلہ اشجع کے ساتھ اکٹھے ہوئے۔ پھر اپنے حلیفوں کے پاس جو بنی اسد سے تھے خطوط لکھے تو طلحہ اپنے تابعین کو بنی اسد سے لے کر آیا۔ قریش نے بنی سلیم کو لکھا تو ابوالاعور سلمی اپنے پیروں کو لے کر آیا۔ جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے مشورہ کیا وہ سات سو افراد تھے۔ جناب کھانا تیار ہے تشریف لے چلیئے اور اپنے ہمراہ جس کو چاہیں لے لیں۔ آنحضرتؐ یہ سن کر خندق کے کنارے کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے گروہ مہاجرین و انصار جابرؓ نے تم لوگوں کی دعوت کی ہے قبول کرو۔ اس وقت سات سو اشخاص خندق میں موجود تھے یہ سن کر سب کے سب باہر نکل آئے اور میرے گھر کو روانہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے راستہ میں جو مہاجر یا انصار مل جاتا حضرت اس سے فرماتے کہ چلو جابرؓ نے دعوت کی ہے قبول کرکو۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں سب سے پہلے گھر پہنچا اور اپنی زوجہ سے صورت حال بیان کی اور کہا حضرتؐ تو مع تمام مہاجرین و انصار کے آ رہے ہیں کہ کسی کو ان کی دعوت کی طاقت نہیں ہے۔ زوجہ نے پوچھا کہ تم نے حضرتؐ کو بتا دیا تھا کہ کھانے کا کیا سامان ہے؟ جابرؓ نے کہا ہاں بتا دیا ہے تو زوجہ نے کہا پھر کیا فکر ہے آنحضرتؐ خود بہتر سمجھتے ہیں۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرتؐ اسی اثناء میں داخل خانہ ہوئے اور دیگ میں دیکھا اور فرمایا کہ کفگیر سے سالن نکال کر لاؤ اور تھوڑا سا تہہ میں رہنے دو پھر تنور کے پاس آئے اور روٹیاں دیکھیں۔ فرمایا روٹیاں نکالو اور کچھ تنور میں رہنے دو۔ پھر پیالہ طلب کیا اور اپنے دست مبارک سے اس میں روٹیاں توڑ توڑ کر رکھیں اور کفگیر سے شوربا اس میں ڈالا اور فرمایا کہ دس اشخاص آئیں اور کھالیں دس آدمی کھا کر سیر ہو گئے پھر حضرتؐ نے بزغالہ کا ایک دست منگایا اور ان دس اشخاص کو کھلایا۔ پھر دوسرے دس اشخاص کو بلایا وہ بھی کھا کر سیر ہوئے لیکن پیالے میں ان کے کھانے سے کوئی کمی نہیں ہوئی بجز اس کے کہ ان کی انگلیوں کا نشان پڑ گیا۔ پھر حضرتؐ نے دوسرا دست بزغالہ طلب فرمایا میں نے لا کر دیا وہ

بھی ان کو کھلا دیا۔ پھر دوسرے دس افراد آئے ان کو بھی کھلایا اور حضرتؐ نے پھر ایک دست طلب فرمایا میں لے آیا وہ بھی کھلایا گیا۔ آخر میں نے حضرتؐ سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بکریوں کے کتنے دست ہوتے ہیں فرمایا دو۔ میں نے عرض کی اسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تین دست لا چکا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم نہ بولتے تو البتہ تمام اشخاص دست ہی کھاتے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ اسی طرح دس دس آدمی آتے اور کھاتے رہے یہاں تک کہ تمام لوگ کھا کر سیر ہو گئے اور اس قدر کھانا بچ رہا کہ ہم لوگ کئی روز تک کھاتے رہے غرض علی بن ابراہیم سوکھی روٹی اور خرما پر زندگی بسر کرے گا۔ نہایت خوش مزاج ہوگا' کافروں کو بہت قتل کرے گا۔ اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہوگی اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ اپنی تلوار کاندھے پر رکھے گا اور کسی کی جو اس کے مقابل ہوگا پروا نہ کرے گا۔ اس کی حکومت روئے زمین کے آخر تک ہوگی۔ اگر یہ وہی پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے تو اس گروہ کی کثرت کی پرواہ نہ کرے گا۔ اگر پہاڑ بھی اس سے سرکشی اور دشمنی پر آمادہ ہو جائیں تو وہ ان پر بھی غالب ہوگا۔ ابن اخطب ملعون نے کہا یہ وہ پیغمبر نہیں ہے وہ تو بنی اسرائیل سے ہوگا اور یہ بنی اسماعیل سے ہیں۔ اور بنی اسرائیل کبھی فرزندان اسماعیل کے تابع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خدا نے ان کو تمام بنی نوع انسان پر فضیلت بخشی ہے اور پیغمبری اور بادشاہی انہی لوگوں میں قرار دی ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی پیش نہ کرے جس کو آگ نہ جلائے اور محمدؐ کے پاس ایسی کوئی علامت نہیں ہے۔ انہوں نے لوگوں کو جمع کر لیا ہے اور جادو کے ذریعہ سے فریب دے رکھا ہے اور جادو ہی کے ذریعہ سے تمام لوگوں پر غالب آنا چاہتا ہے غرضیکہ ایسی بے ہودہ اور باطل گفتگو سے ان لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا اور سب کو اپنا موافق بنا لیا اور کہا وہ عہد نامہ نکالو جو تمہارے اور محمدؐ کے درمیان لکھا گیا ہے۔ وہ نکالا گیا تو اس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کہا اب تو جو ہونا تھا ہو گیا اور اب سوائے جنگ کے اور کوئی صورت تمہارے لیئے نہیں ہے۔ لہٰذا جنگ پر آمادہ ہو جاؤ۔ جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہنچی آپ بہت محزون ہوئے

اور صحابہ بھی بہت خوفزدہ ہوئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سعد بن معاذ اور اسید بن خضیر کو جو قبیلہ اوس سے تھے اور وہ بھی قرینظہ کے ہم سوگند تھے فرمایا کہ بنی قرینظہ کے پاس جا کر معلوم کریں کہ ہمارے متعلق ان کا کیا خیال و ارادہ ہے اگر انہوں نے عہد شکنی کر لی ہے تو اس کی خبر کسی کو نہ ہونے دیں اور صرف مجھ سے آکر بیان کریں اور کہیں عضل والقارہ۔ اور یہ راز کا کلمہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے درمیان طے تھا کہ صرف حضرتؐ سمجھیں اور کوئی نہ سمجھ سکے۔ اور عضل اور قارہ قریش کے دو قبیلے تھے جو بظاہر مسلمان تھے اور مکرو فریب کے ساتھ مرتد ہو گئے تھے تو جو ان کو قتل کر دیں اور ہم جنگ میں آپ کی موافقت کریں گے شائد آپ ہمؑ سے راضی ہو جائیں اور قرب الاسناد میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں جو کچھ آنحضرتؐ سے روایت کرتا ہوں وہ یقیناً" بالکل صحیح ہے۔ اور اگر آسمان سے نیچے گر پڑوں یا کوئی طائر مجھے اچک لے جائے تو مجھے پسند اور گوارا ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بہتان کروں۔ اور جنگ کے درمیان کچھ کہوں تو ممکن کہ مصلحتاً" خلاف واقع کہوں کیونکہ جنگ کا دارو مدار مکرو فریب پر ہے۔ بیشک جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی کہ بنو قرینظہ نے ابوسفیان سے یہ طے کیا ہے کہ جس وقت تم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مقابلہ کرو گے ہم تمہاری مدد کریں گے تو حضور نے خطبہ پڑھا اور فرمایا بنو قرینظہ نے ہم سے کہا ہے کہ جب ہم ابوسفیان سے جنگ میں مشغول ہوں گے تو وہ ہماری مدد کریں گے۔ جب یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی تو اس نے کہا یہودی ہم سے مکرو فریب کر رہے ہیں۔ اور ان کے بھاگنے کا ایک سبب یہ بھی تھا۔

شیخ مفید اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ لشکر قریش خندق کے قریب آکر ٹھہرا اور بیس روز سے زیادہ مقیم رہا سوائے اور پتھر پھینکنے کے جنگ نہ ہوئی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مسلمانوں کے دلوں کا ضعف اور منافقوں کے نفاق کا اظہار مشاہدہ فرمایا عتبہ بن حصن اور حارث بن عوف کے پاس جو سرداران غطفان تھے، صلح کی خواہش کی کہ مدینہ کے میووں کا تیسرا حصہ ان کو دیا جائے گا اگر وہ واپس چلے جائیں۔

اور اس بارے میں سعد بن عبادہ انصاری سے مشورہ کیا۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اگر یہ صلح خدا کی جانب سے ہے تو ہم کو اس کے قبول کرنے میں کوئی چارہ نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس بارے میں وحی نازل ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ تمام عرب ہر طرف سے تیر عداوت کمان میں رکھے ہوئے تمہارے سر پر جمع ہو گئے ہیں چاہتا ہوں کہ ان کا رعب تمہارے دلوں سے زائل کر دوں تاکہ تم میں ہمت و قوت پیدا ہو۔ سعاد بن معاذ نے عرض کی جس وقت ہم مشرک و کافر تھے اور خدا کو نہیں پہچانتے تھے ان لوگوں نے ہمارے اموال کی طمع نہ کی اب جبکہ خدا نے ہم کو اسلام سے سرفراز فرمایا ہے اور آپ کے ذریعہ سے عزت و شرف بخشا ہے ہم اپنے مال ان کو دے دیں گے۔ خدا کی قسم سوائے تلوار کے ان کو کچھ نہ دیں گے یہاں تک کہ خدا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تمہارے استقلال کو دیکھوں اور سمجھوں۔ تو اسی بات پر ثابت قدم رہو بے شک خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر کو یوں ہی نہ چھوڑ دے گا ضرور مدد کرے گا اور میرے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہایت اہتمام و استقلال کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ان کو دشمنوں سے جنگ پر آمادہ کیا اور خدا کی جانب سے نصرت و مدد کا وعدہ فرمایا۔ ادھر کچھ اشقیائے قریش قتال کے لیے میدان میں آئے جن میں عمرو بن عبد ود، عکرمہ ابن ابی جہل، ہبیرہ بن ابی وہب، ضرار بن الخطاب اور مرداس فہری تھے۔ انہوں نے اپنے اسلحے سجے اور عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر بنی کنانہ کی طرف آئے اور ان کو جنگ کے لئے آمادہ کیا اور کہا کہ میدان میں چلو تاکہ آج معلوم ہو کہ مرد کون ہے جب خندق کے کنارے پر پہنچے تو یہ بولے یہ وہ مکر ہے جس کو اہل عرب نہیں جانتے بلکہ یہ تدبیر اس فارس والے کی ہے جو ان کے ساتھ ہے۔ پھر اس کے گرد گھومتے رہے یہاں تک کہ خندق میں ایک تنگ مقام نظر آیا وہیں سے گھوڑے کو کودایا اور عمرو بن عبدود جو شجاعت میں عرب میں مشہور تھا اور لوگ اس کو ہزار سواروں کے برابر سمجھتے تھے اور اس کو شہسوار یلیل کہتے تھے۔ اس لئے کہ اس مقام سے جس کو یلیل کہتے ہیں شام کی طرف قافلہ جا رہا تھا جس میں عمرو بن عبدود بھی تھا۔ جب قافلہ مقام یلیل پر پہنچا ایک ہزار ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کیا۔ قافلہ کے تمام لوگ بھاگ گئے لیکن عمرو بن عبدود نے تلوار

کھینچ لی اور بجائے سپر اونٹ کا بچہ ہاتھ میں لے لیا اور ان ڈاکوؤں کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور سب کو مار کر بھگا دیا اور قافلہ کو صحیح و سلامت نکال لے گیا اس سبب سے اس کو فارس یلیل کہتے تھے۔ غرض و میدان جنگ میں گھوڑا اچھالتا ہوا آیا اور رجز پڑھنے لگا اور اپنا مقابل طلب کیا۔ جب مسلمانوں نے اس کو دیکھا آنحضرتؐ کے پیچھے بھاگ کر کھڑے ہو گئے اور حضرتؐ کو اپنے آگے کر لیا۔ اس وقت دوم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ اس شیطان عمرو بن عبدود کو دیکھتے ہو کوئی اس کے ہاتھ جان سلامت نہ لے کی میں علی ابن ابی طالب ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا میرے پاس آؤ پھر حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا' اور ذوالفقار ہاتھوں میں دی اور فرمایا جاؤ اور اس تلوار سے جنگ کرو اور دعا کی کہ پالنے والے اس کے سامنے سے پیچھے سے' داہنے سے بائیں سے' سر کے اوپر اور پیروں کے نیچے سے حفاظت فرما۔ حضرت اسداللہ الغالبؑ شیر ژیاں کے مانند نہایت سرعت کے ساتھ میدان میں آئے اور رجز پڑھا جس کا مضمون یہ تھا جلدی مت کر کیونکہ تیرے مقابلہ پر وہ آگیا جو تیرے ساتھ جنگ میں عاجز نہیں ہے۔ جو بھلائی کا مالک ہے راہ حق کا دیکھنے والا ہے سچا اور ہر نجات پانے والا کا نجات دینے والا ہے اور بے شک امیدوار ہوں کہ بہت جلد تیرے لیے لوگوں کی وہ توجہ قائم کر دوں گا جو جنازوں پر کی جاتی ہے اس پھاڑنے والی ضرب سے جس کی شہرت لڑائیوں کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ عمرو نے کہا تم کون ہو کہ میرے مقابلہ پر آنے کی جرأت کی حضرتؑ نے فرمایا میں علی بن ابی طالب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا کا بیٹا اور داماد ہوں۔ اس نے کہا خدا کی قسم تمہارے باپ ہمارے دوست اور محب تھے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم کو اپنے نیزہ پر اٹھا لوں اور آسمان و زمین کے درمیان معلق کر دوں کہ زندہ رہو گے نہ مردہ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میرے چچا زاد بھائی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اگر تو مجھے قتل کرے گا تو میں بہشت میں جاؤں گا اور تو جہنم میں جائے گا۔ اور اگر میں تجھ کو قتل کر دوں گا تو میں جنت میں جاؤں اور تو دوزخ میں جائے گا۔ عمرو نے طنز کے طور پر کہا کہ ہر طرح دونوں تیرے ہی حصہ میں آئے گی یہ تیری بدقسمتی ہے جس پر تو آمادہ ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اس بکواس کو چھوڑ میں نے سنا ہے کہ ایک مرتبہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر تو نے عہد کیا ہے کہ جو شخص جنگ

میں تین شرطیں میرے سامنے پیش کرے گا میں ایک شرط اس کی ضرور قبول کر لوں گا۔ لہٰذا میں تین باتیں پیش کرتا ہوں ان میں ایک منظور کر۔ اس نے کہا بیان کرو فرمایا پہلی بات یہ ہے کہ تو خدا کی وحدانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی رسالت کی گواہی دے اور مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا یہ تو میرے بس کی بات نہیں۔ سمجھ لو کہ میں نے سنا ہی نہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ واپس جا اور اس لشکر کو رسول خدا عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگ کا دارومدار مکر پر ہے۔ پھر حضرتؑ نے ہبیرہ کی طرف زبیر کو بھیجا۔ زبیر نے اس کو ایک تلوار ماری اور ہلاک کر دیا۔ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ جاؤ ضرار سے جنگ کرو۔ ضرار جب ان کے سامنے آیا عمر نے ایک تیر نکالا کہ اس کو ماریں ضرار نے کہا ابن خطاب یہ کہاں کا قاعدہ ہے کہ مقابلہ پر تیر چلاتا ہے۔ اگر تو مرد ہے تو تلوار کھینچ کر نزدیک آتا کہ ہم دونوں جنگ کریں۔ اگر تیر چلائے گا تو میں ایک دشمن کو بھی مکہ میں نہیں چھوڑوں گا کہ نہ قتل کروں۔ یہ سن کر آپ پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ ضرار نے نیزہ سنبھالا اور ان کے پیچھے دوڑا اور قریب پہنچ کر اس کی نوک ان کی پشت میں ذرا سی چبھا دی اور کہا یاد رکھنا کہ میں نے تم کو پکڑ لیا لیکن قتل نہیں کیا۔ اور میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک ہو سکے گا قریش کو قتل نہ کروں گا۔ اسی لئے ہمیشہ جناب عمرؓ اس کے شکریہ میں اس کی رعایت کیا کرتے تھے اور جب خلیفہ ہوئے تو اس کو والی اور حاکم بنا دیا تھا۔

ابن بابویہ نے خصال میں امیرالمومنین علی علیہ السلام کی سند سے روایت کی ہے کہ ان حضرتؑ نے اپنے مصائب کے تذکرہ میں فرمایا کہ قریش قبائل عرب کو لے کر جمع ہو گئے اور آپس میں مضبوط عہد و پیمان کیا کہ جب تک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تمام فرزندان عبدالمطلب کے سات قتل نہ کر دیں واپس نہ آئیں گے۔ یہ عہد کر کے نہایت غیض و غضب میں کثرت کے ساتھ اسلحے اور گھوڑے وغیرہ لیئے ہوئے آئے اور مدینہ کے گرد ٹھہرے۔ ان کو پانی کثرت پر نہایت بھروسہ و اعتماد تھا۔ ان کے آنے سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کے ارادہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آگاہ کر دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مہاجرین و انصار نے اپنے گرد خندق کھودی ادھر قریش نے آکر خندق کے گرد پڑاؤ ڈال دیا اور ہم کو محصور کر لیا۔

وہ اپنی طاقت و قوت کو بہت زیادہ اور ہم کو نہایت کمزور پاتے تھے اور مسلمانوں کو ڈراتے دھمکاتے تھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کو خدا کی جانب دعوت دیتے اور اپنے قرابت و رحم کی قسم دیتے تھے یہ اور ان کی سرکشی اور بغاوت کا سبب ہوا۔ انہوں نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ بغیر جنگ کئے واپس ہونا منظور کیا۔ اس وقت ان کا روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے ایک ایسی ضربت لگائی جس سے زیادہ قوی اور غالب تر ضربت نہیں ہو سکتی۔ اور وہ ضربت عمرو کے سر پر کی تھی۔ اور ایسی ضربت کھائی جس سے نحس ترین ضربت نہیں ہو سکتی اور وہ ضربت ابن ملجم علیہ اللعن تھی۔ اور روایت ہے کہ لوگوں نے پوچھا اے علی علیہ السلام آپ نے عمرو کی زرہ کیوں نہ اتار لی کیونکہ عرب میں اس سے بہتر زرہ نہیں ہے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا میں نے گوارا نہ کیا کہ اس کو برہنہ کروں اور جب عمرو کی بہن نے دیکھا کہ وہ برہنہ نہیں کیا گیا اور اس کی زرہ نہیں اتاری گئی ہے تو اس نے کہا اس کو کسی کفو کریم نے قتل کیا ہے۔ جب اس نے سنا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اس کو قتل کیا ہے تو خوش ہو گئی اور بولی کہ اگر علی علیہ السلام کے سوا کسی اور نے قتل کیا ہوتا تو اس پر ابد تک روتی۔

جابرؓ سے راویت ہے کہ جب عمرو زمین پر قتل ہو کر گرا اس کے ساتھی بھاگ کر خندق کے پار چلے گئے اور نوفل بن عبداللہ خندق میں گر پڑا مسلمانوں نے اس کو پتھر مارنا شروع کیا اس نے کہا مجھے اس ذلت کے ساتھ مت مارو کوئی آئے اور میرا مقابلہ کرے یہ سن کر جناب امیر علیہ السلام خندق میں اتر گئے اور ایک ہی ضرب میں اس کو واصل جہنم کر دیا اور ہبیرہ کو زین کے قربوس پر ایک ضرب لگائی جس سے اس کی زرہ گر گئی اور وہ بھاگا تو جابر نے کہا داؤد علیہ السلام کا جالوت کو قتل کرنے کا واقعہ سے عمرو کا قتل کیا جانا کس قدر مشابہ ہے۔

شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب نوفل قتل ہوا مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ نوفل کی لاش دس ہزار درہم میں ہم کو دے دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم مردوں کی قیمت نہیں کھاتے اس مردار کو لے جاؤ۔

مخالفین نے ربیعہ سعدی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حذیفہ بن الیمان سے کہا ہے کہ جب ہم علی کے فضائل بیان کرتے ہیں اہل بصرہ کہتے ہیں کہ تم علی علیہ السلام کے حق میں غلو کرتے ہو۔ کیا آپ ان کے بارے میں کوئی حدیث روایت کرتے ہیں؟ حذیفہ نے کہا اے ربیعہ علی علیہ السلام کے متعلق یہ کیا سوال کرتے ہو؟ اسی کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور ایک تہائی مدینہ کی پیداوار کو لے لو یہ دونوں اس بات پر راضی ہو گئے اور ایک عہد نامہ لکھا گیا ابھی مکمل نہ ہوا تھا کہ حضورؐ نے اوس اور خزرج کے سردار سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے اس کے متعلق مشورہ کیا ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا اس بات کا خدا نے حضورؐ کو حکم دیا ہے یا حضورؐ اپنی رائے سے ایسا کرنا چاہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا خدا نے مجھ کو حکم نہیں دیا مگر میں خود تم لوگوں کی تنگی اور شدت کو دیکھ کر یہ بات کرنی چاہتا ہوں کیونکہ تمام عرب تمہارے دشمن ہو گئے ہیں اس تدبیر سے تمہارے دشمنوں کی تعداد کم ہو جائے گی سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے ہم اور یہ لوگ ایک حالت پر تھے یعنی سب مشرک تھے بتوں کی پوجا کرتے تھے اور خدا کو نہ پہچانتے تھے اور اس وقت یہ لوگ ہماری ایک کھجور بھی سوا مہمانی یا خرید کے نہ کھا سکتے تھے اب جو خدا نے ہم کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بدولت ہدایت کی اور ہم نے اسلام قبول کیا اور خدا نے آپ کے ساتھ ہم کو عزت دی ہم ان سے دب کر کس طرح اپنا مال ان کو دے دیں قسم ہے خدا کی ہم کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہم بجز تلوار کے اور کچھ ان کو نہ دیں گے خدا جب چاہے گا ہمارے اور ان کے درمیان فاصلہ کر دے گا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اچھا تم کو اختیار ہے پھر سعد نے اس کاغذ کو پھاڑ ڈالا اور کہا جو کچھ ان سے ہو سکے ہمارا کر لیں۔

جب بہت دن اس حالت میں گزر گئے کہ مشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کیسے ہوئے تھے اور بجز تیر اندازی کے جنگ نہ ہوتی تو آخر قریش میں سے چند سوار جنگ کے واسطے تیار ہوئے ان سواروں میں قریش کے مشہور لوگ یہ تھے، عمرو بن عبدود بن ابی قیس بن عامر بن لوئی میں سے اور عکرمہ بن ابی جہل اور ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی اور ضرار بن خطاب بن مرداس شاعر بنی مہارب بن فہر میں سے یہ لوگ تیار ہو کر بنی کنانہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے بنی کنانہ جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ آج تم کو

معلوم ہو گا کہ کون شہسوار اور مرد میدان ہے اور پھر یہ قریش کے سوار مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے جب خندق پر پہنچے تو اس کو دیکھ کر حیران ہوئے اور ایک نے دوسرے سے کہا یہ ہم نے نیا مکر دیکھا ہے ایسا مکر عرب میں کوئی نہیں جانتا۔

خندق کی ترکیب سلمان فارسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائی تھی اور خندق کے کھودنے میں انصار کہتے تھے کہ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین کہتے تھے کہ ہم میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ قصہ سنایا تو فرمایا سلمان منا اھل البیت یعنی سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

قریش کے یہ سوار خندق کے کنارے کنارے پھرتے ہوئے ایک جگہ آئے جہاں خندق زیادہ چوڑی نہ تھی اس جگہ خندق سے انہوں نے پار ہونا چاہا حضرت علی بن ابی طالب چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان قریشیوں کے مقابلہ کو نکلے قریشیوں میں ایک شخص عمر بن عبدود نام کا تھا بدر کی جنگ میں یہ شخص بہت زخمی ہو گیا تھا اور احد میں مشرکوں کے ساتھ نہ آیا تھا اب آیا ہے اور مسلمانوں سے اس نے کہا کہ میرے مقابل کون آیا ہے حضرت علی علیہ السلام اس کے مقابل ہو گئے اور اس سے کہا اے عمرو کیا تو نے خدا سے عہد نہیں کیا تھا کہ جو شخص قریش میں سے تجھ کو دو باتوں میں سے ایک اچھی بات کی طرف بلائے گا تو اس بات کو قبول کرے گا عمرو نے کہا ہاں میں نے عہد کیا تھا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا پس میں تجھ کو خدا اور رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں عمرو نے کہا مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے حضرت علی نے فرمایا پھر میرے مقابل آ میں تجھ کو جنگ کی طرف بلاتا ہوں عمرو نے کہا اے میرے بھتیجے میں تجھ کو قتل نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں اس جواب سے عمرو بہت خفا ہوا ور اپنے گھوڑے سے اتر کر چلے گھوڑے کی کونچیں کاٹ کر اسے ہلاک کیا پھر حضرت علی پر تلوار ماری حضرت علیؑ نے اس کا وار رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ صاف دو ٹکڑے کر دیا اور باقی قریشیوں کو بھی مارتے مارتے خندق سے باہر نکال کر بھگا دیا اور عکرمہ بن ابی جہل ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اپنا نیزہ بھی پھینک گیا۔

خندق کی جنگ میں مسلمانوں کی نشانی جس کو شعار کہتے ہیں یہ تھی کہ ہر ایک مسلمان ھم لا ینصرون کہتا تھا تاکہ اپنا اور بیگانہ معلوم ہو جائے۔

اس جنگ میں ام المومنین حضرت عائشہ ... رضی اللہ عنہا بنی حارثہ کے قلعہ میں تشریف لے گئی تھیں جو تمام مدینہ کے قلعوں میں سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا اور سعد بن معاذ کی والدہ بھی آپ کے ساتھ اسی قلعہ میں تھیں اور اس وقت تک عورتوں کے واسطے پردہ کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمارے قلعے کے نیچے سے سعد بن معاذ گزرے اور میں نے ان کی زرہ کو دیکھا کہ بہت بوسیدہ اور پھٹی ہوئی ہے اور اس سے سعد کی کلائیاں باہر نکلی ہوئی تھیں عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے سعد کی ماں سے کہا کہ زرہ درست ہوتی تو بہتر تھا اور میں نے یہ اس خیال سے کہا کہ کہیں سعد کے تیر نہ لگ جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سعد کی اکحل رگ میں ایک تیر آن لگا اور تیر جان بن قیس بن حرفہ بن عامر لوئی کے ایک شخص نے مارا تھا اور مارتے وقت کہا تھا کہ میرا یہ تیر نوش کر اور میں دمن عرفہ ہوں سعد نے کہا کہ خدا تیرے منہ کو دوزخ میں ڈالے پھر خدا سے دعا کی اے خدا اگر ابھی قریش کی جنگ باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھیو کیونکہ مجھ کو قریش سے زیادہ کسی سے جنگ کرنے کی خواہش نہیں ہے کیونکہ انہوں نے تیرے رسول کو تکلیفیں پہنچائی ہیں اور ان کو ان کے گھر سے نکالا ہے اگر تو نے قریش کی جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے تو مجھ کو اس وقت تک زندہ رکھ کہ میں اپنی آنکھ سے بنی قریظہ کی ہلاکت دیکھ لوں۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ کو ابوا سامہ جشمی بن مخزوم کے حلیف نے تیر مارا تھا اور بعض کہتے ہیں خفاجہ بن عاصم بن عبان نے تیر مارا تھا۔

جنگ میں حضرت صفیہ کی بہادری

اور اس جنگ میں حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھی حسان بن ثابت کے قلعہ میں تشریف رکھتی تھیں اور حسان بن ثابت بھی اس قلعہ میں عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے واسطے موجود تھے حضرت صفیہ فرماتی ہیں میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ ہمارے قلعہ کے گرد پھر رہا ہے اور میں جانتی تھی کہ بنی قریظہ نے رسول خداؐ کے عہد کو توڑ دیا ہے اور ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس وقت مع مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابلہ پر ہیں اگر ادھر سے کوئی دشمن آ

گے ہم تمہارے ساتھ ہو کر محمدؐ سے جنگ نہ کریں گے کیونکہ ہم کو خوف ہے کہ جب تم یہاں سے چلے جاؤ گے تو محمدؐ ہم کو زندہ نہ چھوڑیں گے اس لئے کہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے اگر تمہارے آدمی ہمارے پاس ہوں گے تو ہم کو یقین ہو گا کہ تم ضرور ہماری امداد کو آجاؤ گے۔

بنی قرینظہ کے اس جواب سے قریش اور غطفان کو یقین ہو گیا کہ واقعی نعیم بن مسعود سچ کہتا تھا چنانچہ انہوں نے بنی قرینظہ سے کہا ہم تمہارے اس حیلہ حوالہ کو نہیں سنتے اگر تم کو ہمارا ساتھ دینا ہے تو ہمارے ساتھ نکل کر جنگ کرو بنی قرینظہ نے کہا جب تک تم اپنے آدمی ہمارے پاس نہ بھیجو گے ہم ہرگز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ نہ کریں گے قریش نے آدمیوں کے دینے سے صاف انکار کر دیا اور خداوند تعالیٰ نے ان کی آپس میں پھوٹ ڈال دی۔

خدا کی طرف سے ان مشرکین پر قہر نازل ہوا کہ اس سردی کے موسم میں ایسی سخت آندھی چلی کہ تمام ہنڈیاں اور برتن مشرکوں کے الٹ گئے اور کھانے پینے کا سارا سامان ان کا خراب ہو گیا اور مارے سردی کے پریشان ہو گئے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین کی اس خرابی کی خبر پہنچی آپ نے حذیفہ بن یمان کو ان کی خبر لانے کے واسطے روانہ کیا تاکہ دیکھ آئیں کہ رات کو ان کی کیا حالت گزری۔

اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے خدیفہ بن یمان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول خداؐ کو دیکھا ہے اور ان کی صحبت میں رہے ہیں خدیفہ نے کہا ہاں اس شخص نے کہا پس آپ کس طرح کام کرتے تھے خدیفہ نے کہا ہم بڑی محنت سے کرتے تھے اس شخص نے کہا اے خدیفہ اگر ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے تو آپ کو کبھی زمین پر نہ چلنے دیتے اپنی گردنوں پر سوار رکھتے خدیفہ نے کہا اے میرے بھائی کے فرزند میں خندق کی جنگ میں حضورؐ کے ساتھ تھا حضورؐ نے صبح کی نماز کے بعد صحابہ سے فرمایا کہ ایسا کون شخص ہے جو ہم کو مشرکین کی خبر لا دے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اس شخص کو جنت میں میرا رفیق کرے خدیفہ کہتے ہیں خوف' بھوک اور سردی کی شدت

علی بن ابراہیم، شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ احزاب سے فرصت کر کے مدینہ واپس آئے۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے پانی لاکر رکھا کہ حضرتؐ اس سے غسل فرمائیں اور غبار سفر دور ہو۔ حضرتؐ غسل کرنا چاہتے ہی تھے اور ابھی علم نصرت شیم کو لپیٹا نہیں تھا کہ جبریلؑ نازل ہوئے اور طبرسی کی روایت کے مطابق ابھی ناقہ پر سوار تھے۔ سفید عمامہ باندھے ہوئے تھے جس کے گوشے کاندھے پر لٹکے تھے جو بہشت کے استبرق کا گوہر و یاقوت سے مکلل تھا جس پر غبار نمایاں ہو رہا تھا۔ غرض حضرتؐ نے عمامہ سے غبار کو صاف کیا۔ جبریلؑ نے کہا خدا آپ پر رحمت نازل کرے آپ نے اسلحے کھول دیئے لیکن ابھی اہل آسمان (فرشتوں) نے نہیں کھولے ہیں۔ ہم فرشتے کفار قریش کے تعاقب میں تھے اور ان پر سختی کرتے اور بھگاتے رہے ہیں یہاں تک کہ ان کو روحا میں پہنچا دیا اور علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق حمراء الاسد تک پہنچا دیا۔ جناب جبریلؑ عرض کرتے ہیں کہ یارسولؐ اللہ خلاق ارض و سما آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ آپؐ نماز عصر یہاں نہیں بلکہ بنی قریظہ کی بستی میں پڑھیئے۔ اور میں آپ سے پہلے جاتا ہوں اور ان کے قلعے کو ہلاتا ہوں۔ بروایت طبرسی ان کو اس طرح کوٹتا ہوں جیسے بیج پتھر پر کوٹا جاتا ہے۔ یہ سنتے ہی آنحضرتؐ روانہ ہوئے۔ حارثہ ابن نعمان سے ملاقات ہوئی آپؐ نے حالات دریافت کئے۔ انہوں نے عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں وحیہ کلبی یہاں لوگوں کو ندا دے رہے ہیں کہ کوئی یہاں نماز عصر نہ پڑھے بلکہ بنی قریظہ کی آبادی میں چل کر ادا کرے۔ حضرتؐ نے فرمایا وحیہ نہیں بلکہ جبریلؑ ہیں۔ پھر جناب امیرؑ کو بلوایا اور فرمایا کہ لوگوں میں ندا کریں کہ کوئی نماز عصر یہاں نہ پڑھے بلکہ بنی قریظہ کے پاس چل کر پڑھے۔ جناب امیرؑ نے لوگوں سے پکار کر کہا اور سب مدینہ سے باہر چل کھڑے ہوئے۔ جناب امیرؑ نے بڑا علم اٹھا لیا اور آنحضرتؐ کے آگے چلے۔ حضرتؐ بنی قریظہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ قرب الاسناد میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اس روز آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو سیاہ علم دے کر لوائے سفید کے ساتھ بھیجا جس کو عقاب کہتے تھے۔ اور فرات ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احزاب سے مراجعت فرمائی جبرائیلؑ نازل

اپنے اچھے عمل کو برے عمل سے مخلوط کر دیا ممکن ہے خدا ان کی توبہ قبول کرلے بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اے رسولؐ ان کے مالوں سے صدقہ وصول کرو تاکہ ان کو گناہوں سے پاک کرو اور ان کے لئے دعائے خیر کرو۔ کیونکہ تمہاری دعا ان کے لئے سکون کا باعث ہے اور خدا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کا صدقہ لیتا ہے اور کیا نہیں جانتے کہ خدا بہت توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے"۔ (حیات القلوب جلد ۳ ص ۶۲۹ سطر ۱۲)

سیرت ابن ہشام رسنی نقطہ نظر

۵ ھ میں جب کہ مسلمان اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غزوہ خندق سے واپس ہو کر مدینہ میں داخل ہوئے اور مسلمانوں نے اپنے ہتھیار اتار کر رکھے تو ظہر کے وقت جبرائیل استبراق کا سفید عمامہ سر پر باندھے خچر پر سوار حضور کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے؟ حضور نے فرمایا ہاں جبرائیل نے کہا فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں رکھے۔ اور نہ ابھی تک قریش کے تعاقب سے واپس ہوئے ہیں اور آپ کو خدا نے حکم فرمایا ہے کہ ابھی بنی قرینظہ کی مہم پر تشریف لے جایئے اور میں بھی ان ہی کی طرف جا رہا ہوں۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسی وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں آواز دو کہ جو شخص سننے اور اطاعت کرنے والا ہے وہ عصر کی نماز بنی قرینظہ میں پڑھے اور مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابن مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

پھر حضور نے حضرت علی بن ابی طالب کو لشکر کا علم عنایت کر کے آگے روانہ کیا اور بہت سے مسلمان بھی ان کے ساتھ ہو لئے۔

جب حضرت علی بنی قرینظہ کے قلعوں کے پاس پہنچے تو حضور کی شان میں ان کے گستاخانہ کلمات سن کر حضور کی خدمت میں واپس آئے اور راستہ میں آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ حضور اگر آپ بذات خاص ان خبیثوں کی طرف تشریف نہ

علیہ و آلہ وسلم نے وہ لاش مشرکین کو عنایت کر دی (مگر زہری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین نے اس لاش کے معاوضہ میں دس ہزار درہم دیے)۔

معتبر روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس جنگ میں عمرو بن عبدود کو قتل کیا اور بنی قرینظہ کی جنگ میں مسلمانوں میں سے بنی حرث بن حزرج میں سے خلاد بن سوید بن ثعلبہ شہید ہوئے ان پر ایک یہودی عورت نے چکی کا پاٹ گرا دیا اس کی ضرب سے ان کا سر پھٹ گیا اور شہید ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ان کے واسطے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اور بنی قرینظہ کے محاصرہ کے وقت ابو سنان بن محصن نے انتقال کیا اور بنی قرینظہ کے مقبرہ میں مدفن ہوئے۔

جب صحابہ خندق کی جنگ سے واپس ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا آج سے قریش تم پر چڑھ نہ آویں گے بلکہ اب تم ان پر چڑھ کر جاؤ گے چنانچہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح ہوا۔

جنگ خندق اور غزوہ بنی قرینظہ کا بیان ختم کرنے کے بعد ابن ہشام کے حسب عادت ان شعراء کے طول طویل اشعار اور قصائد نقل کئے ہیں جو انہوں نے دونوں غزوات کے متعلق کہے یہ تمام اشعار سیرت ابن ہشام کے ۱۷ صفحات میں آئے ہیں اور ان اشعار کے کہنے میں صرف حسب ذیل شعراء نے حصہ لیا ہے۔ ضرار بن خطاب، کعب بن مالک، عبداللہ بن زبعری، حسان بن ثابت، مسافح بن عبد مناف، ہبیرہ بن ابی رہب، ربیعہ بن امیہ الدبلی، ابوسفیان بن حارث ہم نے اختصار کے خیال سے یہ تمام اشعار چھوڑ دیے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خداوند کریم کی اپنے رسولؐ پر عنایت اور نوازش کی ایک یہ بات تھی کہ انصار کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج اس کوشش میں رہتے تھے کہ ہم ایک دوسرے سے نیک کام میں پیچھے نہ رہیں جب اوس کوئی کام کرتے تو خزرج بھی چاہتے کہ ہم بھی کوئی ایسا یا اس سے بڑھ کر کام کریں اور جب خزرج کوئی کام کرتے تو اوس کا یہی حال ہوتا۔

گے نجاشی نے کہا میں بیعت لے لوں گا عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے نجاشی سے بیعت کی اور پھر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا مگر ان سے اپنے اسلام کا حال بیان نہ کیا اس کے بعد خاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لانے کی خاطر مدینہ کی طرف روانہ ہوا راستہ میں مجھ کو خالد بن ولید مکہ سے آتے ہوئے ملے اور یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے میں نے کہا اے ابو سلیمان کہاں جاتے ہو خالد نے کہا اب کہاں تک ہم محمدؐ کی مخالفت کریں گے قسم ہے خدا کی بیشک وہ سچے نبی ہیں میں تو ان پر ایمان لانے جا رہا ہوں میں نے کہا میں بھی اسلام لانے جاتا ہوں پھر ہم مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے خالد بن ولید نے آگے بڑھ کر حضورؐ کی بیعت کی اور مسلمان ہوئے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس شرط سے بیعت کرتا ہوں کہ میرے سب پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے حضور نے فرمایا اے عمرو بیعت کر اسلام پہلے کے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت بھی سب گناہوں کو دور کر دیتی ہے عمرو بن عاص کہتے ہیں پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی۔ عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے بھی ان دونوں کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ (سیرت ابن ہشام ص ۴۲۲ سطر ۱۲)

سراج المبین میں ہے بنی قریظہ کی بد عہدی' مفسدی مشرکین قریش سے سازش تو ہم اوپر لکھ چکے ہیں یہ میدان جنگ سے اٹھتے تو اپنے گھروں میں آ کر پوشیدہ ہوئے مگر تاہم اسلام کی طرف سے ان کے دلوں میں معاوضہ کا خیال ضرور تھا اس لئے انہوں نے اپنی حفاظت کا پورا سامان کر لیا کعب ابن اسید بنی قریظہ کا سردار تھا اس نے تمام بنی قریظہ کو جمع کیا اور ان کو قلعہ میں روپوش کر دیا فوج اسلامی علی مرتضٰی کی ماتحتی میں مدینہ سے بھیجی گئی بنی قریظہ کے قریب پہنچ گئے اور سب تو خوف کی وجہ سے سامنے نہ آ سکے مگر کعب ابن ابی اسید اور اس کے دو چار ہمراہی باہر نکل کر اسلام کے حق میں کچھ برا بھلا کہنے لگے فوج اسلامی کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار تھا تھوڑی دیر میں رسول خداؐ بھی آ پہنچے اور فوج اسلامی کو آراستگی کا حکم دیا دم کے دم میں مسلمانوں کا لشکر تیار ہو کر قلعہ کی برابر آ گیا علی مرتضٰی لشکر

اسلام کے علمدار تھے اور آنحضرتؐ کا وہ مشہور و معروف نشان جسے عقاب کہتے ہیں آپ کے ہاتھ میں تھا ابو الفدا ص ۳۲۱ یہودیوں نے لشکر اسلام کی ہیبت اور علی مرتضٰی علیہ السلام کی یہ صولت دیکھ کر اپنا انتہا درجہ کا خوف دکھلایا خندق کی لڑائی کو ابھی چند دن ہوئے تھے وہی علی تھے اور وہی تلوار جس نے عمرو ابن عبدود ایسے قوی ہیکل اور شیر مرد کو ایک وار میں چورنگ بنایا یہودیوں کے دل میں کچھ ایسا خوف سمایا کہ وہ علی مرتضٰی علیہ السلام کے دیکھتے ہی فورا" آپس میں ایک دوسرے کو مخاطب کر کے کہنے لگے قد جاء کم قاتل عمبرا قتل علیا" عمرا و علی صفرا" قصم علی طھر الرعلی امرا ھتد علی ستر روضتہ الصفاء جلد ثانی ص ۲۱۲

بنی قرینظہ کے دل میں جس قدر خوف اور ہیبت سمائی ہوئی تھی وہ ان کی باتوں سے ظاہر ہے صرف صورت دیکھ کر جب ان کے خوف کا جب یہ عالم تھا تو وہ علی مرتضٰی علیہ السلام کے مقابل ہونے کی کب جرات کر سکتے تھے دم کے دم میں سب قلعہ میں روپوش ہو گئے اور پھر باہر نکلنے کی کوئی جرات نہ کر سکا جناب علی مرتضٰی علیہ السلام نے حریف کی ایسی ابتر حالت دیکھ کر فرمایا الحمد للہ الذی اظھر الاسلام وقمع الشرک اس خدا کا لشکر ہے جس نے اسلام کی اعانت فرمائی اور کفر کو مٹا دیا روضتہ الصفاء جلد ثانی ص ۲۱۲

فوج اسلامی نے اس پر بھی اپنا محاصرہ نہ اٹھایا آخر کار قرینظہ نے اپنے تصفیہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد ابن معاذ کو اپنی طرف سے حکم قرار دیا بنی قرینظہ نے بھی مان لیا ان کے حکم ہونے اور بنی قرینظہ کے مان لینے کی یہ وجہ ہوئی کہ سعد بن معاذ قبیلہ اس سے تھے اور سابق زمانہ میں قبیلہ بنی قرینظہ اس سے باہمد یگر حلیف تھے سعد نے بھی قرینظہ کے قتل کا حکم دیا سعد کا یہ حکم ایک پہلو سے مخالفین اسلام کی نگاہوں میں کھٹکتا ہے مگر اس کے دوسری طرف وہ مطلق نگاہ نہیں کرتے ان کی انتہا درجہ کی عداوت فساد و کینہ پروری بدعہدی اور مخالفت پر اگر غور کیا جائے تو سعد ابن معاذ کا فیصلہ منصفانہ تھا اور مناسبانہ ظالمانہ نہ جابرانہ۔ سراج المبین ص ۹۹ سطر ۱۰

سیرت ابن ہشام سنی نقطہ نظر

غزوہ ذی قرد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ گزارا مگر شعبان ۶ ھ میں خزاعہ کی شاخ بنی مصطلق پر جہاد کی تیاری اور مدینہ میں ابو ذر غفاری اور بقول بعض نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضورؐ کو خبر پہنچی کہ بنی مصطلق حضورؐ کی جنگ کے واسطے تیاری کر رہے ہیں اور ان کا سردار حرث بن ابی ضرار ہے جو حضورؐ کی زوجہ ام المومنین جویریہ کا باپ تھا۔

حضورؐ اس خبر کو سنتے ہی صحابہ کا لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہوئے اور مقام مریسیع بن جو اس کے ایک چشمہ کا نام تھا دونوں لشکر کی مڈھ بھیڑ ہوئی (یہ مقام ساحل سمندر کے قریب قدید کے کنارہ پر تھا)

دونوں لشکروں میں خوب جنگ مغلوبہ ہوئی اور قتل و قتال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور حضورؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کی عورتوں کو گرفتار کر لیا۔

بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر میں سے ایک مسلمان ہشام بن صبابہ کو انصار میں سے عبادہ بن صامت کے گروہ کے ایک شخص نے دشمن سمجھ کر قتل کر دیا اس کے مسلمان ہو جانے کا علم نہ تھا۔

اسی غزوہ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ چشمہ پر پانی پلانے کچھ لوگ آئے اور حضرت عمر کا پناہ دیا ہوا بنی غفار میں سے ایک شخص جہجاہ بن مسعود تھا وہ بھی اپنے گھوڑے کو پانی پلانے لایا اور سنان بن ورجنی بن عوف بن خزرج کا حلیف بھی چشمہ پر آیا اور ان دونوں یعنی سنان اور جہجاہ میں کسی بات پر لڑائی ہو گئی اور ان دونوں نے اپنی اپنی حمایت کے واسطے اپنے سرداروں کو پکارا جہجاہ نے مہاجرین کو آواز دی اور سنان نے انصار کو آواز دی عبداللہ بن ابی سلول منافق کو غصہ آیا اور اس نے انصار کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مہاجرین کے بر خلاف ابھارنے کے واسطے کہا کہ تم لوگوں نے ان مہاجرین کو

اپنے شہر اور اپنے گھروں میں جگہ دی اور ان کو پرورش کیا قسم ہے خدا کی اب جو ہم مدینہ میں واپس جائیں گے تو ضرور عزت والا ذلت والے کو مدینہ سے نکال دے گا پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ سارا تمہارا قصور ہے تم نے اپنے مالوں میں سے ان کو حصہ دیا اور ان کو اپنے گھروں میں رکھا اگر تم اپنے ہاتھ ان لوگوں سے روک لیتے تو یہ کہیں اور چلے جاتے۔

جس وقت عبداللہ بن ابی یہ گفتگو کر رہا تھا تو ایک لڑکا زید بن ارقم نامی وہاں کھڑا گفتگو سن رہا تھا جب عبداللہ بن ابی کہہ چکا تو زید بن ارقم نے ساری خبر حضورؐ کی خدمت میں جا کر بیان کی اور یہ اس کا ذکر ہے جب کہ حضورؐ دشمن کی مہم سے فارغ ہو چکے تھے اور عمر بن خطاب بھی حضورؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے عمر بن خطاب نے عرض کیا حضورؐ عباد بن بشیر کو حکم فرمائیں تاکہ وہ فورا" جا کر عبداللہ بن ابی کو قتل کر دیں حضورؐ نے فرمایا اے عمر لوگ یہ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں مگر میں اس وقت یہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیتا ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسی وقت لشکر کو وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا حالانکہ یہ وقت حضورؐ کے کوچ کرنے کا نہ تھا حضورؐ کے حکم فرماتے ہی لشکر نے کوچ کیا اور عبداللہ بن ابی کو خبر پہنچی کہ حضورؐ کو میری گفتگو کی خبر ہو گئی ہے اور زید بن ارقم نے حضورؐ سے کہہ دیا ہے تو وہ اسی وقت دوڑا ہوا حضورؐ کی خدمت میں آیا اور قسم کھائی کہ میں نے ایک حرف بھی نہیں کہا انصار میں سے جو لوگ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے انہوں نے عبداللہ بن ابی کی طرف سے دفع الوقتی کے واسطے حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ زید بن ارقم بچہ ہے ضرور اس سے بیان کرنے میں غلطی ہو گئی ہو گی مگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاموش رہے۔

جب حضورؐ اس مقام سے روانہ ہوئے تو ایک شخص اسید بن حضیر نے حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا اور عرض کیا یا نبی اللہ آپ نے آج اسی وقت میں کوچ فرمایا ہے کہ اس وقت آپ کبھی روانہ نہ ہوتے تھے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اپنے ساتھی کی بات نہیں سنی کہ اس نے کیا کہا ہے اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ کس

ساتھی کی؟ فرمایا عبداللہ بن ابی کی اسید نے عرض کیا وہ کیا کہتا ہے فرمایا اس نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ میں پہنچے گا تو عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ پس تو آپ ہی اس کو مدینہ سے نکالیں گے اگر آپ چاہیں گے قسم ہے خدا کی آپ عزت والے ہین اور وہ ذلیل ہے پھر اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ عبداللہ بن ابی کے واسطے لوگوں نے تاج بنایا تھا کہ اس کو بادشاہ کریں گے مگر حضورؐ کے تشریف لانے سے وہ بات رہ گئی اس لئے وہ خیال کرتا ہے کہ حضورؐ نے اس کی بادشاہت چھین لی۔ حضورؐ اس کی بات کا خیال نہ فرمائیں۔

حضورؐ کے اس وقت کوچ فرمانے کا یہی سبب تھا کہ لوگ اس گفتگو سے رک جائیں پھر حضور دن بھر چلے اور رات بھر چلے حضورؐ حجاز کے راستہ پر تشریف لائے اور ایک چشمہ پر جس کو .بقعا کہتے تھے فروکش ہوئے جب حضورؐ اس مقام سے روانہ ہوئے تو ایسے زور کی آندھی چلی جس سے لوگ بہت پریشان ہوئے حضورؐ نے فرمایا تم لوگ پریشان نہ ہو یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کے سبب سے چلی ہے چنانچہ جب مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید بن مرگیا تھا یہ منافقوں کا سردار اور ان کا سرکردہ تھا۔

پھر قرآن شریف میں عبداللہ بن ابی کی گفتگو کے متعلق آیات نازل ہوئیں اور حضورؐ نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا کہ اس نے اپنے کان سے سن کر خدا کی مجبت کے سبب سے مجھ سے بیان کیا۔

عبداللہ بن ابی نے بھی اپنے باپ کے اس قول کو سنا اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسولؐ اللہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ عبداللہ بن ابی میرے باپ کو قتل کرانا چاہتے ہیں بسبب اس بات کے جو آپ نے سنی ہے اگر آپ ضرور ہی اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اس کا سر آپ کی خدمت میں حاضر کروں حالانکہ قسم ہے خدا کی خزرج اس بات کو جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں ہے اس معاملہ میں مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میرے سوا کسی اور شخص کو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اس نے قتل کیا تو مجھ سے یہ ہرگز نہ ہو سکے گا کہ میں اس کو زمین پر زندہ چھوڑ دوں پھر میں اس مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل

علیہ و آلہ وسلم نے قیدیوں کو تقسیم فرمایا جویریہ بنت حارث ایک صحابی ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں یا اس کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں آئی تھیں جس سے جویریہ نے کتابت کر لی اور جویریہ نہایت خوبصورت ملاحت والی خاتون تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ فرماتی ہیں جویریہ کو میں نے اپنے حجرہ کے دروازے پر آتے ہوئے دیکھا اور ان کا آنا مجھے ناگوار گزرا۔ کیونکہ مجھے خیال ہوا کہ جو حسن ان کا میں نے دیکھا ہے حضورؐ بھی دیکھیں گے پھر جویریہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میں جویریہ سردار قوم حارث بن ابی کی لڑکی ہوں جو مصیبت مجھ پر پڑی ہے وہ آپ پر پوشیدہ نہیں میں ثابت قیس یا اس کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں آئی ہوں تھی میں نے اس سے کتابت کر لی ہے مگر میرے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں ہے میں آپ کی خدمت میں اس غرض سے آئی ہوں کہ آپ مجھے یہ رقم عنایت فرمائیں تاکہ میں اس کو دے کر آزاد ہو جاؤں حضورؐ نے فرمایا اے جویریہ کیا اس سے بہتر بات کی بھی تمہیں ضرورت ہے؟ جویریہ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے فرمایا وہ بات یہ ہے کہ میں تمہاری رقم ادا کر دیتا ہوں اور اس کے بعد تم مجھ سے شادی کر لو جویریہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے قبول ہے۔

جب یہ خبر لوگوں میں مشہور ہوئی کہ حضورؐ نے جویریہ بنت حارث سے شادی فرمالی ہے تو لوگوں نے حضورؐ کے اس رشتہ کے سبب سے بنی مصطلق کے قیدیوں کو چھوڑ دیا اور حضورؐ کی شادی فرمانے سے اسی روز اس قبیلے کے سو آدمی قید سے آزاد ہو گئے۔ ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے نزدیک جویریہ سے بڑھ کر کوئی عورت اپنی قوم کے لئے برکت کا موجب نہیں ہوئی۔

جب بنی مصطلق کے یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو حضورؐ نے ان کی طرف ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو زکواۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا جب ولیدؓ ان کے پاس پہنچے اور ان لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ استقبال کے واسطے سوار ہوئے ولید ان کی جماعت کو دیکھ کر سمجھے کہ یہ لوگ میرے قتل کو آئے ہیں اور بغیر تحقیق کے بھاگ کر حضورؐ کی خدمت میں چلے آئے اور یہ بیان کیا کہ حضورؐ وہ لوگ تو میرے قتل پر آمادہ ہو گئے اور زکواۃ نہیں دی مسلمانوں

کو اس بیان سے بہت غصہ آیا اور ان پر جہاد کا ارادہ کیا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جہاد کا قصد کیا مسلمان اسی ارادہ میں تھے کہ بنی مصطلق کا وفد آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ کا پیغامبر ہمارے پاس آیا تو ہم اس کے استقبال کے واسطے نکلے اور زکواۃ بھی ہم اس کو دینی چاہتے تھے مگر وہ خود بخود بھاگ آیا ہم نے سنا ہے کہ آپ سے اس نے کہا کہ ہم کو قتل کرنا چاہتے تھے قسم ہے خدا کی ہم اس واسطے نہیں نکلے تھے

(سیرت ابنؒ ہشام ص ۴۳۸ سطر ۱۹)

غزوہ بنی لحیان

بنی قرینظہ کی جنگ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں ذی الحجہ، محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی کے پانچ مہینے رہے۔ پھر چھٹے مہینے میں بنی لحیان کی جنگ کے واسطے تشریف لے گئے اور اصحاب رجیع یعنی خبیب بن عدی اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کا ارادہ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر کیا کہ ملک شام کی طرف جاتے ہیں تاکہ یکبارگی دشمنوں پر جا پڑیں۔ مدینہ میں آپ نے ابن مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

مدینہ سے باہر نکل کر جبل عراب پر سے گزرے یہ پہاڑ مدینہ کے ایک طرف شام کے راستہ پر ہے پھر اس پہاڑ پر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام مبغض پر آئے وہاں سے بتراء پر اور وہاں سے صفق ذات لیاں میں آئے پھر یہاں سے پتھریلے میدان سے گزر کر سیدھے راستہ پر آ گئے۔

یہاں سے آپ نے تیز رفتاری اختیار کی یہاں تک کہ مقام غزان میں جہاں بنی لحیان رہتے تھے پہنچے غزان ایک جنگل ہے امج اور عسفان کے درمیان اور اس کے قریب شہر سایہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی بنی لحیان پہاڑیوں کی چوٹیوں اور قلعوں کے اندر بھاگ گئے تھے حضورؐ کو جب یہ حال معلوم ہوا تب آپ نے فرمایا اگر ہم عسفان کی طرف اتر جائیں تو مکہ کے لوگ یہ خیال کریں گے کہ ہم مکہ کی طرف آتے ہیں پھر حضورؐ دو سو سواروں کو لے کر عسفان کی طرف اتر گئے اور پھر دو سو

سواروں کو آپ نے کراع النعیم کی طرف روانہ کیا اور پھر خود مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔

حضورؐ کے اونٹوں پر عینیہ بن حصن کا ڈاکہ

بنی لحیان کے غزوہ سے آن کر مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دو پکڑ کر آگے ہو لیا اور لشکر کی تلاش میں پہنچ گیا اس کے بعد تہمت لگانے والوں نے جو کچھ کہنا تھا انہوں نے کہا مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی یہاں تک کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو میں بیمار ہو گئی اور تہمت کی خبر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گوش زد ہوئی اور میرے والدین کو بھی پہنچی مگر کسی نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا صرف اتنی بات ہوئی کہ اس سے پہلے جو میں بیمار ہوتی تھی تو حضورؐ ازحد لجوئی فرمایا کرتے تھے اس مرتبہ میں نے حضورؐ کی وہ توجہ اپنے حال پر نہ دیکھی اور جب حضورؐ گھر میں آتے تو میری والدہ ام رومان سے جو بیماری میں میرے پاس تھیں فقط اتنا فرماتے تھے کہ اب کیسی ہیں. بس اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرماتے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب میں نے حضورؐ کی یہ حالت دیکھی تو عرض کیا یا رسولؐ اللہ اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو اپنے والدین کے ہاں اس بیماری کے دنوں میں رہ آؤں؟ حضورؐ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے پس میں اپنے والیدین کے پاس گئی اور اس وقت تک مجھ کو اس تہمت کی خبر نہ تھی اور درد کی تکلیف سے میں بہت کمزور اور ناتواں ہو گئی تھی اور ہم لوگوں کے گھروں میں اس طرح کے پاخانے نہ تھے جیسے عجم کے لوگوں میں رسم ہے کہ گھر میں پاخانے بناتے ہیں ہم لوگ جنگل میں شہر کے باہر قضا حاجت کو جایا کرتے تھے اور عورتیں رات کو جاتی تھیں' فرماتی ہیں کہ کچھ اوپر بیس راتوں کے بعد میں قضا حاجت کو ام مسطح بنت ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف کے ساتھ چلی' ام مسطح کی ماں صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ام مسطح نے رستہ میں مجھ سے کہا کہ مسطح کو خدا خراب کرے (مسطح کا نام عوف تھا) عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تم ایسے شخص کو اس طرح کہتی ہو جس

نے ہجرت کی ہے اور بدر میں شریک ہوا ہے ام مسطح نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی کیا تجھ کو خبر نہیں ہے کہ مسطح نے کیسی بات کہی ہے میں نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں ہے ام مسطح نے سارا واقعہ تہمت کا مجھ سے بیان کیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس خبر کو سن کر میں ایسی بدحال ہوئی کہ قضاء حاجت بھی پورے طور سے نہ کر سکی پھر الٹی گھر آ گئی اور اس قدر روتی رہی کہ رونے کے مرتکب ہو سکتی ہیں۔

جب حضرت عائشہ کی بریت قرآنی آیات سے ظاہر ہو گئی تب حضرت ابوبکر نے قسم کھائی کہ میں اب مسطح کے ساتھ کوئی سلوک نہ کروں گ اور نہ اس کو کچھ نفع پہنچاؤں گا اور حضرت ابو بکر مسطح کے ساتھ بسبب قرابت اور اس کے غریب ہونے کے بہت سلوک کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق جو آیات نازل فرمائی اس کا ترجمہ یہ ہے تم میں سے فضل اور کشائش والوں کو قرابت داروں اور مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ سلوک نہ کرنے پر قسم نہ کھانی چاہئے بلکہ ان کو معاف اور درگزر کرنا چاہئے اے مسلمانو! کیا تم یہ بات نہیں چاہتے ہو کہ خدا تمہاری بخشش فرمائے اور خدا بخشنے والا ہے۔

حضرت ابو بکر نے جس وقت یہ خدائی حکم سنا تو فرمایا بے شک میں چاہتا ہوں کہ خدا میری بخشش فرمائے اور میں ہرگز مسطح کو جو کچھ دیتا تھا اس کو منقطع نہ کروں گا۔

جب صفوان بن معطل کو اس بات کی خبر ہوئی کہ حسان نے اس کی نسبت تہمت کی اور ان کی ہجو میں شعر بھی کہے تو صفوان تلوار لے کر حسان کے سامنے آئے اور ایک ضرب حسان کے لگائی ثابت بن قیس نے کہا اس نے حسان کو ایسی تلوار ماری ہے کہ میرے خیال میں اس کو قتل کر دیا۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا اس واقعہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہے یا نہیں صفوان نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ خبر نہیں ہے اس پر سب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا حضورؐ نے حسان کو طلب فرمایا صفوان نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اس نے میری ہجو میں شعر کہے مجھ کو

غصہ آگیا میں نے اس کے تلوار ماری حضورؐ نے حسان سے فرمایا اے حسان تم کو ایسی باتیں نہ چاہئیں کہ تم کو یہ بات ناگوار گزری کہ صفوان کی قوم کو خدانے اسلام کی ہدایت فرمائی پھر فرمایا اے حسان یہ زخم تجھ کو لگا ہے یہ معاف کردے حسان نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ کو اختیار ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہین اس زخم کے بدلہ میں حضورؐ نے حسانکو بیر جائد جو بنی حدید کا اب مدینہ میں محل ہے عنایت کیا اور یہ ابی طلحہ بن سہل نے حضورؐ کی نذر کیا تھا اور ایک قبطیہ لونڈی سیرین نامی بھی عنایت کی جس سے حسان کا بیٹا عبدالرحمان پیدا ہوا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر لوگوں نے دیکھا کہ صفوان حصور شخص تھا اس کو عورتوں سے رغبت نہ تھی اور آخر کسی جنگ میں شہید ہوا۔ (سیرت ابن ہشام ص ۴۴۳ سطر ۳)

غزوہ ذی قرد

پہلے جس شخص نے عینیہ کو اونٹ لیجاتے ہوئے دیکھا وہ سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی تھے صبح کے وقت یہ اپنی تیر کمان لگائے ہوئے کسی ضرورت سے جا رہے تھے طلحہ بن عبید اللہ کا غلام ان کے ساتھ تھا جب یہ دونوں ثنیتہ الوداع کے اوپر پہنچے تو وہاں سے انہوں نے دشمن کے گھوڑے دیکھے تو چیخ کر آواز دی کہ دشمن کو دیکھ لیا ہے آجاؤ اور پھر سلمہ بن اکوع مثل شیر کے دشمنوں پر جا پڑے اور تیروں سے ان کی خبر لینی شروع کی۔

جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سلمہ بن اکوع کے چیخنے کی آواز سنی تو فوراً" تمام مدینہ میں اعلان کرا دیا کہ دشمن کے مقابل چلو۔ پس فوراً" سوار ہو کر حضورؐ کی خدمت میں آنے شروع ہوئے اور سب سے پہلے جو سوار آئے وہ مقداد بن عمرو تھے انہیں مقداد بن اسود بھی کہتے ہیں پھر مقداد کے بعد عباد بن بشر بن دقش بن رغبہ بن زعوار بنی عبدالاشہل میں سے اور سعد بن زید بنی کعب بن عبدالاشہل میں سے اور امید بن ظہیر بنی حارثہ بن حرث میں سے اور عکاشہ بن محصن بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ابو قتادہ حرث بن ربعی بنی سلمٰی میں سے اور ابو عیاش عبید بن زید بن صامت بن زریق میں سے آن کر حضورؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں جمع ہوئے سعد بن زید کو حضورؐ نے ان کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ لٹیروں کی تلاش میں جاؤ میں بھی تم کو آن کر ملتا ہوں۔

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابو عیاش سے فرمایا کہ تم اگر اپنا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دے دو تو بہتر ہے وہ تم سے پہلے لٹیروں سے جا ملے گا ابو عیاش نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ میں بھی اچھا سوار ہوں اور پھر میں نے گھوڑے کو ایڑ دی پس قسم ہے خدا کی پچاس قدم بھی میرا گھوڑا نہ چلا تھا کہ اس نے مجھ کو پھینک دیا تب مجھ کو اپنی بات پر ندامت ہوئی کہ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے گھوڑے کو کسی اچھے سوار کو دے دو اور میں نے یہ کہا کہ میں اچھا سوار ہوں بنی زریق میں سے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابو عیاش کا گھوڑا حضورؐ نے معاذ ماعص بن قیس بن خلدہ کو عنایت کیا تھا۔

سلمہ بن عمرہ بن اکوع پیدل ہی لٹیروں کے تعاقب میں گئے پھر ان کے بعد یہ

ہوئے پڑا دیکھ کر انا للہ پڑھی اور سمجھے کہ ابو قتادہ شہید ہو گئے ہیں حضورؐ نے فرمایا ایہ ابو قتادہ نہیں ہے بلکہ ابو قتادہ کا قتل کیا ہوا آدمی ہے ابو قتادہ نے اس واسطے اپنی چادر اس کو اوڑھا دی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ابو قتادہ کا قتیل ہے۔

اور عکاشہ بن محصن نے ادبار اور اس کے بیٹے عمرو بن ادبار کو ایک اونٹ پر بیٹھے دیکھ کر ایک نیزہ ایسا مارا کہ دونوں کے پار ہو گیا اور دونوں قتل ہوئے اور مسلمانوں نے کچھ اونٹ لٹیروں سے چھڑا لئے پھر حضورؐ مسلمانوں کے ساتھ مقام ذی قرد مین جا کر اترے اور ایک شبابہ روز وہاں قیام کیا۔

اسی مقام پر سلمہ بن اکوع نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر سو آدمی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے ساتھ روانہ فرمائیں تو باقی اونٹ بھی لٹیروں سے چھڑا لاؤں اور لٹیروں کو بھی گرفتار کر کے حاضر کروں حضورؐ نے فرمایا یہ لٹیرے قبیلہ عطفان میں آج شام کو پہنچ جائیں گے۔

پھر حضورؐ نے اپنے صحابہ کے اندر سو سو آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تقسیم فرمایا اور مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔

غفاری کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اونٹوں سے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر حضورؐ کے پاس آئی سارا واقعہ ابتداء سے آپ کی خدمت مین عرض کیا پھر کہنے لگی یا رسولؐ اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا مجھ کو اس اونٹنی پر نجات دے گا تو میں اس کی قربانی کروں گی عورت کی اس بات سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے تو نے اس اونٹنی کے واسطے برا بدلہ تجویز کیا ایک تو خدا تجھ کو اس بات پر نجات دے پھر تو اس کی قربانی کرے یہ گناہ کی بات ہے اور گناہ میں نذر نہیں ہوتی اور نہ اس چیز میں نذر ہوتی ہے جس کی تو مالک نہ ہو اونٹنی میرے اونٹوں سے ہے تیری ملکیت نہیں ہے جو تیری نذر اس پر جاری ہو سکے تو خدا کی برکت کے ساتھ اپنے گھر جا۔

(اگر خدا مجھے اس اونٹنی پر نجات دے گا تو میں اس کی قربانی کروں گی) ابن ہشام کا یہ فقرہ واضح اور صاف نہیں ہے اور شاید ناظرین کی سمجھ میں نہ آئے کہ اس کا مطلب کیا ہوا اس لئے ہم اس کا مختصر تشریح یہاں کر دیتے ہیں۔

واقعہ یہ ہوا تھا کہ اونٹوں کے ساتھ لٹیرے غفاری چرواہے کی بیوی کو بھی زبردستی ساتھ لے گئے تھے مگر صحابہ نے ان کا تعاقب کیا اور کچھ اونٹوں کو پکڑ لیا جس اونٹنی پر چرواہے کی بیوی سوار تھی اسے بھی بھاگتے ہوئے لٹیرے بدحواسی میں چھوڑ گئے اور وہ اونٹنی کو لے کر صحابہ سے آ ملی اور ان کے ساتھ مدینہ چلی آئی جب وہ لٹیروں کے پنجے میں گرفتار تھی تو اس نے منت مانی تھی کہ اگر میں اس اونٹنی پر خیریت کے ساتھ مدینہ پہنچ گئی تو اس کی قربانی کر کے اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کروں گی جب اس نے اپنی نذر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ذکر کیا تو حضورؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا واہ تو نے اونٹنی کے احسان کا خوب بدلہ دیا اونٹنی نے تو تیری جان بچائی اور تو اس کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہے پھر اگر منت ماننی تھی تو اپنی اونٹنی پر مانتی میری اونٹنی کو ذبح کرنے کا اختیار تجھے کہاں سے ہو گیا یہ منت ہی غلط ہے۔ (سیرت ابن ہشام ص ۴۳۵ سطر ۱۶)

سریہ فدک

بعض یہودیوں نے قبیلہ بنی بکر سے سازش پیدا کی اور مدینہ پر حملہ کی تجویزیں کرنے لگے بنی بکر نے اپنے ساتھ ہی بنی سعد کو بھی بلا لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جب ان کی پوری خبر مل گئی تو جناب علیؑ مرتضٰی کو اہل اسلام میں سے سو سو اردیکران کی گوشمالی کا حکم فرمایا۔ جناب علیؑ مرتضےٰ کے تمام جنگی خدمات میں اسی واقعہ کو ہم سریہ کہتے ہیں اور شاید یہی پہلا موقع ہے کہ بغیر رسول اللہ کے کسی حریف کے مقابل میں بھیجے گئے ہیں جناب علیؑ مرتضٰی نے اس خیال سے کہ غنیم کی تعداد ٹھیک معلوم نہیں تھی فوج اسلامی کی آمد کو نہایت ہوشیاری سے پوشیدہ رکھا دن کو پوشیدہ رہتے تھے اور رات کو چلتے تھے یہاں تک کہ منزل فدک پر فوج اسلام پہنچ گئی فدک ایسے موضع کا نام ہے جو مدینہ سے دو منزل کی مسافت پر ہے قبیلہ بنی سعد کو اسلامی فوج کی کچھ خبر نہ تھی جناب علیؑ نے یکایک ان پر حملہ کر دیا وہ سراسیمہ ہو کر رہ گئے ابھی کشت و خون کی نوبت بھی نہیں آئی تھی کہ وہ جناب علیؑ سے اپنی معافی مانگنے لگے غصہ کے ساتھ رحم اور شجاعت کے ساتھ ہمدردی علی مرتضٰی کی معرکہ آرائی کا بہت بڑا اصول تھا آپ نے فوراً ان کی التجا کو قبول فرمایا اور

ان کی شرارت کی سزا میں سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں ضبط فرما کر ان کو چھوڑ دیا اس غنیمت سے خمس نکال کر بقیہ رقم مسلمانوں پر تقسیم کر دی گئی جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فتح کا مژدہ سن کر بہت مسرور ہوئے اور تمام اہل اسلام کو ایک سخت آنے والی بلا سے فی الجملہ اطمینان ہو گیا۔ (ابن خلدون ص ۳۲ کامل ابن اثیر ص ۷۷ جلد دوم)

ہدایت فرمائی جب اتنا لکھا گیا تب علی المرتضٰی نے پھر لکھنا شروع کیا **ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ** سہیل نے پھر آ کر ہاتھ تھام لیا اور کہا اگر محمد کو ہم خدا کا رسول ہی مانتے تو اتنا طول کیوں کھینچتا اور ان باتوں کی نوبت کیوں آتی اور تو علی مرتضٰی نے ہاتھ سے قلم رکھ کر تلوار میان سے نکالی اور رسول خدا کی خدمت میں عرض کی کہ میں آپ کے اس اعلیٰ منصب اور خطاب کا جو بارگاہ احدیت سے آپ کے اوپر تفویض ہو چکا ہے کبھی انکار نہیں کر سکتا۔ سہیل مجھے اس کے لکھنے سے باز رکھتا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ صلحنامہ مجھے دے دو میں خود اسے درست کر دوں علی مرتضٰی نے وہ کاغذ آپ کو دیدیا اور آپ نے رسول اللہ کاٹ کر محمد ابن عبداللہ رہنے دیا جب وہ کاغذ درست ہو گیا تو بقیہ عبارت لکھنے کے لئے علی مرتضٰی کے حوالہ کیا اور فرمایا **تسلھن بمثلھا** میں یقین کرتا ہوں کہ ایک دن تم کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آئے گا **معاذی الصادقہ ص ۳۲۰ کامل ابن اثیر ص ۸۴** جلد دوم **ابو الفدا ص ۴۶۹** جلد دوم تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۷۶ جناب رسالت مآب ابھی مقام حدیبیہ میں مقیم تھے کہ چند قریش آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارے غلام آپ کے ہمراہ ہیں اس صلحنامہ کی رو سے وہ ہمیں واپس ملنے چاہیں آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ تحریر مصالحت سے پہلے کے ہیں اس لئے واپس نہیں ہو سکتے آپ نے کہا کفار قریش اپنی نفسانیت سے باز نہیں آتے میں ان کے لئے بہت جلد ایسے شخص کو بھیجوں گا۔ جس کے اطمینان کا امتحان خدا کر چکا ہے وہ تم کو ایسی تلواریں لگائے گا کہ تم اس کی مطلق تاب نہ لا سکو گے۔"

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس کلام سے حاضرین کو بہت بڑا استعجاب ہوا اور ایسا اضطراب کہ ہر شخص آپ کی خدمت میں دریافت کرنے کے لئے دوڑا کہ کہیں میں تو وہ نہیں ہوں جس کی نسبت یہ ارشاد ہوا ہے جناب رسول خدا نے سب سے کہا کہ تم نہیں ہو دیکھو اس رتبہ اس شان اور اس عزت کا ہر طرح سے لائق

وہی ہے جو میرے نعلین درست کر رہا ہے یہ سنکر حاضرین کی نگاہیں اس طرف پھیریں دیکھا تو علی مرتضٰی آنحضرت کی نعلین میں پیوند لگا رہے ہیں۔

تو بندگی چو گدایاں ۔شرط مراد مکن کہ خواجہ خودروشِ بندہ پروری داند۔

حضرت اثنائے راہ میں گاؤں والوں کو جہاد کی دعوت دیتے اور وہ انکار کرتے رہے۔ اور کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے اصحاب حرم میں داخل ہونا چاہتے ہیں حالانکہ قریش نے ان کے شہر میں جا کر ان سے جنگ کی اور ان کو قتل کیا۔ اب محمد اور ان کے ہمراہی اس سفر سے مدینہ واپس نہ جا سکیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جب حدیبیہ میں قیام پذیر ہوئے تو قریش مکہ سے چلے اور لات و عزیٰ کی قسم کھا کر چلے کہ محمد اور ان کے اصحاب کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے جو کہ ان کی جانیں ہیں۔ آنحضرت نے ان کے پاس کہلایا کہ میں جنگ کی غرض سے نہیں آیا ہوں بلکہ صرف عمرہ کرنا چاہتا ہوں اور اپنی قربانیاں (اونٹ) ذبح کرنا چاہتا ہوں اور ان کے گوشت واسطے چھوڑ دوں گا۔ اور واپس چلا جاؤں گا۔ ان لوگوں نے عروہ بن مسعود کو جو ایک عقلمند اور سمجھدار شخص تھا آنحضرت کے پاس بھیجا۔ اس نے آنحضرت کا حرم میں داخل ہونا نہایت دشوار و نا ممکن ظاہر کیا اور کہا یا محمدؐ آپ کی قوم کے تمام مرد' عورتیں' بچے اور چھوٹے بڑے مکہ سے باہر خیمے لگائے ہوئے پڑے ہیں اور یہ قسم کھائی ہے کہ جب تک وہ زندہ ہیں آپ کو حرم میں نہ داخل ہونے دیں گے۔ کیا آپ اپنی قوم کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا میں ان سے جنگ کرنے نہیں آیا ہوں بلکہ طواف اور سعی کرنا چاہتا ہوں اور اپنے اونٹوں کو ذبح کروں گا اور ان کے گوشت تم کو دے دوں گا اور واپس چلا جاؤں گا۔ عروہ نے کہا خدا کی قسم آج کے دن کے مانند کوئی دن میں نے نہیں دیکھا کہ ایسے ارادہ سے جو آپ کا ہے کسی کو روکا ہوا ہو۔ پھر وہ قریش کے پاس گیا اور حضرت کا پیغام پہنچایا۔ ان لوگوں نے کہا بخدا اگر محمد مکہ میں داخل ہو گئے اور عرب کو معلوم ہو گا تو ہم ذلیل ہو جائیں گے اور عرب ہم پر دلیر ہو جائیں گے۔ پھر ان لوگوں نے حفص ابن احنف اور سہیل بن عمرو کو بھیجا۔ حضرت نے ان کو دیکھا تو فرمایا افسوس ہے قریش پر جنگ نے ان کو کسی کام کا نہ رکھا اور کمزور کر دیا۔ مجھ کو اہل عرب کے درمیان کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہ اگر میں سچا ہوں تو (میں غالب ہوں گا اور) عزت و شرف پیغمبری کے ساتھ

ان (قریش) میں بادشاہی عرب پر ہو گی اور اگر میں جھوٹا ہوں (معاذ اللہ) تو عرب کے بھیڑیے اور ڈاکو قریش سے میرے شر کو دور کر دیں گے۔ قریش میں سے جو شخص بھی مجھ سے ایسی بات چاہے جس میں خدا کی ناراضی نہ ہو تو بیشک میں قبول کر لوں گا۔ غرض جب وہ دونوں حضرت کے پاس پہنچے تو کہا اے محمد(صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) اس سال تو آپ واپس جائیں تاکہ ہم دیکھیں کہ آپ کا معاملہ کس حد تک پہنچا کیونکہ عمرو کو معلوم ہو چکا ہے کہ آپ مکہ کی طرف متوجہ ہیں اگر جبراً داخل ہوں گے تو وہ ہم کو ذلیل سمجھیں گے اور ہم پر جبری ہو جائیں گے۔ آیندہ سال اسی مہینے میں تین روز کے لئے خانہ کعبہ کو ہم آپ کے لیئے خالی کر دیں گے تاکہ آپ اپنی قربانیاں پیش کریں اور واپس جائیں۔ حضرت نے ان کی یہ خواہش منظور فرما لی۔ وہ بولے کہ یہ شرط بھی ہے کہ ہم میں کا جو شخص آپ کے پاس چلا جائے آپ اسے واپس کر دیں اور آپ میں سے جو شخص ہم سے آکر مل جائے تو اس کو ہم واپس نہ دیں گے۔ حضرت نے فرمایا مردوں میں سے جو بھی ہمارے پاس سے تمہارے پاس چلا جائے میں اس سے بیزار ہوں مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مکہ میں مسلمان آزاد ہیں' اظہار اسلام میں کوئی ان کو اذیت نہ پہنچائے' اور ان کو کفر پر مجبور نہ کیا جائے اور اسلامی احکام بجا لانے میں ان کو روکا نہ جائے۔ یہ شرط ان دونوں نے منظور کر لی۔ حالانکہ حضرت کے اکثر اصحاب اس صلح پر راضی نہ تھے اور سب سے زیادہ حضرت عمر خلاف تھے۔ وہ حضرت کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا ایسا نہیں ہے کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ تو وہ بولے پھر ہم دین میں ایسی ذلت کیوں گوارہ کریں۔ حضرت نے فرمایا خدا نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ تو جناب عمر نے کہا اگر چالیس اشخاص میرے موافق ہو جائیں تو محمد(صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی مخالفت کروں گا۔ سہیل اور حفض واپس گئے اور قریش کو خوشخبری سنائی۔ ادھر جناب عمر نے رسول اللہ سے بحث شروع کی کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ ہم مسجد الحرام میں داخل ہوں گے اور سر مونڈوائیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال ایسا ہو گا۔ میں نے تو کہا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ مکہ کو فتح کروں گا طواف و سعی کرونگا' اور سر مونڈواؤں گا۔ جب اور منافقین نے اس صلح کے

بارے میں بہت چہ میگوئیاں کیں تو حضرت نے فرمایا اگر صلح تم کو منظور نہیں تو ان سے کر چکا ہوں۔ ابو بصیر نے کہا لاؤ دیکھوں۔ اس نے دے دیا ابو بصیر نے اسی تلوار سے اس کی گردن اڑا دی اور چاہا کہ دوسرے کو بھی قتل کردے مگر وہ مدینہ کی طرف بھاگا اور دوڑتا ہوا مسجد تک پہنچا۔ حضرت نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص خوفزدہ ہے۔ اس نے حضرت کی خدمت میں آن کر شکایت کی کہ ابو بصیر نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور مجھے بھی مار ڈالنا چاہتا ہے۔ اسی اثناء میں ابو بصیر بھی پہنچ گیا اور عرض کی یا رسول اللہ آپ نے اپنا عہد پورا کر دیا اور خدا نے مجھے ان کے شر سے نجات بخشی۔ حضرت نے فرمایا وہ آتش جنگ خوہ بھڑکانے والا ہے اگر کوئی اس کا ساتھی ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ جس کو اس نے قتل کیا ہے اس کا لباس و گھوڑا وغیرہ لے لے اور جہاں چاہے لے جائے۔ آخر ابو بصیر اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ جو مکہ سے مسلمان ہو کر آئے تھے' جہینہ کی سرزمین کے دو شہروں عیص اور ذی المردہ کے درمیان دریا کے کنارے سر راہ قریش کے قافلوں کو لوٹنے اور پریشان کرنے لگے۔ پھر ابو جندل بھی مکہ سے بھاگ کر ستر مسلمانوں کے ساتھ آیا اور انہی لوگوں سے مل گیا۔ پھر تو اسلم و غفار و جہنیہ کے قبیلوں کا ایک گروہ بھی ان میں شامل ہو گیا اور ان کی تعداد تین سو تک پہنچ گئی اور وہ سب مسلمان ہو گئے تھے اور قریش کے جس قافلہ کو پاتے سبکو قتل کر دیتے اور ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیتے۔ آخر قریش نے ابو سفیان کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اور التجا و خوشامد کی کہ آپ کسی کو بھیج کر ان مسلمانوں کو بلا لیں اور ہم اس واپسی کی شرط سے باز آئے۔ اب ہم میں سے جو شخص بھی آپ کے پاس آئے آپ اسے واپس نہ دیں۔ اس وقت ان لوگوں نے سمجھا جو حضرت پر اس شرط کے لکھنے اور ابو جندل کو واپس دینے پر اعتراض کرتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جو کچھ بھی کرتے ہیں سب حکمت و مصلحت کے موافق ہوتا ہے۔ اسی جماعت نے ابوالعاص بن ربیع کا مال بھی لوٹا تھا جو جناب خدیجہ کی بہن کے لڑکے تھے اور وہ زینب کے پاس پناہ کے طالب ہوئے۔ پھر مسلمانوں نے ان کا مال واپس کر دیا اور وہ مسلمان ہو گئے جیسا کہ اس سے قبل مذکور ہوا۔

پھر شیخ طبرسی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جسوقت حدیبیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صلح کر لی اور صلحنامہ لکھا گیا اور حضرت نے اس پر تصدیق کر دی

سبیعہ دختر حرث اسلمیہ مسلمان ہوئی اور حضرت کی خدمت میں آئی قبل اس کے کہ حدیبیہ سے روانہ ہوں اور اس کا شوہر مسافر نامی جو بنی مخزوم سے تھا اور کافر تھا اس کو لینے آیا اور کہا اے محمد میری زوجہ کو مجھے واپس دے دیجئیے اس شرط کے بموجب جو آپ نے صلح میں کی ہے اور ابھی صلحنامہ کی مہر بھی خشک نہیں ہوئی ہے'۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ یَا اَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآءَ کُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُھٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْھُنَّ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِھِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْھُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْھُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ لَا ھُنَّ حِلٌّ لَّھُمْ وَلَا ھُمْ یَحِلُّوْنَ لَھُنَّ وَاٰتُوْھُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنْکِحُوْھُنَّ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْیَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ذٰلِکُمْ حُکْمُ اللّٰہِ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (آیت ۱۰ پ ۲۸ سورۃ ممتحنہ) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والو جب تمہارے پاس ہجرت کر کے مومنہ عورتیں آئیں تو ان کے ایمان کی تحقیق کر لو خدا تو ان کے ایمان سے واقف ہی ہے تو اگر تم سمجھ لو کہ وہ درحقیقت ایمان لائی ہیں تو ان کو کافروں کے پاس واپس مت کرو۔ نہ وہ عورتیں کافروں پر حلال ہیں اور نہ وہ کفار ان مومنات کے لئیے حلال ہیں اور ان کافروں نے جو کچھ ان مومنہ عورتوں کے مہر میں خرچ کیا ہے تم ان کو واپس کر دو۔ اگر تم ان مہاجرہ مومنہ عورتوں سے نکاح کر لو تو تم پر کوئی الزام نہیں۔ پھر ان کا مہران کو کے دو اور کافر عورتوں سے مت نکاح کرو۔ اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی مرتد ہو جائے' اور کافروں کے پاس چلی جائے تو ان سے وہ مہر جو ان کو دے چکے ہو واپس لے لو اور اگر ان میں سے کوئی عورت مسلمان ہو جائے اور تمہارے پاس آ جائے تو اس کا مہر کافروں کو واپس دے دو۔ یہ خدا کا حکم ہے جو تم پر لازم کرتا ہے اور وہ حکیم و دانا ہے"۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت نے سبعیہ کو قسم دے کر پوچھا کہ تو نے خدا کی خوشنودی کے لئے ہجرت کی ہے یا اپنے شوہر سے کراہت کے باعث یا دوسرے شہر اور دوسرے شوہر یا دنیا طلب کرنے آئی ہے۔ اس عورت نے قسم کھائی کہ میں نے خدا کی خوشنودی کے لیئے ہجرت کی ہے اور مسلمان ہوئی ہوں تو حضرت نے اس کا مہر اس کے شوہر کو واپس دے دیا' اور اس عورت کو روک لیا اور فرمایا میں نے مردوں کے لیئے شرط کی ہے عورتوں کے لیئے نہیں کی ہے۔ اس کے بعد سے مردوں میں اگر کوئی

آجاتا تو آپ اس کو واپس کر دیتے اور عورتوں میں جو آتی اس کے ایمان کی جانچ کرنے کے بعد اس کا مہر اس کے سابقہ کافر شوہر کو واپس دے دیتے اور عورت کو نہ جانے دیتے۔

شیخ طبرسی، قطب راوندی اور شیخ مفید و غیرہم علمائے شیعہ اور صاحب جامع الاصول اور اکثر محدثین عامہ نے روایت کی ہے کہ صلح حدیبیہ میں سہیل بن عمر مشرکین کے ایک گروہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ ہمارے لڑکوں، بھائیوں اور غلاموں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی ہے جنکو دین کی کوئی خبر نہیں۔ اور وہ ہمارے خدمت اور مال و کھیتیوں کی نگرانی و حفاظت سے جان چرا کر بھاگے ہیں ان کو ہمیں واپس دے دیجئے۔ حضرت نے فرمایا آہ۔ لوگو! ایسی باتوں سے باز آجاؤ ورنہ میں تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیج دوں گا جو تمہاری گردنیں اڑا دے گا جس کے دل کے ایمان کا خدا امتحان کر چکا ہے۔ یہ سنکر صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ شخص ابوبکر ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کیا وہ عمر ہیں؟ فرمایا نہیں۔ تو اس نے پوچھا پھر وہ کون ہے؟ حضرت نے فرمایا وہ ہے جو میری نعلین درست کر رہا ہے۔ وہ سو دوڑے یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ کون صاحب ہیں تو جاکر دیکھا کہ وہ علی بن ابی طالب تھے جو حضرت کی نعلین میں پیوند لگا رہے تھے جس کا بند ٹوٹ گیا تھا۔ جامع الاصول کی روایت ہے کہ خود ابوبکر و عمر نے پوچھا کہ وہ کون ہے یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا وہ ہے جو میری نعلین سی رہا ہے۔

محدثان خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے منزل جحفہ میں قیام فرمایا وہاں پانی نہ تھا۔ حضرت نے مشکیں سعد بن مالک کو دیں تاکہ جا کر پانی لائیں۔ وہ تھوڑی دور جا کر واپس چلے آئے اور کہا یا رسول اللہ تھوڑی دور جانے کے بعد خوف کے باعث میرے قدم آگے نہ بڑھ سکے، اس لیئے واپس چلا آیا۔ حضرت نے دوسرے شخص کو بھیجا وہ بھی واپس آیا۔ آخر آپ نے امیرالمومنین کو بلا کر مشکیں دیں اور وہ تشریف لے گئے اور بہت تھوڑے عرصہ میں مشکیں پانی سے بھر لائے۔ حضرت نے خوش ہو کر ان کے حق میں دعائیں کیں۔

منجملہ معجزات کے جو اس جنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوئے ایک معجزہ یہ بھی ہے جس کی عامہ و خاصہ سب نے براؓبن عازب سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تم سمجھتے ہو سب سے بڑی فتح فتح مکہ ہے۔ لیکن ہم بڑی فتح بیعت رضوان اور جنگ حدیبیہ کو سمجھتے ہیں۔ اس غزوہ میں ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ حدیبیہ میں ایک کنواں تھا جس میں سے تھوڑا سا پانی کھینچنے کے بعد پانی ختم ہو گیا۔ آنحضرت کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ کنویں پر آئے اور پانی طلب فرمایا۔ وضو کیا' کلی کرنے کے لیئے پانی منہ میں لیا' کنویں میں کلی کی پھر تو اس کنویں سے پانی جوش مارتا ہوا بلند ہوا جس سے ہم اور ہمارے تمام جانور سیراب ہوئے۔ دوسری روایت ہے کہ حضرت نے اپنا آب دہن اس کنویں میں ڈال دیا۔ اور ایک روایت ہے کہ حضرت نے ترکش سے ایک دیر نکال کر کنویں میں ڈال دیا۔

سالم بن ابی الجعد وغیرہ سے خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ببیعت شجرہ کے دن ہم پندرہ سو اشخاص تھے اور بہت پیاسے ہوئے' تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن میں پانی طلب فرمایا اور اپنے دست مبارک کو اس برتن میں ڈال دیا تو آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے ابل پڑے اور اس قدر پانی پیدا ہوا جو ہم سب کے لیئے کافی ہو گیا۔ اگر ہم لاکھ آدمی بھی ہوتے تو وہ سب کے واسطے کافی ہو جاتا۔

کلینی نے بسند ہائے حسن حضرت صادق سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ (پ ۷ سورت مائدہ آیت ۹۴) یعنی یقیناً شکار کے ذریعہ سے بھی خدا تمہارا امتحان لیتا ہے جس کو تم ہاتھوں سے پکڑتے ہو یا نیزہ سے مارتے ہو"۔ حضرت صادق نے فرمایا کہ یہ امتحان عمرہ حدیبیہ میں ہوا۔ خدا نے وحشیان صحرا کے ذریعہ مسلمانوں کا امتحان لیا کہ وہ ان کے خیموں میں آجاتے تھے اور اس قدر نزدیک کہ ہاتھ بڑھا کر پکڑ لئے جا سکتے اور نیزہ سے شکار کر لیئے جا سکتے تھے۔ جس طرح بنی اسرائیل کا امتحان مچھلیوں کی افراط کے ساتھ روز شنبہ کو لیا تھا۔

قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ جنگ حدیبیہ میں مسلمانوں پر بھوک کی شدت ہوئی اور ان کے غلے وغیرہ کم ہو گئے کیونکہ وہاں دس

روز سے زیادہ رکنا پڑا تھا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی آنحضرت نے ایک چادر بچھوا دی اور فرمایا جس کے پاس جو کچھ کھانے کی چیز ہونے آئے اور اس چادر پر ڈال دے۔ لوگوں نے تھوڑا سا آٹا اور خرمے کے چند دانے جو بچے تھے لا کر اس پر رکھ دیا۔ حضرت کھڑے ہوئے اور برکت کی دعا کی اور حکم دیا کہ اپنے اپنے ظروف لاؤ۔ یہ سنکر سب اپنے برتن لائے اور بھر لے گئے۔ حیات القلوب جلد ۳

جنہیں آپ چاہتے تھے تو آپ نے انہیں پڑھ کر سنایا اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِیْناً اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک یہ فتح ہے پھر خیبر حدیبیہ پر اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا لشکر پندرہ سو تھا جن میں تین سو سوار تھے ہر سوار کے دو حصہ تھے براء نے کہا جس کو لوگ فتح مکہ کہتے ہیں ہم تو وہ یوم حدیبیہ بیعتہ الرضوان کہتے ہیں کیونکہ یہی باعث فتح مکہ ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ اس کے چند سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت روانہ ہوئی تو ان میں سے کسی نے بھی اس درخت کو نہ پہچانا اس میں انہوں نے اختلاف کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ درخت اللہ کی رحمت تھا۔

ابو الخلیج اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن ہم لوگوں پر اتنی تھوڑی بارش ہوئی جس سے ہمارے جوتوں کے تلے بھی تر نہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے یہ ندا دی کہ اپنے کجاوؤں میں نماز پڑھو۔ (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۳۹ سطر آخر)

سیرت ابن ہشام

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں رمضان اور شوال کے مہینے رہے پھر ذیقعد ۶ ھ میں آپ عمرہ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے گئے آپ کا جنگ کا ارادہ بالکل نہ تھا اور مدینہ میں حضورؐ نے نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کیا۔

یہ سن کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کے لئے جا رہے ہیں چاروں

طرف سے عرب کے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عمرہ کی شرکت واسطے آنے شروع ہوئے اور قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مکرز بن حفص بن اخیف عامری کو بھیجا جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو آتے نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا یہاں تک کہ مجھ کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ اس گفتگو کا کفارہ ہو گیا ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو عہدنامہ لکھنے کے واسطے طلب کیا اور فرمایا لکھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل نے کہا میں اس کو نہیں جانتا یہ لکھو باسمک اللھم حضورؐ نے فرمایا اچھا یہی لکھو چنانچہ حضرت علی نے یہی لکھا پھر حضورؐ نے فرمایا یہ لکھو کہ یہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول خداؐ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا سہیل نے کہا اگر میں آپ کو رسول خدا جانتا تو آپ سے کیوں لڑتا آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھئے۔

آپ نے فرمایا یوں لکھو یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا یہ کہ دس برس تک جنگ نہ ہو اور ایک دوسرے سے رکے رہیں اور جو مرد قریش میں سے بغیر اجازت اپنے ولی کے محمد کے پاس آئے گا محمد اس کو واپس کر دیں گے اور اگر محمد کا کوئی مرد قریش کے پاس چلا جائے گا قریش اس کو واپس نہ کریں گے اور کسی کو روکنا اور قید کرنا نہ ہو گا جو شخص یہ چاہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں شامل ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں شامل ہو جائے اور جو قریش کی حمایت میں شامل ہونا چاہے وہ قریش کی حمایت میں داخل ہو جائے۔

بنی خزاعہ نے اس بات کو سنتے ہی کہا کہ ہم تو محمد کی حمایت میں ہیں اور بنو بکر نے کہا ہم قریش کی حمایت میں ہیں اور اس بات پر عہد ہوا کہ اس سال حضورؐ واپس تشریف لے جائیں اور آئندہ سال اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں اور تلواروں کو میان میں کئے ہوئے تین روز مکہ میں رہیں اور ہتھیاروں میں سے صرف تلواریں اپنے ساتھ لائیں کوئی اور ہتھیار نہیں۔

ہنوز یہ صلح نامہؑ لکھا جا رہا تھا کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو زنجیروں سے

بندھے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں آئے اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ پہلے بڑے شوق و ذوق میں حضورؐ کے خواب کی خبر سن کر مکہ کی زیارت اور فتح کی امید سے آئے تھے اب جو حضورؐ کو اس طرح صلح کر کے واپس ہوتے دیکھا تو مسلمان بہت افسردہ دل ہو گئے تھے بلا تو لاؤ حقیقت میں جناب علیؑ مرتضٰی کی آنکھیں نہایت شدت سے آشوب کر گئی تھیں اور کوئی ان کی حالت دیکھ کر نہیں کہہ سکتا تھا کہ غنیم سے مقابلہ تو بخیر قلعہ تک بھی نہ بخیریت پہنچ سکیں گے ان کی آنکھوں کی یہ کیفیت آغاز محاصرہ ہی سے تھی اسی وجہ سے جناب رسالت مابؐ نے انہیں مدینہ میں ہی چھوڑ دیا تھا علی مرتضٰی جناب رسول خدا کے خلاف تو کر ہی نہیں سکتے تھے اپنی مجبوری کی حالت پر خون رو کر رہ گئے مگر قلعہ باغم وغیرہ کی فتح یابی کے مژدے نے علی مرتضٰی اشتیاق جنگ میں بے چینی پیدا کر دی اور آپ کی شجاعت کے ولولوں نے خانہ نشینی اور تن آسانی کی شمالت کو اپنی ہمت کے خلاف سمجھ کر میدان کارزار کا قصد فرمایا آنکھوں کی ابھی وہی حالت تھی اور آشوب کی وہی کیفیت مگر اس سچے جانثار اسلام نے اپنی جسمانی تکلیفوں کی مطلق پرواہ نہ کی اور اسلام کی اعانت حمایت اور نصرت میں اسی طرح اٹھ کھڑا ہوا مدینہ سے خیبر کی راہ لی آنکھیں درد کی شدت سے نیچے نہیں جھکائی جاتی نظر قائم نہیں رہتی راہ جھائی نہیں دیتی سر اوپر اٹھایا نہیں جاتا مگر خدا کی راہ میں ان سب مشکلوں کو راحت سمجھ کر وہ خالص الایمان اور کامل الاسلام راستے کی تمام مصیبتوں کو طے کرتا ہوا اور ایک دن میں دو دن کی راہ طے کرتا ہوا فوج اسلام سے آکر اسی رات کو مل گیا جس رات کو آنحضرت نے تمام مسلمانوں کو حدیث لوا کی بشارت پہنچائی تھی جناب علی مرتضٰیؑ بیٹھے بیٹھے تمام اہل اسلام کی فرط اشتیاق اور بے تابیوں کو دیکھ رہے تھے اگر کچھ کہتے تھے تو یہی **اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت** خدایا جو کچھ تو عطا کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تو روک دے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا ازالتہ الخفا شاہ ولی اللہ مدارج النبوۃ ص ۱۲۱۴ اس واقعہ کی تصدیق بہ تغیر الفاظ بخاری و مسلم باب المناقب سے ہوتی ہے دیکھو المرتضٰی ص ۳۹ سلمہ ابن اکوع جناب علی مرتضٰی کا ہاتھ پکڑ کر رسالت مابؐ کی خدمت میں لائے آنحضرت نے ان کی صحت کی دعا کی اور فرمایا **اللھم الحر و القر** پھر ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا جس کی اکسیری تاثیروں نے ان کی تمام تکلیفوں کو دم کے دم میں رفع کر

دیا پھر جناب رسول خدا نے اپنے فرط محبت سے اپنے جاں نثار بھائی کو اپنے ہاتھوں سے زرہ پہنائی شمشیر آبدار کمر سے لگائی اور پھر وہ علم ظفر شیم جس کے اشتیاق میں قوت اور غذائی طاقت نہ تھی بلکہ ملکوتی طاقت سے مجھے مدد دی گئی تھی۔ اور میرے پروردگار کے نور سے میرا نفس منور ہوا تھا۔ اور میں احمدؐ سے ایک چراغ کے طور پر تھا جو چراغ سے جلایا گیا ہو۔ خدا کی قسم اگر تمام عرب ایک دوسرے کے مددگار ہوجاتے اور مجھ سے جنگ کرتے تب بھی میں یقیناً" رخ نہ پھیرتا اور نہ بھاگتا۔ اگر مجھے فرصت ملے گی تو منافقوں کے سر ان کے جسموں سے جدا کروں گا اور جس کو موت کی پرواہ نہیں ہوتی وہ ہمیشہ موت کی آرزو کرتا رہتا ہے وہ جنگ سے کیا ڈر سکتا ہے۔

ایضا" بسند معتبر روایت ہے کہ امیرالومنینؑ نے ایک یہودی کے جواب میں فرمایا جبکہ اس نے ان امتحانوں کے بارے میں پوچھا جو خدا نے پیغمبرؐ سے کیا ہے کہ آپؐ کے اوپر کیا واقع ہوا حضرتؑ نے فرمایا ہجرت کے چھٹے سال تیرے ہم خیالوں کے شہر خیبر میں یہودیوں اور ان کے بہادروں اور سواران قریش اور ان کے جنگجو لوگوں کے شہروں میں جب ہم وارد ہوئے تو انہوں نے پہاڑوں کے مانند گھوڑوں اور سواروں اور بے انتہا اسلحوں کے ساتھ ہماری طرف رخ کیا وہ لوگ نہایت مضبوط قلعوں میں تھے اور ان کی تعداد حساب وشمار سے زیادہ تھی۔ اور وہ نہایت زعم ور عونت کے ساتھ اپنے مبارز طلب کرتے تھے اور ہمارے ساتھیوں میں سے جو ان کے مقابلہ پر جاتا تھا وہ اس کو قتل کردیتے تھے یہاں تک کہ صحابہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور وہ سب کے سب خوفزدہ اور ہراساں ہوکر اپنی جانوں کے بچانے کی فکر میں پڑ گئے اور کوئی ان کے مقابلہ پر جانے کے لئے راضی نہیں ہوتا تھا۔ سب یہی کہتے تھے کہ ابوالحسنؑ کو جانا چاہیے۔ آخر آنحضرتؐ نے مجھ کو ان کی طرف بھیجا۔ جب میں نے میدان میں قدم رکھا جو شخص بھی میرے مقابلہ میں نے اس کو خاک مذلت پر ڈال دیا اور جو سوار میرے قریب آیا وہ ہڈیاں میں نے اپنے گھوڑے کے سموں سے چور کردیں یہاں تک کہ کسی میرے مقابلہ کی جرائت نہیں رہی۔ پھر میں بھوکے شیر کی مانند جو اپنی خوراک پر جھپٹتا ہے تلوار کھینچ کر ان پر جاپڑا یہاں تک کہ سب کو بھگا دیا۔ وہ لوگ اپنے قلعہ میں چھپ گئے اور

قلعہ کے دروازے کو بند کرلیا تو میں نے بقدرت ربانی دروازہ کو توڑا اور تنہا ان

ابو جعفر کہتے ہیں کہ واقعہ بدر اور اس میں قریش کے اشراف اور روساء کا قتل جنگ احد کا باعث ہوا۔

جنگ کی تیاری

جنگ بدر کے بعد جب قریش کی ہزیمت یافتہ جماعت مکہ آئی اور ابوسفیان بن حرب اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ پہنچا۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ ' عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ قریش کے ان دوسرے لوگوں کے ساتھ جن کے باپ اور بیٹے اس جنگ میں مارے گئے تھے ابوسفیان بن حرب کے پاس آئے اور انہوں نے اس سے اور ان قریشیوں سے جن کا مال تجارت اس قافلے میں ابوسفیان کے ساتھ تھا کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تم سے اپنا کینہ نکالا اور اس نے تمہارے منتخب اشخاص کو قتل کر دیا تم اس مال سے ہماری مدد کرو شاید ہم اس سے اپنی مصیبت کا بدلہ لے لیں۔

ابوعزہ کا تہامہ کا دورہ

ابوسفیان اور دوسرے مالکان قافلہ نے یہ بات مان لی اور اب پھر تمام قریش اپنے متعلقہ جیوش اور مطیع قبائل کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ رسول اللہ سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ان سب نے رسول صلعم سے لڑنے کے لئے دوسروں کو ورغلایا۔ ابوعزہ عمر بن عبداللہ بجمحی بدر میں قید ہو کر رسول صلعم کے سامنے پیش ہوا تھا چونکہ یہ محتاج تھا اور اس کی کئی لڑکیاں تھیں اس نے آپؐ سے درخواست کی میں مفلس ہوں' عیال دار ہوں' محتاج ہوں اور آپؐ خود میری حالت سے واقف ہیں آپؐ مجھ پر احسان کریں اور جان بخشی فرمائیں اللہ کی رحمت آپؐ پر ہو آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ اب اس موقع پر صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ تم جواں مرد اور شاعر ہو اپنی زبان سے ہماری مدد کرو اور ہمارے

ساتھ چلو۔ اس نے کہا کہ چونکہ محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا ہے ان کے برخلاف کسی کی مدد نہیں کرنا چاہتا۔ صفوان نے کہا نہیں تم ضرور ہماری مدد کرو میں اللہ کے سامنے سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر تم واپس آئے تو میں تم کو مالا مال کر دوں گا اور اگر مارے گئے تو تمہاری بیٹیوں کی بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح پرورش کروں گا۔اس لالچ پر ابوعزہ نے تمام تہامہ کا دورہ کیا اور بنی کنانہ کو جنگ کی دعوت دینے لگا۔ اسی طرح مسافع بن عبدمناف بن وہب بن خذافہ بن جمع بن مالک بن کنانہ کے پاس جا کر ان کو رسول صلعم کے خلاف جنگ پر ابھارنے اور آمادہ کرنے لگا۔ جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو جو حبشیوں کی طرح بھالا اندازی میں ایسا باکمال تھا کہ شاذ و نادر ہی کبھی اس کا نشانہ خطا کرتا تھا بلایا اور کہا کہ تم بھی سب کے ساتھ جاؤ گے اگر تم نے محمدؐ کے چچا کو میرے چچا طعیمہ کے عوض میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو۔

قریش پوری طرح تیار ہو کر کامل ساز و سامان کے ساتھ جیوش' بنی کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ جنگ کے لئے چلے انہوں نے اپنی عورتوں کو بھی اس خیال سے کہ ان کی موجودگی میں وہ زیادہ حمیت اور غیرت سے لڑیں گے اور نہیں بھاگیں گے اپنے ساتھ لے لیا۔ ابوسفیان بن حرب امیر جماعت نے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کو عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ نے ام الحکیم بنت الحارث بن ہشام بن المغیرہ کو حارث بن ہشام بن المغیرہ نے فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ کو' صفوان بن امیہ بن خلف نے برزہ کو یاکرہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقیفہ' عبداللہ بن صفوان کی ماں کو اور عمرو بن العاص بن وائل نے ریطہ بنت منبو بن الحجاج عبداللہ بن عمرو بن العاص کی ماں کو' طلحہ بن ابی طلحہ اور ابو طلحہ عبداللہ بن عبدالعزی بن عثمان بن عبدالدار نے سلافہ بنت سعد بن شہیہ کو جو طلحہ کے بیٹوں مسافع' جلاس اور کلاب کی ماں تھی ساتھ لیا۔ یہ سب اور ان کا باپ اس جنگ میں مارے گئے۔ خناس بنت مالک بن الفرب جو بنی مالک بن عل کی عورت تھی اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ اس جنگ کے لئے نکلی یہ مصعب بن عمیر کی ماں ہے۔ عمرو بنت علقمہ بن الحارث بن عبدمناۃ بن کنانہ والی بھی لڑائی میں گئی۔

ہند بنت عتبہ اور وحشی غلام

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کا یہ حال تھا کہ جب وہ وحشی کے پاس سے گزرتی یا وہ اس کے پاس سے گزرتا کہتی اے ابووسمہ! یہ وحشی کی کنیت تھی۔ تو میرا دل ٹھنڈا کر اور اپنا دل بھی ٹھنڈا کر قریش مکہ سے بڑھ کر وادی قناۃ کے مدینہ سے متصلہ کنارے پر بطن جنحہ کے پہاڑ میں مقام عنیین پر آکر فروکش ہوئے۔

حضرت محمدؐ کا خواب

رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ قریش فلاں مقام تک بڑھ آئے ہیں آپؐ نے مسلمانوں سے کہا کہ میں نے خواب میں گائے دیکھی ہے اس کی تعبیر اچھی ہے میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے پڑے ہوئے دیکھے میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں چھپا لیا ہے اس سے میں نے تعبیر لی ہے کہ یہ زرہ مدینہ ہے مناسب یہ ہے کہا تم مدینہ ہی میں ٹھہرے رہو اور قریش کو جہاں وہ آکر اترے ہیں پڑا رہنے دو اگر وہ وہاں زیادہ قیام کریں گے تو وہ بہت بری جگہ قیام کریں گے اور اگر وہ ہم پر چڑھ کر مدینہ آئیں گے تو ہم ان سے لڑیں گے۔

مسلمانوں کا بیرون مدینہ مدافعت پر اصرار

قریش جبل احد میں بدھ کے دن آکر اترے تھے یہ اس دن جمعرات اور جمعہ وہیں ٹھہرے رہے نماز جمعہ پڑھ کر رسول اللہ صلعم ان کے مقابلے پر بڑھے۔ صبح آپؐ نے احد کی گھاٹی میں کی اور سنیچر کے دن نصف شوال میں جنگ احد ہوئی عبداللہ بن ابی بن ابی سلول کی رائے اس معاملہ میں رسول اللہ صلی علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھی کہ مدینہ سے باہر نہ جانا چاہیے مگر کئی مسلمانوں نے جن کو اللہ نے اس جنگ میں شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا اور ان کے علاوہ ان لوگوں نے جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ آپؐ ہمیں لے کر ہمارے دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں ورنہ وہ سمجھیں گے کہ ہم ان

کے مقابلے پر نکلتے اور کمزور ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی سلول نے کہا کہ رسول اللہ آپؐ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں ہرگز خود یہاں سے ان کے مقابلہ پر نہ جائیں کیونکہ ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ جب کبھی مدینہ سے نکل کر ہم نے کسی دشمن کا مقابلہ کیا ہمیں ضرر پہنچا اور جب کبھی کسی دشمن نے یہاں ہم پر پیش قدمی کی ہمیشہ اسے زک ہوئی۔ آپؐ ان کو جہاں وہ ہیں وہیں رہنے دیں وہ مقابلہ بہت برا ہے ان کو سخت تکلیف ہو گی اگر وہ مدینہ آئیں گے تو یہاں ایک طرف مرد سامنے سے ان کا مقابلہ کریں گے اور عورتیں اور بچے اوپر سے ان پر سنگ باری کریں گے اور وہ یہاں سے ذلیل بے نیل مرام پسپا ہو جائیں گے مگر جو لوگ دل سے دشمن سے لڑنے کے آرزو مند تھے وہ برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑے رہے کہ آپؐ خود چلیں۔ آخر کار نماز جمعہ سے فارغ ہو کر آپؐ نے زرہ زیب تن فرمائی۔ اسی روز بنی النجار کے مالک بن عمرو انصاری کا انتقال ہوا تھا آپؐ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر آپؐ سب کے سامنے برآمد ہوئے۔ لوگ اب اپنے اصرار پر نادم تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے آپؐ کو اس بات کے لئے مجبور کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لئے بے نیاز تھی۔

حضرت نعمانؓ بن مالک

اس سلسلہ میں سدی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم کو معلوم ہوا کہ قریش اپنے اتباع کے ساتھ احد پر آکر فروکش ہوئے ہیں آپؐ نے صحابہ سے پوچھا کہ میں اب کیا کروں۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ ہمیں ان کتوں کے مقابلہ پر لے چلیں۔ انصار نے کہا جناب والا خود ہمارے علاقہ میں جب کسی نے ہم پر یورش کی اسے کبھی ہم پر غلبہ نہیں ہوا اور اب جب کہ خود آپؐ بھی ہم میں موجود ہیں تو بدرجہ اولیٰ کسی کو ہمارے ہاں ہمارے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہو گی۔ رسول اللہ صلعم نے صرف اب کے پہلی مرتبہ عبداللہ بن ابی بن ابی سلول کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا اے رسول اللہ آپؐ ہم کو ان کتوں کے مقابلہ پر لے کر نکلیے۔ خود رسول اللہ صلعم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ قریش مدینہ آکر آپؐ سے لڑیں تاکہ شہر کے گلی کوچوں میں لڑائی ہو۔ اتنے میں نعمان بن مالک انصاری

آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپؐ مجھے جنت سے کیوں محروم کرتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو واقعی نبی مبعوث کیا ہے ضرور جنت میں جاؤں گا آپؐ نے پوچھا کیسے؟ انہوں نے کہا اس لئے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے آپؐ اس کے رسول ہیں اور میں جنگ سے ہرگز نہیں بھاگوں گا آپؐ نے فرمایا تم نے سچ کہا چنانچہ یہ اسی روز لڑائی میں شہید ہو گئے۔

مسلمانوں کی پشیمانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی زرہ منگا کر اسے زیب تن کیا جب لوگوں نے دیکھا کہ آپؐ مسلح ہو گئے وہ اپنے اصرار پر نادم ہوئے اور کہنے لگے کہ رسولؐ اللہ پر تو خود وحی آتی ہے اس لئے ہم نے بہت برا کیا کہ ان کے خلاف مرضی ان کو مشورہ دیا اس خیال سے وہ سب آپؐ کے پاس معذرت کے لئے آئے اور کہا جو آپؐ کی رائے ہو اس پر عمل فرمائیے ہمارے مشورہ کا لحاظ نہ کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا مگر کسی نبیؐ کے لئے یہ زیبا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو بغیر لڑے ہوئے اسے اتار دے۔

عبداللہ بن ابی کی واپسی

آپؐ ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ احد تشریف لے گئے آپؐ نے ان سے کہا کہ اگر تم ثابت قدم رہو گے فتح یاب ہو گے جب آپؐ مدینہ سے نکل گئے عبداللہ بن ابی سلول تین سو آدمیوں کے ساتھ آپؐ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گیا۔ ابو جابر السلمی ان کو پھر بلا کر لانے ان کے تعاقب میں گئے عبداللہ کی جماعت نے اسے پکڑ لیا اور کہا ہم کیوں لڑیں ہماری بات مانو تو ہمارے ساتھ واپس چلو اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ یہ فرمایا ہے اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا (جب تمہاری دو جماعتوں نے ہمت ہار کر جنگ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا' ان سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ یہ دونوں قبیلے عبداللہ بن ابی کے

ساتھ واپس جانا چاہتے تھے مگر اللہ نے ان کو بچا لیا اور وہ بقیہ سات سو میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ احد میں ٹھہرے رہے۔

ابن اسحٰق کے سابقہ بیان کے مطابق جب رسول اللہ صلعم زرہ پہن کر صحابہ کے پاس آئے انہوں نے کہا اے رسول اللہ ہم نے آپؐ کی خلاف مرضی آپؐ پر جبر کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لے زیبانہ تھی۔ اللہ کی رحمت آپؐ پر ہو اگر آپؐ پسند فرمائیں تو نہ جائیں یہیں تشریف رکھیں آپؐ نے فرمایا کسی نبی کے لئے یہ سزاوار نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے اسے بغیر لڑے اتارے۔ آپؐ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ سے برآمد ہوئے جب آپؐ شوط آئے جو احد اور مدینہ کے درمیان واقع ہے عبداللہ بن ابی بن سلول ایک تہائی جماعت کے ساتھ آپؐ کا ساتھ چھوڑ کر چلتا بنا اس نے یہ کہا کہ رسول اللہ نے اوروں کی بات مانی میری نہ مانی بخدا اے لوگو! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہاں کیوں جانیں لڑائیں چنانچہ وہ اپنے ہم قوم منافقوں اور بدباطنوں کے ساتھ واپس ہو گیا۔ بنو سلمہ کے عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کے پیچھے گئے اور کہنے لگے اے میری قوم میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس دشمن کے مقابلہ میں تم اپنے نبیؐ اور اپنی قوم کا ساتھ نہ چھوڑو' وہ کہنے لگے کہ اگر ہمیں اس بات کا یقین ہوتا کہ تم واقعی دشمن سے لڑو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ چھوڑتے مگر ہم جانتے ہیں کہ تم لڑو گے نہیں۔ جب انہوں نے ان کی بات نہ مانی اور واپس جانے پر اصرار کیا اس نے مایوس ہو کر کہا اے دشمنان خدا اللہ تم کو ہلاک کرے تمہارے مقابلہ میں اللہ میرے لئے کافی ہے۔

مسلمانوں اور کفار کی تعداد

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام شیخین سے عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کا ساتھ چھوڑ کر پلٹ گیا۔ اب رسول اللہ صلعم کے ساتھ سات سو مسلمان رہ گئے مشرکین تین ہزار تھے ان میں دو سو سوار اور پندرہ عورتوں کے محمل تھے ان میں سات سو زرہ پوش تھے ان کے مقابلہ میں صرف سو مسلمان زرہ پوش تھے اور انکے ساتھ صرف دو گھوڑے سوار' ایک رسول صلعم کا اور ایک ابوبردہ بن نیار الحارثی کا تھا۔

حضرت عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں تیراندازوں کا دستہ

قریش نے اپنی سواری کے جانور اور دوسرے مویشیوں کو چرنے کے لئے صمغہ کے مسلمانوں کے کھیتوں میں چھوڑ دیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاحکم لڑائی کی ممانعت کر دی ایک مسلمان نے کہا کہ بنی قیلہ کے تمام کھیت چرا لئے جائیں۔ رسول اللہ صلعم نے جنگ کی تیاری شروع کی آپؐ کے ساتھ صرف سات سو مسلمان تھے قریش نے بھی جنگ کے لئے صف بندی کی ان کی تعداد تین ہزار تھی ان کے ساتھ دو سو سوار تھے جن کو انہوں نے اصل جماعت سے ہٹا کر خالد بن ولید کی قیادت میں اپنے میمنہ پر متعین کیا تھا عکرمہ بن ابی جہل ان کے میسرہ پر تھا' رسول اللہ صلعم نے اپنے قدر اندازوں پر بنی عمرو بن عوف کے عبداللہ بن جبیر کو جو اس روز اپنے سفید کپڑوں کی وجہ سے نمایاں تھا مقرر فرمایا ان کی تعداد پچاس تھی۔ اور فرمایا کہ چاہے لڑائی کا رنگ ہمارے موافق ہو یا مخالف تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور ہمارے عقب سے یورش نہ کرنے دینا۔ اس وقع پر رسول اللہ صلعم دو زرہیں پہن کر معرکہ میں برآمد ہوئے تھے۔

حضرت محمدؐ کا عبداللہ بن جبیر کو حکم

براءؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد میں جب رسول اللہ صلعم کا مشرکوں سے مقابلہ ہوا' آپؐ نے عبداللہ بن جبیر کی امارت میں چند آدمیوں کو قدر اندازوں کے سامنے بٹھا دیا اور فرمایا کہ تم اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا چاہے تم ہم کو دشمن پر کامیاب ہوتا ہوا دیکھو یا ان کو ہم پر غلبہ پاتا ہوا دیکھو تب بھی ہماری مدد کے لئے بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ مگر جب مقابلہ ہوا مشرکین بھاگے یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے فرار کے لئے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹایا کہ کے پازیب دکھائی دینے لگے' ان لوگوں نے شور مچایا غنیمت غنیمت عبداللہ بن جبیر نے ان کو ڈانٹا کہ ٹھہرو کیا تم کو رسول اللہ کا فرمان یاد نہیں رہا۔ مگر انہوں نے کچھ نہ سنی اور لوٹنے کے لئے چلے گئے۔ اللہ نے اس پاداش میں خود ان کے منہ لڑائی سے موڑ

دیئے۔ اور ستر مسلمان کام آئے۔

ابن عباس کی روایت

ابن عباس سے مروی ہے کہ ابن سفیان ۳ شوال کو احد آکر فروکش ہوا رسول اللہ صلعم جنگ کے لئے برآمد ہوئے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو اس کے لئے دعوت دی وہ جمع ہو گئے آپؐ نے زبیرؓ کو رسالہ کا امیر مقرر کیا اس روز ان کے ساتھ مقداد بن الاسود الکزی بھی تھے آپؐ نے اپنا علم قریش کے مصعب بن عمیر کو دیا حمزہ بن عبدالمطلب کو آپؐ نے اپنے آگے بھیج دیا تھا یہ حسر آئے' مشرکین کی سمت سے خالد بن ولید جس کے ہمراہ عکرمہ بن ابی جہل تھا لڑنے کے لئے سامنے آئے آپؐ نے زبیرؓ کو بھیجا اور کہا کہ خالد بن ولید کے سامنے جاکر میرے حکم تک ٹھہرے رہو اور دوسرے سواروں کو آپؐ نے دوسری سمت جا کرتا حکم ٹھہرنے کا حکم دیا۔ ابوسفیان لات اور عزیٰ کو ساتھ لئے ہوئے میدان میں آیا آپؐ نے زبیرؓ کو حملہ کا حکم بھیجا۔ انہوں نے خالد بن ولید پر حملہ کیا اللہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی اس موقع پر رسول اللہ نے وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اس کے قول مِنْۢ بَعْدِ مَا اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ تک تلاوت فرمائی اور یہ بھی کہا کہ اللہ عزوجل نے مومنوں سے اپنی نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے اس کے علاوہ رسول اللہ صلعم نے کچھ آدمی اپنے عقب میں بھیج کر ان کو ہدایت کی تھی کہ وہ وہیں ٹھہریں کسی حال میں وہاں سے حرکت نہ کریں۔ اگر ہمارا کوئی آدمی بھاگ کر جاتا ہو اسے روک کر پلٹا دیں اور کسی دشمن کو عقب سے یورش نہ کرنے دیں۔ رسول اللہ صلعم اور صحابہ نے کفار کو مار بھگایا جو لوگ آپؐ کے عقب میں حفاظت کے لئے متعین کیے گئے تھے انہوں نے مشرکین کی عورتوں کو پہاڑ پر چڑھتا اور دوسرے مال غنیمت کو پڑا ہوا دیکھا انہوں نے ایک دوسرے سے کہا رسول اللہ کے پاس چلو اور قبل اس کے دوسرے آکر اس پر قبضہ کریں تم اسے اپنے قبضہ میں کرو۔ اس پر دوسرے لوگوں نے کہا کہ ہم تو رسول اللہ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی جگہ ٹھہرے رہتے ہیں اسی موقع کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا (ترجمہ: تم میں بعض دنیا کے طالب ہیں) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو

غنیمت کے ارادے سے اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے۔ وَ مِنْكُمْ مَنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (ترجمہ: اور تم میں بعض آخرت کے طلبگار تھے) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے کہا کہ ہم رسولؐ اللہ کی اطاعت کرنے میں اپنی جگہ جمے رہتے ہیں ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اس روز کے واقعہ سے پہلے مجھے اس بات کا خیال بھی نہیں آیا تھا کہ صحابہ رسولؐ اللہ میں سے کوئی بھی دنیا اور متاع دنیا کا طالب ہو گا۔

آدمی اپنے عقب میں بھیج کر ان کو ہدایت کی تھی کہ وہ وہیں ٹھہریں کسی حال میں وہاں سے حرکت نہ کریں۔ اگر ہمارا کوئی آدمی بھاگ کر جاتا ہو اسے روک کر پلٹا دیں اور کسی دشمن کو عقب سے یورش نہ کرنے دیں۔ رسول اللہ صلعم اور صحابہ نے کفار کو مار بھگایا جو لوگ آپؐ کے عقب میں حفاظت کے لئے متعین کیے گئے تھے انہوں نے مشرکین کی عورتوں کو پہاڑ پر چڑھتا اور دوسرے مال غنیمت کو پڑا ہوا دیکھا انہوں نے ایک دوسرے سے کہا رسول اللہؐ کے پاس چلو اور قبل اس کے دوسرے آکر اس پر قبضہ کریں تم اسے اپنے قبضہ میں کرو۔ اس پر دوسرے لوگوں نے کہا کہ ہم تو رسول اللہ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی جگہ ٹھہرے رہتے ہیں اسی موقع کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِنْكُمْ مَنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا (ترجمہ: تم میں بعض دنیا کے طالب ہیں) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو غنیمت کے ارادے سے اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے۔ وَ مِنْكُمْ مَنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (ترجمہ: اور تم میں بعض آخرت کے طلبگار تھے) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے کہا کہ ہم رسولؐ اللہ کی اطاعت کرنے میں اپنی جگہ جمے رہتے ہیں ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اس روز کے واقعہ سے پہلے مجھے اس بات کا خیال بھی نہیں آیا تھا کہ صحابہ رسولؐ اللہ میں سے کوئی بھی دنیا اور متاع دنیا کا طالب ہو گا۔

حضرت علیؑ اور طلحہ بن عثمان کا مقابلہ

سدی سے مروی ہے کہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مشرکین کے مقابلہ پر بر آمد ہوئے۔ آپؐ کے حکم سے قدر انداز پہاڑ کی جڑ میں مشرکین کے رسالہ کے مواجھ میں کھڑے ہوئے آپؐ نے ان کو ہدایت کی کہ تم اپنی

جگہ سے کسی وقت نہ ہٹنا چاہے تم ہم کو ان پر فتح یاب ہوتا ہوا دیکھو۔ کیونکہ جب تک تم اپنی جگہ کھڑے رہو گے ہم غالب رہیں گے ۔ آپؐ نے خوات بن جبیر کے بھائی عبداللہ بن جبیر کو ان قدر اندازوں کا سردار مقرر فرمایا تھا۔ اب طلحہ بن عثمان مشرکوں کے علمبردار نے میدان میں نکل کر کہا اے محمدؐ کے ساتھیو تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ ہم کو تمہاری تلواروں کے ذریعہ بہت جلد دوزخ میں لے جائے گا اور تم کو ہماری تلواروں کے ذریعہ فوراً جنت میں داخل کر دے گا۔ لہٰذا کوئی مرد میدان ہے جسے اللہ میری تلوار سے فوراً جنت میں لے جائے یا اس کی تلوار سے مجھے دوزخ دکھائے۔ علیؑ بن ابی طالبؑ کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس وقت تک تجھ کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ اپنی تلوار سے تجھے واصل جہنم نہ کر دوں یا تیری تلوار سے خود جنت میں نہ جاؤں ' علیؑ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا پاؤں قطع کر دیا وہ اس طرح گرا کہ اس کی شرمگاہ کھل گئی کہنے لگا اے میرے بھائی میں تم کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے نہ مارو' علیؑ نے اسے چھوڑ دیا رسول اللہ نے تکبیر کہی' صحابہ نے علیؑ سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس کا کام تمام نہ کر دیا' کہنے لگے کہ میرے چچیرے بھائی کی جب شرمگاہ عریاں ہو گئی اس نے مجھے اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا مجھے شرم آ گئی۔ پھر زبیر بن العوام اور مقداد بن الاسود نے مشرکین پر حملہ کیا اور ان کو مار بھگایا۔ رسول اللہ صلعم اور آپؐ کے صحابہ نے حملہ کیا اور ابوسفیان کو بھگا دیا۔

تیر اندازوں پر خالد بن ولید کا حملہ

خالد بن ولید مشرکین کے افسر رسالہ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر حملہ کر دیا۔ قدر اندازوں نے تیروں سے ان کی خبر کی جس سے خالد رک گیا۔ مگر اس کے بعد جب قدر اندازوں نے رسول اللہ اور صحابہ کو مشرکین کے پڑاؤ کے عین وسط میں مال غنیمت کی لوٹ میں مشغول دیکھا وہ بھی لوٹنے دوڑے مگر ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلعم کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور یہیں ٹھہرتے ہیں مگر ان کا بیشتر حصہ لوٹنے کے لئے اصل فوج میں جا ملا تھا۔ خالد نے جب دیکھا کہ اب بہت کم

قدر انداز رہ گئے ہیں اس نے پھر حملہ کر کے قدر اندازوں کو قتل کر دیا اور ان سے فارغ ہو کر نبی صلعم کے صحابہ پر حملہ کیا۔ مشرکین نے جب دیکھا کہ ان کا رسالہ جنگ میں مصروف ہے انہوں نے جنگ کے لئے ایک دوسرے کو للکارا' اب سب نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور ان کو شکست دی اور بے دریغ قتل کر دیا۔

رسولؐ اللہ کی تلوار اور حضرت ابودجانہؓ

زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے اسے بغور دیکھ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کون ہے جو اس کو لے کر اس کا حق ادا کر دے۔ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کا مستحق ہوں۔ آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر فرمایا کہ کون اس تلوار کو اس کے حق کے لئے لیتا ہے۔ میں نے پھر کہا یا رسول اللہ میں اس کا مستحق ہوں' آپ نے پھر منہ پھیر لیا اور پھر کہا کہ کون اس تلوار کا مستحق ہے۔ اس مرتبہ ابودجانہ سماک بن خرشہ نے آگے بڑھ کر کہا میں اس کا حق ادا کروں گا اور وہ کیا ہے آپؐ نے فرمایا اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلم کو قتل نہ کیا جائے اور کوئی کافر بھاگ کر بچنے نہ پائے۔ پھر آپؐ نے وہ تلوار ان کو دے دی۔ ابودجانہ جب لڑنے نکلے تو سر پر علامت کے لئے ایک کپڑا باندھ لیتے۔ میں نے دل میں کہا دیکھوں آج یہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جس پر انہوں نے تلوار اٹھائی اسے پاش پاش کر دیا۔ بڑھتے ہوئے وہ دامن کوہ میں مشرکین کی عورتوں کے پاس پہنچے ان کے پاس دف تھے اور ایک عورت گا رہی تھی

نحن بنات طارق ان تقبلو الغانق ونبسط التمارق اوتدا بروالفارق فراق غیر وامق

(ترجمہ) ہم خاندانی بیبیاں ہیں' آگے بڑھو گے گلے ملیں گی اور فرش بچھائیں گی؛ اگر منہ موڑ کے الگ ہو جائیں گے اور اس کی ہمیں کچھ پرواہ نہ ہو گی۔

ابودجانہ نے اسے مارنے کے لئے تلوار اٹھائی مگر پھر رک گئے اور چھوڑ دیا ۔ میں نے ان سے کہا تمہاری کارگزاری میں نے دیکھی مگر اس کی وجہ کیا ہوئی کہ

عورت پر تلوار اٹھا کر پھر تم نے اسے چھوڑ دیا۔ ابودجانہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم کی تلوار کو اس سے برتر سمجھا کہ اس سے عورت کو قتل کروں۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنو ضیعہ کا ابوعامر عمرو بن صیقی بن مالک بن النعمان بن امہ رسولؐ اللہ کو چھوڑ کر مکہ چلا گیا۔ اس کے ساتھ اوس کے پچاس نو عمر لڑکے جن میں عثمان بن حنیف بھی تھے۔ بعض راویوں نے ان کی تعداد پندرہ کہی ہے یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ اگر محمدؐ سے مقابلہ ہوا تو اوس کا کوئی شخص میری مخالفت نہیں کرے گا۔ جب مقابلہ شروع ہوا سب سے پہلے یہی ابو عامر جیوش اور اہل مکہ کے غلاموں کے ساتھ اوس سے لڑنے برآمد ہوا۔ اور اس نے آواز دی کہ اے قبیلہ اوس. میں عامر ہوں۔ انہوں نے جواب دیا اے فاسق اللہ تیری صورت نہ دکھائے' جب اوس نے اپنے قبیلہ کا یہ غیر متوقع جواب سنا کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد میری قوم بالکل بگڑ گئی پھر اس نے ان سے شدید جنگ کی اور ان پر پتھر پھینکے۔ ابوسفیان نے اپنے بنی عبدالدار کے نشان داروں کو جنگ پر ثابت قدم رکھنے کے لئے ان سے کہا تھا کہ تم جنگ بدر میں ہمارے علمدار تھے۔ اس موقع پر جو تباہی ہمیں نصیب ہوئی اس سے تم واقف ہو' ہر فوج پر اس کے علمبرداروں کی سمت سے یورش کی جاتی ہے اگر وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے تو ساری قوم کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں یا تو تم ہمارے لئے اس علمبرداری کا پورا حق ادا کرو ورنہ اسے چھوڑ کر علیٰحدہ ہو جاؤ ہم خود سنبھال لیں گے۔ انہوں نے کہا نہیں ہم پوری طرح اپنا حق ادا کریں گے اور داد مردانگی دیں گے ہم اور ان نشانوں کو چھوڑ دیں یہ کبھی نہ ہو گا۔ جب کل دشمن سے مقابلہ ہو گا تم خود دیکھ لو گے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان کا یہی مقصد تھا کہ طعنہ دے کر ان کو غیرت دلائی جائے وہ پورا ہو گیا۔

قریشی عورتوں کا رجز

جب حریفوں کا مقابلہ ہوا اور ایک دوسرے کے قریب آ گئے ہند بنت عتبہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ مردوں کے عقب میں کھڑی ہو گئی وہ دف بجانے لگیں اور ان کے حوصلے بڑھانے لگیں اس موقع پر ہندہ یہ شعر گا رہی تھی۔

ان تقبلوا نعانق نفرش النمارق اوتدبروا نفارق فراق غیر وامق

(ترجمہ) اگر آگے بڑھو گے ہم گلے لگائیں گی اور گدے بچھائیں گی اگر منہ موڑو گے بغیر کسی خیال کے قطع تعلق کر دیں گی" نیز اس نے کہا:۔

وبھا بنی عبدالدار وبھا حماۃ الادبار ضربا" بکل تبار

ترجمہ: اے بنی عبدالدار' اے پشت بچانے والو' شمشیر براں سے مارو۔

اب عام جنگ شروع ہو گئی اور بہت گرما گرم جنگ ہوئی۔ ابودجانہ نے دشمن پر قاتلانہ حملہ کیا' وہ حمزہؓ بن عبدالمطلب اور علیؓ بن ابی طالب کچھ مسلمانوں کے ساتھ دشمنوں میں گھس پڑے اللہ عزوجل نے اپنی نصرت نازل کی اور جو وعدہ کیا تھا اسے ایفاء کیا انہوں نے تلواروں پر مشرکین کو رکھ لیا اور سامنے سے مار ہٹایا اور بلاشبہ ان کو شکست ہوئی۔ ان میں کوئی بڑا صحابی شامل نہ تھا۔

حضرت محمدؐ کے متعلق افواہ

زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے ہند بنت عتبہ کے خادموں اور اس کے ساتھیوں کو تیزی سے میدان میں بھاگتے ہوئے دیکھا ان کے پکڑ لینے میں کوئی شے مانع نہ تھی۔ اتنے میں جب کہ ہم نے دشمن کو مقابلہ سے مار بھگایا۔ ہمارے تیر انداز لوٹنے کے لئے دشمن کی فرودگاہ چلے آئے اور انہوں نے دشمن کے رسالہ کے لئے ہمارے عقب کو غیر محفوظ چھوڑ دیا۔ چنانچہ دشمن کے رسالہ نے پیچھے سے ہمیں آ لیا اسی وقت کسی نے چلا کر کہا کہ محمدؐ مارے گئے۔ اس کے سنتے ہی ہمارے حوصلے پست ہو گئے اور دشمن کے حوصلے ہم پر اور بڑھ گئے حالانکہ ہم دشمن کے علمبرداروں کو ختم کر چکے تھے اور ان میں سے اب کسی کو اپنے جھنڈے کے پاس آنے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔

کفار کا علم

بعض علماء سے مروی ہے کہ مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا اسے عمرہ بنت

ملقمتہ الحارثہ نے قریش کے لئے اٹھا کر بلند کر دیا۔ مسلمانوں نے اسے چاروں طرف سے آگھیرا یہ نشان بنی ابی طلحہ کے حبشی غلام صواب کے ہاتھ میں تھا ان کا یہ آخری شخص تھا جس نے نشان اٹھایا وہ لڑا اس کے دونوں ہاتھ قطع کر دیئے گئے تب اس نے اپنے سینے سے اسے چھپا لیا اور سینے اور گردن کے ذریعہ اسے تھاما اسی حال میں وہ مارا گیا وہ کہہ رہا تھا اے بار الٰہ کیا میں نے کوئی کوتاہی کی۔ جب فریقین میں اس معرکے کے متعلق فخریہ اور طنزیہ اشعار بازی ہوئی حسان بن ثابت نے اس صواب ان کے علمبردار کے ہاتھ قطع کرنے کے واقعہ کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔

حضرت علیؑ کی شجاعت

ابو رافع سے مروی ہے کہ جب علیؑ ابن ابی طالب نے مشرکین کے علمبرداروں کو تہ تیغ کر دیا رسول اللہ صلعم کی نظر مشرکوں کی ایک اور جماعت پر پڑی۔ آپؐ نے علیؑ سے کہا کہ اس پر حملہ کرو۔ انہوں نے حملہ کر کے اس جماعت کو منتشر کر دیا اور بنی عامر بن لوی کے شیبہ بن مالک کو قتل کر دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا کہ یہ ہے ہمدردی۔ آپؐ نے فرمایا بے شک علیؑ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں جبرائیل نے کہا اور میں آپ دونوں کا تیسرا ہوں۔ نیز صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ آواز بھی سنی **لا سیف الا ذوالفقار۔ ولا فتی الا علی**(تلوار صرف ذوالفقار ہے اور جواں مرد صرف علیؑ ہیں

مسلمانوں پر عقب سے حملہ

ابو جعفر نے کہا ہے کہ جب مسلمانوں کو ان کے عقب سے آلیا گیا وہ بھاگے۔ مشرکین نے ان کو بے دریغ قتل کیا۔ اس مصیبت کی وجہ سے مسلمانوں کے تین حصے ہو گئے تھے۔ ایک مارا گیا' ایک زخمی ہوا اور ایک حصہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگ کی وجہ سے اس قدر تھک گئے تھے کہ ان

کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں' خود آپ کے سامنے کے چوکے میں نیچے کے دانت ٹوٹ گئے۔ آپؐ کا منہ شق ہو گیا۔ رخسار اور بالوں کی جڑ کے پاس سے پیشانی زخمی ہوئی۔ ابن قمیہ نے آپؐ کے سر کے بائیں حصہ پر تلوار ماری۔ آپؐ کو عتبہ بن ابی وقاص نے زخمی کیا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جس روز آپؐ کے سامنے کے دانت ٹوٹے اور آپؐ کے چہرے پر زخم لگا' خون آپؐ کے منہ سے بہہ رہا تھا۔ آپؐ اسے پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس قوم نے اپنے نبی کا چہرہ اس کے خون سے رنگین کیا ہو وہ کیوں کر فلاح پا سکتی ہے مگر اس حال میں بھی آپؐ ان کو عزوجل کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اللہ عزوجل نے اس موقع پر یہ پوری آیت نازل فرمائی لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (ترجمہ) اس معاملہ میں تمہارا کوئی دخل نہیں۔

رسولؐ اللہ پر مسلمانوں کی جانثاری

ابو جعفر نے کہا ہے کہ جب دشمن نے آپؐ پر یورش کی آپؐ نے فرمایا کون ہے جو ہمارے لئے اپنی جان بیچ ڈالے۔ اس کے متعلق محمود بن عمرو بن یزید بن السکن سے مروی ہے کہ زیاد بن السکن پانچ انصاریوں کے ساتھ یا دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق عمارہ بن زیاد بن السکن اٹھے اور رسولؐ اللہ کی مدافعت کے لئے ان سے آکر لڑنے لگے ایک کے بعد ایک قتل ہوتے چلے گئے آخری آدمی زیاد یا حمارہ بن السکن تھے وہ لڑتے رہے آخر کار زخموں سے چکنا چور ہو کر بے کار ہو گئے۔ اتنے میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت رسول اللہ کے پاس پلٹ آئی۔ اور اس نے دشمن کو آپؐ کے سامنے سے دھکیل دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ زیاد کو میرے قریب لاؤ۔ لوگ ان کو قریب لے آئے۔ انہوں نے رسول اللہ کے قدم پر اپنا سر رکھ دیا اور اسی حالت میں کہ ان کا گال آپؐ کے قدم پر رکھا ہوا تھا انہوں نے جان دے دی۔ ابودجانہؓ خود اپنے جسم کو دشمن کی جانب کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بچانے کے لئے بمنزلہ ڈھال بن گئے' تیر آکر ان کی پیٹھ میں لگ رہے

تھے، مگر وہ آپؐ پر جھکے ہوئے آپؐ کو دشمن سے بچا رہے تھے یہاں تک کہ بے شمار تیر ان کے آ کے لگے۔ سعد بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آڑ میں لے کر دشمن پر تیر چلانے لگے۔ خود سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے تیر اٹھا کر دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے تم پر میرے ماں باپ نثار تیر چلاؤ، شدہ شدہ آپؐ نے ایسا تیر مجھے دیا کہ اس میں انی نہ تھی مگر آپؐ نے یہی فرمایا، اسے بھی چلاؤ۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس روز خود رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کمان سے تیر چلایا مگر اس کی تانت ٹوٹ گئی۔ اسے قتادہ بن النعمان نے اٹھا لیا یہ ان کے پاس تھی اس روز ان کی ایک آنکھ اس طرح جاتی رہی کہ وہ ان کے گال پر آ پڑی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اسے پھر اس کے حلقہ میں رکھ دیا تو اب وہ دوسری آنکھ کے مقابلہ کہیں زیادہ عمدہ اور طاقت ور ہو گئی۔

مصعبؓ بن عمیر کی شہادت

ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مصعب بن عمیر آپؐ کے علمبردار لڑے اور مارے گئے ان کو قمیتہ اللیثی نے شہید کیا تھا وہ سمجھتا تھا کہ یہی رسول اللہؐ ہیں چنانچہ اسی وقت قریش کے پاس پلٹ کر چلا گیا اور اس نے کہا کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔

حضرت حمزہؓ کی شجاعت

مصعبؓ کی شہادت کے بعد آپؐ نے اپنا علم علیؑ بن ابی طالب کو دے دیا حمزہ بن عبدالمطلب دشمن سے لڑے انہوں نے الطاۃ بن عبد شرجیس بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو اس روز جو قریش کے علمبرداروں میں سے تھا قتل کر دیا۔ پھر

ابونیار سباع بن عبدالعزی الغبشانی ان کے پاس سے گزرا۔ حمزہؓ بن عبدالمطلب نے اس سے کہا کہ اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے میری طرف آؤ۔ اس کی ماں ام انمار شریق بن عمرو بن وہب الثقفی کی باندی تھی اور مکہ میں یہ ختنہ کیا کرتی تھی، دونوں کا مقابلہ ہوا۔ حمزہ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت

جبیر بن مطعم کا غلام وحشی کہتا ہے کہ اب تک حمزہؓ کی صورت میری نظروں میں ہے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی تلوار سے لوگوں کے پرزے پرزے کر رہے تھے اور خاکی رنگ کے نر اونٹ کی طرح جو چیز سامنے آتی اسے وہ گرا دیتے اتنے میں سباع بن عبدالعزی مجھ سے پہلے ان کے سامنے بڑھ گیا حمزہؓ نے اس سے کہا ابے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے سامنے آ' سباع نے ان پر تلوار ماری مگر وہ سر سے خطا گئی میں نے اپنا بھالا نشانہ زنی کے لئے ہاتھ میں لے کر اسے ہلایا اور جب میں بالکل قریب ہو گیا اور مطمئن ہو گیا میں نے اسے ان پر پھینک دیا۔ وہ ان کے پیڑو پر لگا' اور دونوں ٹانگوں کے بیچ سے نکل گیا وہ میری طرف بڑھے پھر زمین پر گر پڑے۔ میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا کہ دیکھوں ان کا کیا ہوتا ہے جب وہ مر گئے ہیں میں نے جا کر ان کے جسم سے اپنا بھالا نکال لیا میں لڑائی سے ہٹ کر فرودگاہ میں چلا گیا کیونکہ سوائے ان کے اور کوئی میرا مقصد نہ تھا۔

عاصم بن ثابت

بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے مسافحہ بن طلحہ اور اس کے بھائی کلاب بن طلحہ دونوں کو قتل کر دیا مسافح کو جب تیر آ کر لگا وہ اپنی ماں سلافہ کے پاس آیا اور اس کی گود میں اس نے اپنا سر رکھا' سلافہ نے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تجھے مارا ہے اس نے کہا میں نے اس شخص کو جب اس نے مجھے

تیر مارا یہ کہتے سنا اسے سنبھال میں ابن الا قلح ہوں سلافہ نے کہا وہ ا قلحی ہے پھر اس نے یہ نذر مانی کہ اگر عاصم کا سر اسے مل گیا وہ اس کے کاسہ سر میں شراب پیئے گا خود عاصم نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اب وہ کبھی کسی مشرک کو ہاتھ نہ لگائیں گے اور نہ خود کو ہاتھ لگانے دیں گے۔

انس ابن النضر کی جان نثاری

قاسم بن عبدالرحمٰن بن رافع سے مروی ہے کہ انس بن مالک کے چچا انس بن النضر عمر بن الخطاب اور طلحہ بن عبیداللہ کے پاس آئے جو چند مہاجرین کے ساتھ ہاتھ چھوڑے بیٹھے تھے۔ انس نے کہا کیوں اس طرح بیٹھے ہو انہوں نے کہا محمدؐ رسول اللہ مارے گئے۔ انسؓ نے کہا تو پھر ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے' اٹھو اور اسی دین پر جس پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا ہے اپنی جانیں دے دو۔ یہ کہہ کر خود وہ تو دشمن کے سامنے آئے' لڑے اور مارے گئے انہیں کے نام پر انس بن مالک کا نام انس رکھا گیا۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ اس روز انس بن النضر پر ہم نے تلوار اور نیزے کے ستر زخم پائے صرف ان کی بہن ان کی خوبصورت انگلیوں کی وجہ سے ان کو شناخت کر سکیں۔

ابی ابن خلف کا رسولؐ اللہ پر حملہ

ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ شکست اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بنو سلمہ کے کعب بن مالک نے آپؐ کو شناخت کیا خود ان سے مروی ہے کہ میں نے آپؐ کی آنکھوں کو جو خود کے نیچے چمک رہی تھیں پہچانا' پھر انتہائی بلند آواز سے میں نے اعلان کیا کہ اے مسلمانو! بشارت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں۔ اس پر آپؐ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلعم کو پہچانا کہ آپؐ موجود

ہیں وہ آپؐ کے پاس آ گئے۔ آپؐ درے کی طرف چلے، آپؐ کے ہمراہ علیؑ بن ابی طالب، ابوبکر بن ابی قحافہ، عمر بن الخطاب، طلحہ بن عبیداللہ، زبیرؓ بن العوام اور حارثؓ بن الصمہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھے۔ جب آپؐ درے میں جا کر بیٹھ گئے ابی بن خلف یہ کہتا ہوا کہ محمدؐ کہاں ہیں میں ہلاک ہو جاؤں گا اگر وہ زندہ بچ جائیں، آپؐ کے پاس پہنچ گیا صحابہؓ نے آپؐ سے کہا آپؐ فرمائیں تو ہم میں سے کوئی آپؐ کی حفاظت کے لئے آپؐ کو اپنی آڑ میں لے لے۔ مگر آپؐ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں اسے آنے دو۔ جب وہ قریب آ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حارثؓ بن الصمہ کا بھالا اٹھایا۔

ابن ابی خلف کا خاتمہ

راوی کہتا ہے کہ اس موقع پر بعض لوگوں سے یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ جب رسولِ اللہ صلعم نے بھالا اٹھایا ایک بجلی سی کوند گئی اور ہم اس طرح جھرجھرائے جس طرح کی اونٹ جب جھرجھری لیتا ہے تو اس کے روئیں جھڑ جاتے ہیں پھر آپؐ نے اس کے سامنے جا کر اس کی گردن میں نیزہ مارا جس سے وہ کئی مرتبہ اپنے گھوڑے پر چکر کھا گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ اس واقعہ سے پہلے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا تو کہا کرتا کہ اے محمدؐ میں اپنے گھوڑے عود کو روزانہ دلے ہوئے جو کھلا رہا ہوں تاکہ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے بلکہ انشاء اللہ میں تجھے قتل کروں گا۔

زخم کھا کر یہ قریش کے پاس پلٹ گیا۔ رسول اللہ صلعم نے اس کی گردن میں معمولی سی خراش کر دی تھی اس سے خون جاری ہو گیا اس نے کہا بخدا محمدؐ نے مجھے مار ڈالا۔ قریش کہنے لگے خوف سے تیرا دم نکل گیا ہے حالانکہ بخدا تجھے مہلک زخم نہیں لگا ہے۔ اس نے کہا کہ جب وہ مکہ میں تھے انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ قتل کروں گا اس لئے اگر وہ مجھ پر تھوک ہی دیتے تو مجھے ہلاک کر دیتے قریش

اسے واپس مکہ لے جا رہے تھے کہ اس دشمن خدا کا سرف میں کام تمام ہو گیا۔

رسولؐ اللہ کا پانی پینے سے انکار

جب رسول اللہ صلعم درے کے منہ پر آ گئے علیؑ بن ابی طالب وہاں سے نکلے انہوں نے چرمی ڈھال کو چونا پینے کے دنگ میں جو پانی بھرا ہوا تھا اس سے بھرا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لائے تاکہ آپ اسے پئیں مگر آپ کو اس میں بدبو معلوم ہوئی اس لئے آپؐ نے ناپسند کیا اور نہ پیا البتہ خون اپنے منہ سے دھو ڈالا اور سر پر بھی پانی بہایا۔ اس موقع پر آپؐ کہہ رہے تھے اس شخص پر جس نے اپنے نبیؐ کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اللہ کا سخت غضب نازل ہو گا۔

رسولؐ اللہ کا خون آلود چہرہ

سعد بن وقاص کہا کرتے تھے کہ کسی شخص کے قتل کرنے کا میں اس قدر دلدادہ نہ تھا جتنا کہ عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کا تھا۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ وہ بہت بدخو اور اپنی قوم میں متبغوض ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس قول نے کہ جس نے اللہ کے رسولؐ کے چہرے کو خون آلود کیا اللہ کا اس پر سخت غضب نازل ہو گا مجھے اس کے قتل کے خیال سے مطمئن کر دیا۔

ابن قمیہ

سدی سے مروی ہے کہ بنی الحارث بن عبدمناۃ بن کنانہ کے ابن قیمتہ الحارثی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آ کر آپؐ پر پتھر پھینکا جس سے آپؐ کی ناک اور چو کا ٹوٹ گیا آپؐ کا چہرہ خون آلود ہو گیا اس کے صدمے سے آپؐ حرکت نہ کر سکے۔ آپؐ کے صحابہ آپؐ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گے بعض مدینہ چلے

آئے اور بعض پہاڑ پر چڑھ کر ایک چٹان پر جا بیٹھے۔ رسول اللہ صلعم لوگوں کو آواز دینے لگے کہ اے اللہ کے بندو میرے پاس آؤ' میرے پاس آؤ' تیس صحابہ آپؐ کے پاس اکٹھے ہو گئے وہ سب آپؐ کے آگے چلنے لگے مگر طلحہؓ اور سہیلؓ بن حنیف کے علاوہ کوئی آپؐ کے قریب نہ ٹھہرا' طلحہؓ نے عقب سے آکر آپؐ کو بچا لیا' ایک تیر ان کے ہاتھ میں آکر لگا جس سے ان کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ ابن خلف الجمحی آپؐ کے سامنے آیا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرے گا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا بلکہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ اس نے آگے بڑھ کر آپؐ کو للکارا اے کذاب کہاں بھاگ کر جاتا ہے اور اس نے آپؐ پر حملہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی زرہ کے گریبان میں نیزہ مارا جس سے وہ معمولی سا زخمی ہو گیا۔ مگر اس کے صدمے سے زمین پر گر پڑا اور بیل کی طرح سے خراٹے لینے لگا اس کے ساتھیوں نے اسے اٹھا لیا اور تسکین دی کہ تم کو کوئی ایسا زخم نہیں آیا جس سے تم گھبرا جاؤ۔ کہنے لگا کیا محمدؐ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ بخدا اگر تمام ربیعہ اور مضر بھی آ جاتے تو وہ ضرور ان سب کو قتل کر دیتے۔ وہ اس کے بعد ایک یا چند ہی روز زندہ رہ کر اسی زخم سے ہلاک ہو گیا۔ تمام مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قتل کر دیئے گئے۔ اس پر چٹان والوں نے کہا کاش! کوئی شخص ایسا ہوتا جو ہماری طرف سے عبداللہ بن ابی سے جا کر کہتا کہ وہ ہمارے لئے ابوسفیان سے امان لے لے' اے دوستو! محمدؐ مارے گئے اب اپنے اپنے گھروں کو قبل اس کے کہ دشمن تم پر حملہ کرے سب کو تہ تیغ کر ڈالے۔ واپس چلو' انس بن النضر نے کہا' اے میرے دوستو! اگر محمدؐ مارے گئے تو کیا ہوا محمدؐ کا رب تو زندہ ہے وہ تو نہیں مارا گیا۔ لہٰذا جس دین کی حمایت میں وہ مارے گئے اسی کی حمایت میں تم لڑو۔ خداوند جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس سے میں تیری جناب میں معافی چاہتا ہوں اور اس سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے تلوار سنبھالی' دشمن پر حملہ کیا جاں نثاری سے لڑے اور شہید ہو گئے۔

رسولؐ اللہ کے پاس صحابہ کا اجتماع

رسول اللہ صلعم اپنے صحابہ کو بلانے چلے، چلتے چلتے آپؐ چٹان والوں کے پاس پہنچے ان کو آتا دیکھ کر ان میں سے ایک نے تیر کمان میں لگایا اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نشانہ بنانا چاہا۔ آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں جب انہوں نے رسول اللہ کو زندہ پایا وہ بہت خوش ہوئے اور خود آپؐ بھی یہ دیکھ کر کہ اب بھی آپؐ کے صحابہ میں ایسے لوگ ہیں جو آپؐ کی حفاظت کرنے کے لئے آمادہ ہیں خوش ہوئے۔ بہت سے صحابہ یک جا ہو گئے اور ان میں خود رسول اللہ صلعم موجود تھے ان کا رنج و غم جاتا رہا اب وہ فتح کو یاد کرنے لگے اور موقع کے ہاتھ سے نکل جانے اور اپنے مقتول رفیقوں پر افسوس کرنے لگے۔ اسی موقع پر ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کہا تھا کہ چونکہ رسول اللہ صلعم مارے گئے لہٰذا اپنے گھروں کو چلو۔ اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں۔ **وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاِئْنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا" وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ** (ترجمہ) اور نہیں ہیں محمدؐ مگر اللہ کے رسول ان سے پہلے بہت سے رسول گزرے چکے اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی الٹے پاؤں پلٹ جائے گا وہ ہرگز اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا اور بہت جلد اللہ فرماں برداروں کو جزائے خیر دے گا)

ابو سفیان کی پیش قدمی و پسپائی

ابو سفیان اس جماعت کی طرف آیا۔ جب وہ پہاڑ پر چڑھ آیا اور صحابہؓ نے اسے دیکھا وہ اپنی خوشی کو بھول گئے اور اس کی پیش قدمی سے متاثر ہو گئے۔ رسول اللہ صلعم فرمانے لگے وہ ہم پر کبھی غلبہ نہ پائیں گے۔ اے اللہ اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا، پھر آپؐ نے صحابہؓ کو مدافعت کا حکم دیا انہوں نے دشمن پر پتھر پھینکے اور ان کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا۔

ابو سفیان اور حضرت عمر میں گفتگو

ابو سفیان نے اس روز کہا تھا آج ہبل کا بول بالا ہوا' حنظلہ حنظلہ کے عوض میں قتل ہوا۔ آج بدر کا بدلہ ہوا مشرکین نے اس روز حنظلہ بن الراہب کو شہید کیا تھا ان کو غسل جنابت کی ضرورت تھی اس لئے ملائکہ نے ان کو غسل دیا۔ حنظلہ بن ابی سفیان جنگ میں مارا گیا تھا۔ ابو سفیان نے کہا عزیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلعم نے عمر سے کہا' کہو اللہ ہمارے مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ ابو سفیان نے پوچھا کیا محمدؐ تم میں موجود ہیں بے شک تمہارے مقتولین کے اعضاء کو قطع و برید کیا گیا ہے' مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ اسے روکا اس بات سے نہ میں خوش ہوا اور نہ ناراض۔ اللہ عزوجل نے ابو سفیان کے اس طرح پہاڑ پر چڑھ کر برآمد ہونے کا ان آیات میں ذکر کیا ہے فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ یہاں غم اول فتح اور غنیمت کا ہاتھ سے نکل جانا اور غم ثانی دشمن کا اس طرح پہاڑ پر چڑھ آنا تاکہ مسلمان جو غنیمت ہاتھ سے نکل گئی ہے اور اپنے ساتھیوں کے قتل پر ملول نہ ہوں اور یہ اس وقت ہوا جب کہ وہ ان باتوں کو یاد کر رہے تھے۔ ابو سفیان نے وہاں برآمد ہو کر ان کی طرف متوجہ کر لیا۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ

سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چند صحابہ کے ہمراہ درے میں بیٹھے تھے۔ قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی آپؐ نے فرمایا خداوندا ایسا نہ ہونے پائے کہ وہ یہاں چڑھ آئیں۔ عمر بن الخطاب نے مہاجرین کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کو پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ رسول اللہ صلعم پہاڑ کی ایک بڑی چٹان پر چڑھنے کے لئے اٹھے مگر ایک تو

آپؐ تھکے ہوئے تھے۔ دوسرے دو ہری زرہیں پہن رکھی تھیں اس لئے آپؐ اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکے۔ طلحہؓ بن عبیداللہ آپؐ کے لئے بیٹھ گئے تب آپؐ اٹھ کر ان پر سوار ہو گئے۔ زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے اس روز رسول اللہ صلعم کو کہتے سنا کہ اللہ کے رسول کے ساتھ اس خدمت گزاری کی وجہ سے طلحہؓ نے اپنا حق واجب کر لیا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس روز صحابہ رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر بھاگے تھے ان میں سے بعض تو کوہ اعوض کے ادھر مقام منقی جا پہنچے۔ عثمان بن عفان ' عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان ' دو انصاری یہ احد سے بھاگ کر کوہ جلعب جو مدینہ کے اطراف میں کوہ اعوض کے متصل واقع ہے چلے آئے یہ لوگ تین دن ٹھہر کر پھر رسول اللہ صلعم کے پاس پلٹ گئے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے اور رسول اللہ نے ان سے فرمایا تم کس ضرورت سے وہاں چلے گئے تھے۔

حضرت حنظلہؓ کی شہادت و غسل ملائکہ

حنظلہ بن ابی عامر جن کو ملائکہ نے غسل دیا اور ابوسفیان کا مقابلہ ہوا جب انہوں نے ابوسفیان پر قابو پا لیا فوراً ہی شداد بن الاسود ابن شعوب کی نظر ان پر پڑی اور اس نے دیکھ لیا کہ اب حنظلہؓ ابوسفیان پر قابو پا چکے ہیں اس نے تلوار سے ان کا کام تمام کر دیا۔ رسول اللہ صلعم نے صحابہ رضوان اللہ اجمعین سے فرمایا کہ تمہارے دوست حنظلہ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ ان کے گھر والوں سے پوچھو کہ کیا بات ہے۔ ان کی بیوی سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے کہا بے شک دشمن کی یورش کی خبر سن کر وہ بغیر غسل جنابت گھر سے چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اسی لئے ملائکہ نے ان کو غسل دیا ہے۔

شہداد بن الاسود

اس کی اجازت دی تھی اور نہ ممانعت کی تھی اسی لئے اس فعل کو نہ میں نے اچھا

شہداد بن الاسود نے حنظلہؓ کے قتل اور ابوسفیان بن حرب نے جنگ میں اپنی ثابت قدمی اور حنظلہؓ کے مقابلہ میں شہداء کی معاونت کے بیان میں شعر کہے۔ حسانؓ بن ثابت نے اس کے جواب میں شعر کہے۔ شداد نے خود بھی ابوسفیان کو دشمن کے نرغے سے بچانے پر اپنا احسان اپنے شعروں میں جتایا۔

شہدائے کرام کا مثلہ

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد ہند بنت عتبہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ شہید صحابہؓ رسول اللہ کے اعضائے جسم کو قطع و برید کرنے نکلی۔ انہوں نے مقتولین کے کان ناک کاٹے یہاں تک کہ ہند نے ان کے کٹے ہوئے ناک اور کانوں کے بازو بند اور ہنسلی بنائی اور خود اپنا بازو بند' ہنسلی اور کان کی بالیاں اس نے جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو دے ڈالیں۔ اس نے حمزہؓ کا کلیجہ چیر کر نکالا اور چبا ڈالا مگر وہ چبا نہیں اس نے پھر اگل دیا۔ اسکے بعد اس نے ایک بلند چوٹی پر چڑھ کر نہایت بلند آواز میں اپنے وہ اشعار پڑھے جو اس نے اپنی جماعت کو فتح اور صحابہ رسولؐ کے قتل کی خوشی میں کہے تھے۔ یہ بات عمر بن الخطاب سے بیان کی گئی انہوں نے حسانؓ سے کہا اے ابن الفریعہ کاش تم ہند کے قول کو سنتے۔ وہ چٹان پر کھڑی ہوئی ہمارے مقابلہ پر رجز پڑھ رہی ہے۔ اور حمزہؓ کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا ہے اسے بیان کر رہی ہے۔ حسانؓ نے کہا میں اس پہاڑ کی چوٹی الظم پر کھڑا ہوا تھا کہ میں نے بھالے کو گرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے دل میں کہا تھا کہ یہ عرب کا ہتھیار نہیں ہے اور وہ بھالا حمزہؓ پر تیر کی طرح جا رہا تھا۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ ہند کے کچھ شعر مجھے سناؤ تو پھر میں اس کی خبر لوں۔ عمرؓ نے اس کے کچھ شعر حسان کو سنائے انہوں نے ہند کی ہجو کہی۔

ابوسفیان کی لن ترانی

براءؓ سے مروی ہے کہ ابو سفیان پہاڑ پر چڑھ کر ہمارے قریب آیا اس نے دو مرتبہ پوچھا کیا تم میں محمدؐ ہیں؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دو پھر تیسری مرتبہ پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے اس خاموشی پر ابو سفیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ سب ضرور مارے گئے زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اب عمر بن الخطاب سے نہ رہا گیا انہوں نے کہا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے اللہ نے ان سب کو محفوظ رکھا ہے جو تیری ذلت کا باعث ہوں گے۔ ابو سفیان کہنے لگا ہبل کی جے' ہبل کی جے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہ نے پوچھا کیا جواب دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہو اللہ بہت بزرگ و برتر ہے۔ ابو سفیان کہنے لگا۔ عزیٰ ہمارا ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا جواب دیں؟ آپؐ نے فرمایا کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ و مالک نہیں۔ ابو سفیان نے کہا آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا اور لڑائی بڑا ڈھول ہے کبھی بھرتا ہے اور کبھی خالی ہوتا ہے تم اپنے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لاشیں پاؤ گے مگر میں نے نہ اس کا حکم دیا تھا اور نہ اس فعل کو بری نظر سے دیکھا۔

حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے حرمتی

ابن اسحٰق اپنے بیان میں کہتے ہیں کہ جب عمر نے ابو سفیان کو جواب دیا تو اس نے ان سے کہا کہ ذرا یہاں آؤ۔ رسولؐ اللہ نے ان سے کہا کہ جاؤ دیکھو وہ کیا کہتا ہے۔ عمر اس کے پاس آئے ابو سفیان نے ان سے کہا اے عمر! میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم سچ بتاؤ کہ کیا واقعی ہم نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے۔ عمر نے کہا بخدا ہرگز نہیں وہ اس وقت بھی تمہاری گفتگو سن رہے ہیں۔ ابو سفیان نے کہا تم کو میں ابن قمیہ سے زیادہ صادق القول سمجھتا ہوں۔ اور اس کے دعوے کے مقابلہ میں کہ اس نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے تمہارے بیان کو زیادہ صحیح سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے بلند آواز میں کہا تمہارے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لوگ ہیں مگر میں نے نہ

سمجھا اور نہ برا۔ حالانکہ بنو الحارث بن عبد مناۃ کے جلیس بن زیان نے جو اس روز جیوش کا افسر تھا خود ابو سفیان بن حرب کو حمزہؓ کے جبڑے میں نیزے کی انی بھونک کر یہ کہتے سنا' لے اس کا مزہ چکھ اور پھر اس نے کہا اے بنو کنانہ دیکھتے ہو یہ قریش کا سردار اپنے عزیز قریبی کے ساتھ وہ سلوک کر رہا ہے جو ذبح کردہ جانور کے گوشت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ابو سفیان نے کہا خاموش رہو' اس بات کو اب کسی سے بیان نہ کرنا یہ مجھ سے لغزش ہو گئی۔

ابو سفیان کے تعاقب کا حکم

ابو سفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ پر پلٹ کر جانے لگا اس نے بلند آواز میں مسلمانوں سے کہا کہ اب آئندہ سال پھر بدر میں تم سے مقابلہ ہو گا۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے کسی صحابیؓ سے کہا کہہ دو کہ ہاں ضرور۔ پھر آپؐ نے علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ تم مشرکین کے پیچھے جا کر دیکھو وہ کیا کر رہے ہیں اور آئندہ کیا کرنا چاہتے ہیں اگر انہوں نے گھوڑوں کو خالی ساتھ لیا ہو اور خود وہ اونٹوں پر سوار ہوں تو سمجھ لینا کہ اب وہ مکہ پلٹ رہے ہیں اور اگر اس کے برعکس وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی ساتھ لے جا رہے ہوں تو سمجھنا کہ ان کا ارادہ مدینہ کا ہے اس وقت قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ مدینہ کا رخ کریں گے تو میں ضرور فوراً مدینہ پہنچ کر وہاں ان سے ملوں گا۔

علیؑ کہتے ہیں جب الحکم میں ان کے پیچھے چلا کہ دیکھوں وہ اب کیا کرتے ہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ انہوں نے گھوڑوں کو خالی کر دیا ہے اور اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں میں نے سمجھ لیا کہ یہ اب مکہ میں جا رہے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ جو کچھ تم دیکھو جب تک میرے پاس نہ آ جاؤ ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا مگر جب میں ان کو مکہ جاتے دیکھ لیا۔ تو میں اس خبر کو رسولؐ اللہ کی ہدایت کے باوجود اس خوشی کی وجہ سے کہ میں ان کو بجائے مدینہ جانے کے مکہ جاتا ہوا دیکھا تھا چھپا نہ سکا اور میں چلاتا ہوا آپ کی طرف آیا۔

حضرت سعدؓ بن الربیع کی شہادت

اب لوگ اپنے مقتولین کی دیکھ بھال کے لیے فارغ ہوئے رسولؐ اللہ نے فرمایا کون ہے جو مجھے دیکھ کر بتائے کہ سعدؓ بن الربیع نے جنگ میں کیا کیا (یہ سعدؓ بنو الحارث بن خزرج سے تھے) آیا وہ زندہ ہیں یا مر گئے ایک انصاری نے کہا یا رسولؐ اللہ میں دیکھ کر آتا ہوں' وہ میدان کار زار میں گئے ان کو تلاش کیا دیکھا کہ سخت مجروح ہیں اور صرف سانس باقی ہے ۔ یہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے سعدؓ سے کہا کہ مجھے رسولؐ اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں تم کو دیکھ آؤں زندہ ہو یا ختم ہو گئے ۔ سعدؓ نے کہا میرا کام تمام ہو چکا ہے تم رسولؐ اللہ سے میرا سلام کہو اور عرض کرو کہ سعد بن الربیع آپؐ سے عرض پرداز ہے ، کہ اللہ آپؐ کو بہترین جزا دے جو اس نے کسی نبی کو اپنی امت کی خدمت کے عوض میں دی ہو ۔ تم اپنی قوم کو میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ سعد بن الربیع نے کہا ہے، کہ اگر تمہاری موجودگی میں دشمن کسی طرح بھی رسولؐ اللہ تک پہنچ گیا تو اللہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قابل پذیرائی نہ ہو گا کیونکہ تمہارے پاس دیکھنے کے لیے آنکھیں ہیں ۔ ان کے مرنے تک میں وہیں کھڑا رہا پھر میں نے رسولؐ اللہ سے آکر ان کا واقعہ بیان کیا ۔ آپؐ حمزہؓ بن عبدالمطلب کو تلاش کرنے چلے ۔ آپؐ نے ان کو وادی کے شکم میں مقتول پایا ان کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا ان کے جسم کو قطع کر دیا گیا تھا اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے تھے ۔

محمد بن جعفر کی روایت

محمد بن جعفر بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب رسولؐ اللہ نے حمزہؓ کو اسی حالت میں مقتول دیکھا آپؐ نے فرمایا اگر صفیہ کو رنج نہ ہو یا میرے بعد یہ بات سنت نہ ہو جائے تو میں ان کو بغیر دفن کیے اسی طرح یہاں چھوڑ دوں تاکہ درندے اور

پرندے ان سے شکم پری کریں اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ کبھی مجھے قریش پر فتح عطا کی تو میں ان کے تیس مقتولوں کو ٹکڑے ٹکڑے کروں گا۔ مسلمانوں نے جب دیکھا کہ آپؐ کو آپؐ کے چچا کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا اس پر اس قدر رنج اور غصہ ہے انہوں نے عرض کیا کہ اگر ہمیں ابدالاباد تک کسی دن ان مشرکین پر فتح حاصل ہوئی تو ہم ان کے اس طرح ٹکڑے کردیں گے کہ آج تک کسی عرب نے کسی کے ساتھ نہ کیا ہو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ کے اسی ارشاد اور پھر صحابہؓ کے اس قول کے متعلق اللہ عزوجل نے قرآن میں **وَاِنْ عَاقَبْتُمْ بِمِثْلِ مَاعُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ** ○ آخر سورۃ تک نازل فرمایا (ترجمہ۔ اور اگر تم عذاب دو جیسا کہ تم کو عذاب دیا گیا (تو کرو) اور البتہ اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے **والوں** کے لیے بہتر ہے) اس وحی کی بنا پر رسولؐ اللہ نے مشرکین کو معاف کردیا یا خود صبر کرلیا اور مقتول کے جسم کو قطع و برید کرنے کی ممانعت کردی

حضرت صفیہؓ کا صبر و ایثار

حدیث ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ صفیہ بنت عبدالمطلب اپنے حقیقی بھائی حمزہؓ کو دیکھنے آئیں، رسولؐ اللہ نے ان کے بیٹے زبیر بن العوام سے کہا کہ تم ان کے پاس جاؤ اور لوٹا دو تاکہ جو کچھ ان کے بھائی کے ساتھ ہوا ہے وہ اسے دیکھنے نہ پائیں۔ زبیرؓ ان کے پاس گئے اور کہا اماں جان رسولؐ اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔ انہوں نے پوچھا کیوں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کے اعضاء کو قطع کیا گیا ہے اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے محض اس وجہ سے اگر مجھے ممانعت کی گئی ہے تو میں اس سے خوش نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ میں صبر و تحمل سے کام لوں گی۔ زبیرؓ نے رسولؐ اللہ سے آکر ان کا قول بیان کیا، آپؐ نے کہا اچھا ان کو جانے دو، وہ حمزہؓ کے پاس آئیں ان کو جب دیکھا ان پر رحمت بھیجی **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ** ○ کہا اور ان کے لیے طلب مغفرت کی۔ پھر رسول اللہ صلعم کے حکم سے وہ

دفن کردیے گئے

حضرت عبداللہ بن جحش کامثلہ

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن جحش کی اولاد میں سے بعض کا یہ دعویٰ ہے کہ عبداللہ بن جحش کے ساتھ بھی مشرکین نے وہی سلوک کیا جو حمزہؓ کے ساتھ کیا تھا البتہ ان کا کلیجہ نہیں نکالا ۔ یہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور حمزہؓ ان کے ماموں تھے ۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو بھی حمزہؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کردیا ۔ مگر ہم نے یہ بات ان کے خاندان کے علاوہ اور کہیں نہیں سنی ۔

حضرت حسیلؓ بن جابر اور حضرت ثابتؓ بن دحشؓ کی شہادت

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم احد روانہ ہوگئے حسیل بن جابر الیمان ابو حذیفہ بن الیمان اور ثابتؓ بن وحش بن رعوراء عورتوں اور بچوں کے ساتھ ایک گڑھی میں بٹھادیے گے تھے ۔ یہ دونوں نہایت سن رسیدہ بوڑھے تھے ۔ ایک نے دوسرے سے کہا اب کس کا انتظار ہے ہماری عمر بہت ہی کم رہ گئی ہے ہم صبح و شام کے یوں ہی مہمان ہیں کیوں نہ تلواریں سنبھال کر رسول اللہ صلعم سے جاملیں ‘شاید آپؐ کی معیت میں اللہ ہمیں شہادت سے متفخر کردے ۔ دونوں نے تلواریں اٹھائیں اور اپنے مقام سے چل کر اور لوگوں میں آکر شامل ہوگئے مگر کسی کو ان کے آنے کا علم نہ ہوا۔ ا ۔ ثابت بن وحش کو مشرکین نے شہید کردیا۔ حسیل بن جابر الیمان پر خود مسلمانوں کی ایک دم کئی تلواریں پڑیں جس سے وہ ہلاک ہوگئے ۔ مسلمان ان کو پہچانتے نہ تھے ‘ حذیفہ نے کہا یہ میرے باپ ہیں ۔ ان کا قتل مسلمانوں نے کیا کس بخدا ہم ان کو نہیں جانتے تھے اور واقعہ یہی تھا کہ وہ ان کو جانتے نہ تھے حذیفہ نے کہا اللہ تم کو معاف کردے گا اور وہ سب سے بڑھ کر مہربان ہے ۔ رسول اللہ صلعم نے چاہا کہ ان کی دیت دیں ‘ مگر حذیفہ نے اپنے باپ کے خون بہاکو

مسلمانوں پر تصدق کردیا ۔ جس سے ان کی شرافت اور نیکی رسولؐ اللہ کی نظر میں اور بڑھ گئی ۔

حاجب بن امیہ منافق

ابن اسحٰق عاصم بن عمر بن قتادہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں حاطب بن امیہ بن رافع ایک شخص تھا اور یزید بن حاطب ان کا بیٹا تھا جنگ احد میں وہ زخمی ہوا حالت نزع میں اسے لوگ اس کے گھر لائے ۔ تمام گھر والے جمع ہوگئے ۔ تمام مسلمان مرد اور عورتیں کہنے لگیں اے ابن حاطب تم کو جنت کی بشارت ہو اس پر اس کے باپ حاطب نے جس کی تمام عمر زمانہ جاہلیت میں بسر ہوچکی تھی اس وقت اپنا نفاق ظاہر کیا اور کہنے لگا کس چیز کی بشارت دیتے ہو ۔ کیا جنگلی روسہ کی جنت کی بشارت دیتے ہو ۔ بخدا تم نے اس لڑکے کو دھوکے میں ڈالا اور مجھے اس کی موت کا صدمہ دیا ۔

قزمان کی خودکشی

ہم میں ایک باہر والا بھی تھا ۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کس مقام کا باشندہ ہے قزمان اس کا نام تھا' جب رسولؐ اللہ کے سامنے اس کا ذکر آتا تو آپؐ فرماتے کہ وہ دوزخی ہے ۔ جنگ احد میں وہ نہایت ہی شجاعت اور بسالت سے لڑا ۔ اس نے آٹھ یا نو مشرکوں کو تہ تیغ کردیا یہ ایک زبردست اور بہادر آدمی تھا ۔ جب زخموں نے اسے بے کار کردیا لوگ اسے بنی ظفر کے مکان میں اٹھا لائے ۔ بعض مسلمان اس سے کہنے لگے قزمان آج تو تم نے خوب ہی داد مردانگی دی تم کو بشارت ہو اس نے کہا کس بات کی بشارت بخدا میں تو اپنی قومی روایات شجاعت کو برقرار رکھنے کے لیے اس طرح لڑا' اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں جنگ ہی میں شرکت نہ کرتا ۔ جب اس کے زخموں کی تکلیف زیادہ بڑھی اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور اس سے اس نے

اپنی نبضیں قطع کردیں ان سے بدن کا تمام خون بہہ گیا اور وہ مرگیا۔ رسول اللہ صلعم کو جب اس کی اطلاع دی گئی آپؐ نے فرمایا میں اعلان کرتا ہوں کہ میں واقعی اللہ کا رسول ہوں

مخریق یہودی

جنگ احد میں مخریق الیہودی مارا گیا۔ یہ بنو ثعلبہ بن النطیون سے تھا۔ جنگ احد کے دن اس نے یہودیوں سے کہا کہ محمدؐ کی نصرت ہم پر فرض ہے۔ یہودی کہنے لگے مگر آج سنیچر ہے اس نے کہا میں سنیچر کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ اس نے تلوار سنبھالی دوسری ضروریات جنگ ساتھ لیں اور کہا اگر میں مارا جاؤں تو میرا تمام مال محمدؐ کو دے دیا جائے وہ جس طرح چاہیں اسے کام میں لائیں۔ ان انتظامات سے فارغ ہوکر وہ رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ آپؐ کے ساتھ قریش سے لڑا اور مارا گیا۔ رسولؐ اللہ صلعم نے جہاں تک معلوم ہوا ہے فرمایا کہ مخریق یہود میں سب سے بہتر ہے۔

شہدا کی احد میں تدفین

مسلمانوں نے اپنے بعض مقتولین کو مدینہ لا کر دفن کردیا مگر پھر رسولؐ اللہ نے اس کی ممانعت کردی اور کہا جہاں وہ گرے ہیں وہیں ان کو دفن کرو

عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو کی تدفین

بنی سلمہ کے بعض شیوخ سے مروی ہے کہ اس روز جب آپؐ نے شہداء کے دفن کا حکم دیا فرمایا کہ عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو تلاش کرو وہ اس دنیا میں ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے اس لیے دونوں کو ایک ہی قبر میں رکھو

ترجمہ۔ میں اسی طرح شمشیر زنی کرتا رہا یہاں تک کہ میرے رب نے ان کی جماعت کو پراگندہ کردیا اور ہم نے ہر حلیم شخص کے دل کو دشمن کے قتل سے ٹھنڈا کردیا۔

شمشیر رسولؐ کا احترام

ابو دجانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ سے تلوار لی اور نہایت بہادری کے ساتھ دشمن سے لڑے۔ وہ خود کہتے تھے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بڑی شدت سے لوگوں کو جنگ کی ترغیب و تحریص دے رہا ہے اور ان کو جوش اور حمیت دلا رہا ہے میں اس کی طرف چلا اور جب میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو وہ رو پڑی۔ میں نے دیکھا کہ وہ عورت ہے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سلم کی تلوار کو اس سے بالا تر سمجھا کہ اس سے میں کسی عورت پر وار کروں۔ اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا۔

جابرؓ بن عبداللہ کی معذرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سنیچر کے دن مدینہ واپس آئے۔ اسی دن احد کی لڑائی ہوئی تھی۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ نصف شوال سنیچر کے دن احد کی لڑائی ہوئی۔ دوسرے دن ۱۶ شوال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مئوذن نے بذریعہ اعلان تمام لوگوں کو دشمن کے تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ نیز یہ کہا مگر کوئی ایسا شخص جو کل ہمارے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوا وہ آج بھی ساتھ نہ ہو۔ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس بارے میں گفتگو کی اور عرض کیا کہ میری سات بہنیں ہیں ' میرے باپ نے مجھے ان کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ اے بیٹے میرے اور تم دونوں کے لیے یہ زیبا نہیں کہ ہم ان سب عورتوں کو بلا حفاظت چھوڑ دیں کیوں یہاں ان کے ساتھ مرد نہیں ہے ' اور میں تم کو اپنے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں

شرکت کے لیے ترجیح نہیں دے سکتا' لہٰذا تم اپنی بہنوں کے پاس رہو' اس لیے مجھے مجبوراً" ان کے پاس ٹھہرجانا پڑا۔ اس وجہ سے رسولؐ اللہ نے ان کو ساتھ چلنے کی اجازت دے دی رسولؐ اللہ اس وقت دشمن کے تعاقب میں اسے مرعوب کرنے کے لیے برآمد ہوئے تھے آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ اسے معلوم ہوجائے کہ ہم اس کے تعاقب میں آرہے ہیں اور ہم میں اس کی قوت موجود ہے۔ اور جو نقصان جنگ میں ہم کو ہوا ہے اس نے ہم کو دشمن کے مقابلہ سے عاجز اور نکما نہیں کردیا۔

مسلمانوں کی مراجعت مدینہ

عائشہؓ بنت عثمان کے موٰلی ابوالسائب سے مروی ہے کہ بنوعبدالاشہل کے ایک شخص نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ جنگ احد میں شریک ہوا تھا دونوں زخمی ہوکر میدان کار زار سے آپؐ کے پاس آگئے۔ جب رسولؐ کے مئوذن نے دشمن کے تعاقب میں چلنے کا اعلان کیا۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ ہم سے کوئی غزوہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ترک ہوجائے مگر بخدا ہمارے پاس سواری بھی نہیں ہے اور ہم دونوں سخت زخمی بھی ہیں مگر باوجود اس کے ہم ساتھ چلے۔ میں اپنے بھائی کے مقام میں کم زخمی تھا اس لیے جب چلتے چلتے وہ رہ جاتا میں اس کو کچھ دور اٹھاکر لے جاتا اور کچھ دور وہ خود اپنے پاؤں چلتا۔ اسی طرح چلتے ہوئے ہم دونوں بھی اس مقام تک جاپہنچے جہاں اور مسلمان پہنچے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم احد سے چل کر حمراء الاسد تک آئے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے۔ یہاں آپؐ نے تین دن دو شنبہ' سہ شنبہ' اور چہار شنبہ قیام فرمایا پھر آپؐ مدینہ چلے آئے۔

معبد الخزاعی

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ اسی مقام پر قیام

کے اثناء میں معبد الخزاعی آپؐ کے پاس آیا۔ اس وقت تک بنو خزاعہ میں مسلمان اور مشرک دونوں تھے۔ مگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاص ہمراز تھے۔ ان کا آپؐ سے معاہدہ تھا اور حلیف تھے۔ اس لیے اپنی کسی بات کو وہ آپؐ سے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ معبد اب تک مشرک تھا اس نے آپؐ سے کہا کہ بخدا جو شکست آپؐ کو ہوئی اور جس قدر آپؐ کے ساتھی مارے گئے اس سے ہمیں رنج ہے اور یہ بات ہم پر شاق ہے ہم دل سے چاہتے تھے کہ اللہ آپؐ کو ان پر غلبہ دیتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس سے حمرالاسود سے چلا گیا اور روحاء میں ابو سفیان بن حرب سے ملا قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کی طرف پلٹ آنے کے لیے تیار تھے ان کا خیال تھا کہ اگرچہ ہم نے مسلمانوں کے دلاور سرداروں اور اشراف کو قتل کردیا مگر قبل اس کے کہ ہم ان کا سرے سے استیصال کریں وہ مقابلہ سے پسپا ہوگئے۔ لہٰذا ہم اب ان بقایا پر دوبارہ حملہ کرتے ہیں اور ان کا بالکل خاتمہ کرتے ہیں۔

عبدالخزاعی اور ابو سفیان

ابو سفیان نے معبد کو دیکھا پوچھا کیا خبر ہے۔ اس نے کہا محمدؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ایسی زبردست جمعیت کے ساتھ جو میں نے کبھی نہیں دیکھی تمہارے تعاقب میں آرہے ہیں وہ تم پر دانت پیس رہے ہیں۔ جو لوگ تمہاری لڑائی میں ان کے ساتھ نہ ہوسکے تھے، اب وہ سب ان کے پاس آگئے ہیں۔ ان کو اپنے کئے کی سخت ندامت ہے اور تمہارے خلاف ان میں اتنے شدید عداوت اور انتقام کے جذبات موجزن ہیں کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ ابو سفیان نے کہا کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم یہاں سے کوچ بھی نہ کرنے پاؤ گے کہ تم کو خود گھوڑوں کی پیشانیاں نظر آجائیں گی۔ ابو سفیان نے کہا مگر ہم تو قطعی اس بات کا تہیہ کرچکے ہیں کہ ان پر دوبارہ حملہ کرکے ان کے بقیہ کا بالکل قلع قمع کر ڈالیں۔ معبد نے کہا مگر اب بھی تم کو اس ارادے سے روکتا ہوں جو کچھ میں نے خود دیکھا ہے اس سے میں

اس قدر متاثر ہوا کہ میں نے چند شعر بھی کہے ہیں ابو سفیان نے کہا کہ وہ کیا شعر کہے ہیں ۔ معبد نے اپنے اشعار سنائے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے صحابہ کی شجاعت اور بسالت کو بیان کیا گیا تھا۔ ان اشعار کو سن کر ابو سفیان اور اس کی جماعت نے اپنا رخ پھیر دیا۔

ابو سفیان کا پیغام

اثنائے راہ میں عبدالقیس کا ایک قافلہ پاس سے گزرا ابو سفیان نے کہا' میں تم کو ایک پیغام دیتا ہوں وہ تم محمدؐ کو پہنچا دینا اور اس کے صلہ میں آئندہ جب تم عکاظ کے بازار میں آؤ گے میں تمہارے ان اونٹوں کو چھوہاروں سے لدوا دوں گا۔ انہوں نے کہا اچھا۔ ابو سفیان نے کہا جب تم محمدؐ کے پاس پہنچو تو کہہ دینا کہ ہم تمہارے بقیہ کا استیصال کرنے کے لیے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے مقابلہ پر آنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ جب یہ قافلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آیا۔ جواب تک حمراء الاسد میں مقیم تھے۔ انہوں نے آپؐ سے ابو سفیان کا قول بیان کیا۔ آپ نے اور صحابہؓ نے سن کر کہا ہماری لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر وکیل ہے۔

معاویہ بن المغیرہ اور ابو غزہ

ابو جعفر نے کہا ہے کہ تیسرے دن کے بعد آپؐ مدینہ واپس چلے گئے۔ بعض موٴرخوں نے بیان کیا ہے کہ جب اس مرتبہ آپؐ حمراء الاسد جا رہے تھے اثناء راہ میں معاویہ بن المغیرہ بن ابی عاص اور ابو غزہ الجمحی آپؐ کے ہاتھ لگ گئے حمراء الاسد جاتے ہوئے آپؐ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اس سہ ۳ ھ ہجری کے نصف رمضان میں حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ پیدا ہوئے اور اسی سال فاطمہؑ کو حسینؑ کا حمل ٹھہرا بیان کیا گیا ہے کہ حسنؑ کی ولادت اور حسینؑ کے استقرار ل میں پچاس راتوں کا وقفہ ہوا نیز اس سال ماہ شوال میں جمیلہ بنت عبداللہ ابی راللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کا استقرار حمل ہوا۔

غزوہ رجیع

شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ عضل اور دیش کے قبیلہ کے ایک گروہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہؐ کچھ لوگوں کو ہمارے ساتھ بھیجئے جو ہم کو قرآن و معالم دین کی تعلیم دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مرثد بن ابی مرثد عنوی خالد بن بکیر، عاصم بن ثابت، حبیب بن عدی، زید بن ثنہ اور عبداللہ بن طارق کو ان کے ساتھ بھیجا اور مرثد کو ان کا سردار بنایا۔ جب وہ لوگ رجیع میں پہنچے جو قبیلہ ہذیل کا ایک چشمہ تھا۔ ان کا ایک گروہ جن کو بنی لحیان کہتے تھے آیا اور تمام مسلمانوں کو شہید کر گیا۔ چونکہ سلافہ دختر سعد کے دو لڑکوں کو عاصم نے جنگ احد میں قتل کیا تھا اس لئے اس ملعونہ نے نذر کیا تھا کہ عاصم کے کاسۂ سر میں شراب پیئے گی۔ جب عاصم کو ان لوگوں نے شہید کر دیا تو چاہا کہ ان کے سر کو اس ملعونہ کے ہاتھ بیچ دیں تو بحکم خدا بے شمار بھیڑیں ان کے سر کے گرد جمع ہو گئیں اور جو شخص ان کے سر کے قریب آتا اس کو ڈنگ مارتیں اس لئے وہ لوگ ان کا سر جدا نہ کر سکے۔ لوگوں نے کہا چھوڑ دو رات کے وقت جب بھڑیں دور ہو جائیں گی تو سر کاٹ لیں گے جب رات آئی تو بحکم خدا ایک سیل آئی اور عاصم کو بہا لے گئی کہ ان کا لوگوں کو پتہ بھی نہ چلا۔ بیان کرتے ہیں کہ عاصم نے قسم کھائی تھی کہ ان کا جسم ہرگز کسی کافر کے جسم سے مس نہ ہونے پائے گا لہٰذا خدا نے مرنے کے بعد بھی ان کے بدن کو کسی کافر سے مس نہ ہونے دیا۔ بعض معتبر روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے حبیب اور زید کو قید کر لیا اور ان کے ہمراہیوں کو قتل کر دیا اور ان کو مکہ لے جا کر قریش کے کافروں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ روایت ہے کہ حبیب کو حارث کی ایک لڑکی کے سپرد کر دیا تھا۔ وہ کہتی ہے کہ میں نے حبیب سے بہتر کسی مرد کو نہیں دیکھا تھا۔ ایک دن میرا ایک لڑکا جو گھٹنوں چلنے لگا تھا ان کی گود میں بیٹھا تھا اور حبیب چاقو ہاتھ میں لیئے ہوئے تھے۔ میں ڈری حبیب نے کہا تم کو یہ خوف ہے کہ میں اس بچہ کو مار ڈالوں گا۔ خدا کی قسم ہرگز نہیں مکرو فریب ہمارا طریقہ نہیں ہے۔ دوسرے روز میں نے دیکھا کہ لوگوں نے ان کو زنجیر میں اس طرح کس دیا تھا کہ وہ حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ اور ان کے ہاتھ میں انگور کا ایک خوشہ تھا

حالانکہ وہ انگور کی فصل نہ تھی۔ میں نے پوچھا یہ کہاں سے تم کو ملا؟ وہ بولے میرے خدا نے بھیجا ہے۔ غرض ان کو حرم سے باہر لائے تاکہ قتل کریں۔ انہوں نے کہا مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ نماز کے بعد انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور قریش پر نفرین کی اور چند شعر خدا کی خوشنودی اور راہ خدا میں رضا و رغبت کے ساتھ قتل ہونے کے اظہار میں پڑھے۔ لوگوں نے ان کو زندہ دار پر کھینچ دیا۔ اس وقت وہ بولے خدا وندا کوئی میرے قریب نہیں جس سے کہوں کہ میرا سلام تیرے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہنچائے خدا وندا تو ان کو میرا سلام پہنچا دینا۔ غرض ابو عقبہ ابن ہارث نے ان کو شہید کر دیا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا تو آپؐ نے زبیر اور مقداد کو بھیجا کہ ان کو دار سے اتار لائیں۔ جب وہ لوگ مکہ پہنچے دیکھا چالیس مشرکین ان کے گرد خوب شراب پی کر سوئے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے ان کو دار پر سے اتارا۔ ان کا جسم خشک نہ ہوا تھا۔ وہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے ہاتھ ہٹایا تو زخم سے خون جاری ہو گیا جس کا رنگ تو خون کا تھا اور اس کی بو مشک کی تھی۔ کفار قریش کو معلوم ہوا تو وہ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے ان لوگوں نے ان کی لاش زمین پر رکھ دی تاکہ مشرکین سے جنگ کریں' زمین نے ان کی لاش اپنے اندر چھپا لی اور زبیر و مقداد واپس آئے۔ حیات القلوب جلد ۳ ص ۵۹۵ سطر ۴ غزوہ معونہ

غزوہ حمرۃ الاسد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر یہ خیال فرمایا کہ قریش اپنے زعم میں شاید مدینہ پر حملہ کا قصد کریں اس لئے آپؐ نے پہنچتے ہی انہیں واپس شدہ انصار و مہاجرین کو پھر کوچ کا حکم دیا جناب علی مرتضٰی علیہ السلام بھی حد سے سوا زخمی تھے مگر تاہم ان کی ہمت اور شجاعت میں فرق نہیں آیا تھا اسلامی فوج کے علمدار بن کر لشکر اسلام کے ہمراہ حمرۃ الاسد تک آپ تشریف لے گئے یہ مقام مدینہ سے چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے قریش تو احد کے میدان ہی سے مکہ کا احرام باندھ چکے تھے اب وہ رستے میں دم لیتے تو کیسے وہ ایسی تیزی سے مکہ چلے کہ پھر مدینہ کی طرف پھر کر بھی نہ دیکھا مگر اتفاق

سے ابو عزہ عرب کا مشہور شاعر جس کی خوش بیانی نے اسی جنگ میں ابو سفیان کو قبائل عرب سے مدد دلوائی تھی قافلہ سے پیچھے رہ گیا فوج اسلام نے اسے گرفتار کر لیا مغیرہ ابن شعبہ کا بھی ایسا ہی حال ہوا ان دونوں کی گرفتاری کو غنیمت سمجھ کر لشکر اسلام مدینہ واپس آیا۔

غزوہ حمراء الاسد

شیخ طبرسی نے ابان بن عثمان سے اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں اور نعمانی نے اپنی تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش واپس ہوئے تو اپنی ناکام واپسی پر پشیمان ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ واپس چلو اور مدینہ کو غارت کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا تو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے باوجود ان زخموں کے جو آپؑ کے جسم اطہر میں تھے عرض" کی میں جاتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا جاؤ اور دیکھو اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی کھینچتے ہوں تو سمجھنا کہ مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر ایسا ہو تو بخدا میں ان کے لیے بد دعا کروں گا کہ بہت جلد ان پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اور اگر وہ اونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑے خالی ہوں تو وہ مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ غرض جناب امیرؑ ان کے تعاقب میں گئے اور دیکھ کر خبر لائے کہ وہ اونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑے خالی کھینچتے جا رہے ہیں تو حضرتؐ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مدینہ پہنچے تو جبریلؑ نے آکر کہا یا رسول اللہ خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ ان کا تعاقب کیجئے اور آپؐ کے ساتھ وہی لوگ ہوں جو زخمی ہوں۔ یہ حکم ملتے آنحضرتؐ نے منادی کرائی کہ اے گروہ مہاجرین و انصار تم میں جو لوگ زخمی ہیں وہ میرے ساتھ آئیں اور وہ لوگ جن کو کوئی زخم نہیں لگا ہے وہ مدینہ میں رہیں۔ ادھر زخمی صحابہ اپنی مرہم پٹی میں مشغول تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَ تَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ (پ۵ سورۃ النساء آیت ۱۰۴)۔

ترجمہ۔ کافروں کی تلاش اور ان کے ساتھ جنگ میں سستی مت کرو اور کمزوری مت

ظاہر کرو اگرچہ تم زخم کھائے ہوئے اور تھکے ہوئے ہو۔ تم کو زخم آئے ہیں اور غم میں مبتلا ہو تو کفار قریش بھی زخمی اور غم سے بھرے ہوئے ہیں جیسا کہ تم مبتلائے رنج و غم ہو۔ لیکن تم کو خدا سے ثواب کی امید ہے اور ان کو کوئی امید نہیں۔ خدا کا یہ فرمان سن کر صحابہ باوجود تکلیف اور زخم کے مشرکین کے تعاقب میں مدینہ سے نکلے امیرالمومنینؑ نے علم بلند کیا اور ان کے آگے آگے چلے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ حمراء الاسد تک پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل دور تھا قریش روحا میں ٹھہرے تھے۔ عکرمہ پسر ابو جہلؑ حارث بن ہشام' عمرو بن عاص اور خالد بن ولید کی رائے تھی کہ مدینہ پر حملہ کر دیں کیونکہ ان کے سربرآوردہ لوگوں کو ہم قتل کر چکے ہیں۔ اور سب سے زیادہ بہادر حمزہ کو ہلاک کر چکے ہیں۔ اب چل کر ان کے مال و متاع کو لوٹ لیں اور ان کی عورتوں اور لڑکیوں کو اپنی آغوش میں لیں۔ اسی اثناء میں ایک شخص ان کی طرف سے گزرا جو مدینہ سے مکہ جا رہا تھا۔ ان لوگوں نے اس سے آنحضرتؐ کا حال دریافت کیا اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے اصحاب کو میں نے حمراء الاسد میں چھوڑا ہے جو تمہارے تعاقب میں آ رہے ہیں۔ اور نہایت سختی اور تیزی سے چل رہے ہیں اور عنقریب علی بن ابی طالب مقدمہ لشکر کے ساتھ پہنچنے والے ہیں۔ ابو سفیان نے کہا یہ واپس ہونا نامردی اور بغاوت ہے اور جو گروہ کہ بغاوت کرتا ہے رستگاری اور نجات نہیں پاتا۔ اب جبکہ ہم کو فتح حاصل ہوئی ہے۔ اگر ہم واپس چلے جائیں گے تو مغلوب ہو جائیں گے۔ پھر نعیم بن مسعود اشجعی ان کی طرف سے گذرا۔ ابو سفیان نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو؟ کہا اپنے اہل و عیال کے لیے غلہ وغیرہ خریدنے مدینہ جا رہا ہوں۔ ابو سفیان نے کہا اگر حمراء الاسد کے راستہ سے جاؤ اور محمدؐ اور ان کے اصحاب سے ملاقات ہو تو ان کو بتا دینا کہ قبائل عرب کے سردار اور ان کے ہمراہی ہماری مدد کے لیے جمع ہو گئے ہیں اور ان کو خوب ڈرا دینا تاکہ وہ مدینہ واپس چلے جائیں۔ میں تم کو دس اونٹ خرما اور منقہ دیتا ہوں۔ نعیم نے منظور کر لیا اور دوسرے روز حمراء الاسد پہنچا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا قریش کے تعاقب میں اس نے کہا واپس جاؤ کیونکہ قریش کے ہم سوگند تمام قبیلے جو جنگ احد میں نہیں آئے تھے ان کے ساتھ آ کر جمع ہو گئے ہیں۔ اور عنقریب ان کا مقدمہ جیش آنا چاہتا ہے۔ تم

لوگوں کو ان سے مقابلہ کی تاب و طاقت نہیں ہے۔ مسلمانوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل ہم ان کی پروا نہیں کرتے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے رسولؐ اللہ اب آپؐ واپس جایئے کیونکہ خدا نے کفار قریش کے دلوں میں آپ کا رعب اور خوف ڈال دیا ہے اور وہ مکہ واپس چلے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جمعہ کو مدینہ واپس آئے اور خدا نے یہ آیتیں نازل کیں اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْم (پ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۷۲) جن لوگوں نے خدا اور رسولؐ کے حکم کو قبول کیا۔ بعد اس کے کہ ان کو جنگ میں زخم آئے تھے اور ان لوگوں کے لیے جنہوں نے پرہیز گاری اختیار کی اجر عظیم ہے۔ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ (پ۴ سورہ مذکور آیت ۱۷۳) وہ لوگ یعنی نعیم بن مسعود جن سے لوگوں نے یعنی ابو سفیان نے کہا کہ تمہارے ساتھ جنگ کے لیے لشکر جمع ہوا ہے تو ان سے ڈرو تو یہ بات ان کے ایمان کی زیادتی کا سبب ہوئی اور وہ بولے کہ ہمارے لیے خدا کافی ہے اور وہ ہمارا کیا اچھا مددگار ہے۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْھُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ ذُوْالْفَضْلِ عَظِیْم (پ۴ سورہ مذکور آیت ۱۷۴) تو وہ لوگ خدا کی نعمت اور اس کے فضل کے ساتھ واپسؐ ہوئے اور ان کو کوئی تکلیف اور اذیت نہیں پہنچی انہوں نے خدا کی خوشنودی پیش نظر رکھی اور خدا بڑا فضل والا ہے۔ احادیث معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص کسی دشمن سے کہے حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیل تو اس کے دشمن سے کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ جب ان لوگوں نے یہ بات کہی تو خدا کی نعمت اور اس کے فضل کے ساتھ امن و امان سے واپس ہو گئے۔

شیخ طبرسی نے ابان بن عثمان سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگ حمراء الاسد کو گئے' ایک فاسقہ عورت جس کو عصما کہتے تھے جو بنی حطمہ سے تھی اور وہ اوس و خزرج کی مجلسوں میں جایا کرتی تھی ان جلسوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مذمت میں اشعار پڑھا کرتی تھی اور لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جنگ کی ترغیب دیا کرتی تھی اس وقت بنی حطمہ میں ایک شخص عمیر بن عدی

کے سوا کوئی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ جب حضرت واپس مدینہ چلے گئے تو عمیر نے دوسرے روز صبح کو اس عورت کو قتل کر دیا اور حضرتؐ کی خدمت میں واپس چلے آئے اور عرض کی میں نے عصما کو قتل کر دیا اس لیئے کہ آپ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ حضرتؐ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ وہ مرد ہے جو غائبانہ خدا و رسول کی نصرت کیا کرتا ہے اس عورت کا خون پامال ہے کسی کو اس کا دعویٰ نہ ہوگا۔ عمیر کہتے ہیں کہ جب میں نے واپس جا کر دیکھا تو اس کے لڑکے اس کو دفن کر رہے تھے اور کسی نے مجھ سے اس کے قتل پر کوئی بات نہیں کہی۔

ابن ابی الحدید اور ابن اثیر نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غزوہ حمراء الاسد سے واپس ہوئے راستے میں معاویہ بن مغیرہ' ابن ابی العاص اور ابو عزہ جمحی کو گرفتار کیا جو لشکر کفار سے جاسوسی کے لیے آئے تھے حضرتؐ کے حکم سے ابو عزہ کی گردن مار دی گئی جیسا کہ گذر چکا۔ معاویہ مذکور نے جناب حمزہؑ کی ناک اور بعض اعضائے جسم کاٹے تھے وہ راستہ بھول گیا تھا۔ جناب عثمان کے گھر صبح کو پناہ لینے پہنچا۔ انہوں نے دیکھا تو کہا تو نے تو مجھے بھی اور اپنے تئیں بھی ہلاک کیا اس نے کہا تم میرے خاندان میں میرے سب سے قریب کے رشتہ دار ہو اس لیے آیا ہوں کہ تم میرے واسطے امان طلب کرو۔ جناب عثمان نے اس کو اپنے گھر میں چھپا دیا اور حضرتؐ کے پاس آئے تاکہ معلوم کریں کہ اس کے بارے میں کیا تذکرہ ہو رہا ہے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت کو کہتے ہوئے سنا کہ معاویہ مدینہ میں ہے اس کو تلاش کرو۔ ایک صحابی نے کہا وہ عثمان کے گھر میں ہے۔ لوگ ان کے گھر پہنچے' ام کلثوم ربیبہ سرور کائنات نے بتا دیا کہ وہ فلاں مقام پر چھپا ہوا ہے۔ لوگوں نے اس کو باہر نکالا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا۔ جب عثمان نے دیکھا کہ اس کو لوگ پکڑ لائے تو حضرت سے عرض کی خدا کی قسم میں اسی لیے حاضر ہوا ہوں کہ حضرت اس کے واسطے امان طلب کروں۔ یا حضرت اسے مجھ کو بخش دیجئے۔ حضرت نے فرمایا اچھا میں نے اسے تم کو بخش تو دیا مگر تین دن کے بعد وہ مدینہ یا اس کے قرب و جوار میں کہیں نہ دکھائی دے۔ اگر کوئی اس کو دیکھے تو قتل کر دے۔ عثمان نے جلد جلد اس کے لیے سفر کا اہتمام کیا اور ایک اونٹ خرید کر اس کو دیا اور روانہ کر دیا اور آنحضرتؐ غزوہ حمراء الاسد کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور معاویہ تین روز

تک مدینہ میں مقیم رہا تاکہ حضرتؑ کے حالات سے مشرکین کو آگاہ کرے چوتھے روز حضرتؑ نے فرمایا کون ہے جو معاویہ کو تلاش کر کے میرے پاس حاضر کرے۔ یہ سن کر زید بن حارثہ اور عمار یاسر نے اس کو تلاش کرنا شروع کیا۔ چونکہ وہ راستہ بھول گیا تھا اور ابھی مدینہ کے قریب ہی تھا' اس لئے زید نے اس کو ایک تلوار ماری۔ عمار نے کہا میرا بھی حق ہے اور ایک تیر اس کو مارا اور اس کو قتل کر دیا اور اس کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دی۔

سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنینؑ جنگ احد سے واپس ہوئے آپؑ کے جسم اقدس پر اسی زخم آئے تھے جس میں بتیاں بھری جاتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کی عیادت کو آئے جناب امیرؑ ایک کھال پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے ان کو دیکھا تو رونے لگے اور فرمایا جو شخص راہ خدا میں ایسی تکلیف اٹھاتا ہے خدا پر لازم ہے کہ اس کو بے انتہا ثواب کرامت فرمائے۔ یہ سن کر جناب امیرؑ بھی روئے اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں نے آپؐ کی طرف سے منہ نہیں موڑا اور نہ بھاگا لیکن غم یہ ہے کہ کاش شہادت حاصل ہوتی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا انشاء اللہ تم کو شہادت بھی نصیب ہوگی۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ ابوسفیان نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے اور دھمکی دی ہے اور کہلایا ہے کہ ہمارا اور تمہارا مقابلہ حمراء الاسد میں ہوگا جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں میں حاضر ہوں اور سب سے پہلے اس جنگ کے لئے تیار ہوں اگرچہ (تکلیف و ناتوانی کے سبب) لوگ میرا ہاتھ پکڑ کے لے چلیں۔ اس وقت خداوند عالم نے امیر المومنینؑ کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ (پ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۴۶) یعنی (مسلمانو) ایسے بہت سے پیغمبرؑ گزرے ہیں جن کے ساتھ بہتیرے اللہ والوں نے جہاد کیا اور ان پر خدا کی راہ میں جو مصیبت پڑی تو نہ انہوں نے ہمت ہاری اور نہ بزدلی دکھائی اور نہ (دشمن کے سامنے) گڑگڑائے۔ اور خدا تو ثابت قدم رہنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ حیات القلوب جلد ۳ ص ۵۹۱ سطر ۴

ارباب سیرت و تاریخ نے یوں روایت کی ہے جب مشرکین مکہ کو لوٹ گئے' اپنے واپس چلے آنے پر پشیمان ہوئے اور کہا ہم نے تکلیف اٹھائی' لشکر جمع کیا اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بہت سے بڑے بڑے ساتھیوں کو قتل کیا' کام ختم کیے بغیر ہم واپس جا رہے ہیں۔ ہمارا یہ کام تقاضائے عقل کے خلاف تھا۔ ہمیں چاہیے تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکنے کے بعد واپس آتے۔ القصہ آپس میں مشورہ کے بعد طے کیا پھر مدینہ کی طرف جائیں۔ اس مرتبہ انہوں نے مسلمانوں کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر دینے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اس بات پر پورے طور پر ابھارنے والا عکرمہ بن ابوجہل تھا جو مدینہ کی طرف لوٹنے پر بہت مبالغہ اور اصرار کر رہا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ اس سے پہلے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے ساتھی قوت حاصل کریں ہمیں ان کی مہم کو جلد ختم کر دینا چاہیئے۔ صفوان بن امیہ نے کہا یہ اچھی رائے ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے ساتھی اس مصیبت کی وجہ سے جو انہیں پہنچی ہے اور وہ اب تمہاری طرف سے غیض و غضب میں اور تم سے بدلے لینے کی تاک میں ہیں۔ قبیلہ اوس و خزرج جو جنگ سے پیچھے رہ گئے ہیں کہ ساتھ نکل کھڑے ہوں اور تمام تمہارے ساتھ جنگ و مقاتلہ پر کمربستہ ہو جائیں اور یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ جنگ و قتال میں سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے ہو سکتا ہے کہ مغلوبیت کے بعد وہ غالب آ جائیں اور معاملہ بر عکس ہو جائے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مشرکین کے لوٹنے کے عزم کی خبر سنی تو دشمنوں پر رعب اور خوف طاری کرنے کا ارادہ فرمایا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں میں ان کے مقابلہ اور جنگ کی طاقت ہے۔ یک شنبہ کے روز جو غزوہ احد سے دوسرا دن تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ منادی کر دے کہ خداتعالیٰ کا فرمان ہے کہ دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے جلد نکلو' اور غزوہ احد کے شرکاء کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہمارے ساتھ باہر نکلے۔ اوس و خزرج کے اکابرین نے جب فرمان الٰہی سنا' جان و دل سے فرمانبرداری کے لیے کمربستہ ہو گئے' اگرچہ انہیں کئی زخم آئے تھے مگر اپنے زخموں پر پٹیاں باندھ کر

سلطان انس و جاں کے حکم میں کسی اعتبار سے سستی کو روانہ رکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہتھیار پہن کر سر راہ قیام فرمایا یہاں تک کہ مسلمانوں کا تمام لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مل گیا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے حامیان اسلام اور فرمانبرداران فرمان سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ پیغام بھیجا' اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا جابر بن عبداللہ جو اپنے والد کے بچوں کی نگرانی کے عذر کی وجہ غزوہ احد میں شریک نہیں ہو سکا تھا' نے عرض کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپؐ مجھے اس غزوہ میں شرکت کی اجازت فرما دیں تاکہ میں آپؐ کے ساتھ رہوں' آپؐ نے اسے اجازت فرما دی' دوسرے کسی شخص کو اجازت نہ فرمائی۔ ابن ام کلثوم کو مدینہ میں خلیفہ بنایا اور جھنڈا علی بن ابی طالب علیہ السلام اور مدینہ سے باہر نکلے اور جمرۃ الاسد کے مقام پر پہنچے اور وہاں رات گزاری' پانچسو جگھوں پر آگ جلائی۔ معبد بن ابی معبد خزاعی جو ابھی تک دولت اسلام سے مشرف نہیں ہوا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت رکھتا تھا کیونکہ قبیلہ بنی خزاعہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معاہدہ تھا اور دور جاہلیت اور اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حمایت کے سایہ میں رہتے تھے' ان دنوں مکہ جا رہا تھا' جمرۃ الاسد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مل کر آپؐ کے ساتھیوں کی تعزیت کر کے اپنے مقصد کے لیے روانہ ہو گیا۔ ابو سفیان اور دوسرے مشرکین سے ملا' ابوسفیان نے اس سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق تمہارے پاس کیا خبر ہے ؟ معبد نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بہت بڑا لشکر اور جم غفیر کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے ہوئے ہیں۔ میں نے انہیں جمرۃ الاسد میں چھوڑا ہے۔ کفار نے کہا' یہ کیسی خبر ہے جو تو بتا رہا ہے؟ معبد نے کہا خدا کی قسم میں سچ کہتا ہوں' اور میرا خیال ہے کہ اس سے پہلے اس منزل سے کوچ کریں ان کے گھوڑوں کی پیشانیاں تم دیکھ لو گے' صفوان نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے جس چیز کا خوف تھا وہ ظاہر ہو گئی۔ اب میرے نزدیک بہترین صورت یہی ہے کہ ہم اس جگہ سے کوچ کر جائیں' ایسا نہ ہو کہ غالب ہونے کے بعد مغلوب ہو جائیں۔ مخالفین کے دل میں اس طرح بہت خوف بیٹھ گیا اور جس قدر جلد ممکن ہو سکا مکہ کی طرف کوچ کر گئے معبد نے اس وقت آنحضرت صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں ایک قاصد بھیجا اور صورت حال سے آگاہ کیا' بیان کرتے ہیں کہ ابو سفیان نے راستہ میں ایک جماعت کو مدینہ جاتے ہوئے دیکھا' ان سے درخواست کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک یہ بات پہنچا دیں کہ ابو سفیان کہتا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ اور تمہارے استیصال کی خاطر پھر تمہاری طرف متوجہ ہوں گے۔ اس قوم نے جمرۃ الاسد میں ابو سفیان کا پیغام مسلمانوں کو پہنچا دیا۔ مسلمانوں نے پیغام کو سن کر کہا۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل چنانچہ آیہ کریمہ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل اس حال کی موید اور اس گفتگو کی موکد ہے۔ منقول ہے کہ جمرۃ الاسد میں مسلمانوں نے دو مخالفین کو پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا' ان میں سے ایک ابو غزہ شاعر تھا جو اسیران بدر میں سے تھا' اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس شرط پر آزاد فرمایا تھا کہ وہ دوبارہ مسلمانوں کے مقابلہ میں نہیں آئے گا۔ عہد شکنی کی وجہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے قتل کرنے کا حکم فرمایا۔ اگرچہ اس نے بہت تضرع و زاری کی کہ دوبارہ مجھ پر احسان کریں۔ اور آزاد کر دیں' آپؐ نے قبول نہ فرمایا اور گوہر افشاں زبان سے نکلا لا یلدغ المومن من حجر واحد مرتین یعنی مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا' ابو غزہ کے جواب میں فرمایا تم مکہ میں جاؤ گے اور حجر میں بیٹھ کر داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہو گے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو میں نے دو مرتبہ دھوکا دیا۔ پھر عاصم بن ثابتؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم کے مطابق اس کی گردن اڑا دی۔ دوسرا معاویہ بن مغیرہ تھا۔ حضرت عثمان نے اس کی سفارش کی' آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے امان دے دی' بشرطیکہ تین دن سے زیادہ مدینہ میں قیام نہ کرے۔ تین روز کے بعد جس شخص کو بھی یہ مدینہ میں مل جائے وہ اسے قتل کر دے۔ تقدیر خداوندی سے معاویہ بن مغیرہ تین روز گزر گئے اور وہ مدینہ میں ہی رہا چوتھے روز جان کے خوف سے وہ ایک گوشے میں چھپ گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عمارہ بن حارثؓ کو بھیجا' اس نے معاویہ بن مغیرہ کو اس گوشہ سے نکالا اور قتل کر دیا۔ معارج النبوت جلد ۳ ص ۱۸۵ سطر ۱۲

تاریخ طبری

عضل اور قارہ کی بد عہدی: ۴ھ میں غزوۃ الرجیع کا واقعہ ہوا۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ احد کے بعد عضل اور قارہ کی ایک جماعت رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے عرض کیا کہ ہم میں اسلام اور دین داری ہے۔ آپؐ صحابہؓ میں سے کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیج دیجئے تاکہ وہ ہمیں اصول دین سمجھائیں۔ قرآن پڑھائیں اور قوانین شرع بتائیں آپؐ نے اپنے چھ صحابہ مرثد بن ابی مرثد الغنوی' حمزہؓ بن عبدالمطلب کے حلیف خالد بن ا لبکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف' بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بی ابی الا قلح' بنو جحیا بن کلفہ بن عمرو بن عوف کے خبیبؓ بن عدی بنو بیاضد بن عامر کے زیدؓ بن الا ا شتہ اور خاندان بلی کے عبداللہ بن طارق کو جو بنی ظفر کے حلیف تھے اس کام کے لیے ان کے ساتھ بھیجا۔ مرثد بن طارق کو جو بنی ظفر کے حلیف تھے اس کام کے لیے ان کے ساتھ بھیجا۔ مرثد بن ابی مرثد کو اس جماعت کا امیر مقرر فرمایا' یہ جماعت اس وفد کے ساتھ چلی' جب یہ رجیع آئے جو بنو ہذیل کا حجاز میں ھدۃ کے اتار پر ایک چشمہ ہے ان لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ بد عہدی کی اور ہذیل کو للکارا کہ ان کو سنبھالو مسلمان ابھی اپنی سواریوں ہی میں تھے کہ بہت سے لوگوں نے جو تلواروں سے مسلح تھے ہر طرف سے ان کو گھیرا۔ مسلمانوں نے بھی ان سے مقابلہ کے لیے تلواریں سنبھالیں مگر حملہ آوروں نے ان سے کہا بخدا ہم تم کو مارنا نہیں چاہتے بلکہ اہل مکہ کے ہاتھ تم کو بیچ کر کچھ کمانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے ہم خدا کے سامنے تم سے عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اس کے سوا اور کچھ نہ کریں گے۔

تین صحابہ کی شہادت: مرثد بن ابی مرثد' خالد بن ا لبکیر اور عاصم بن ثابت بن الا قلح نے تو کہہ دیا کہ ہم کسی مشرک کا عہد و پیمان بھی قبول نہیں کریں گے' وہ دشمنوں سے لڑے اور مشرکین نے ان تینوں کو شہید کر دیا۔ زیدؓ بن الا شتہ' خبیبؓ بن عدی اور عبداللہ بن طارق البتہ نرم پڑ گئے انہوں نے زندگی کو ترجیح دی اس لیے انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے ان کو قید کر دیا اور پھر ان کو بیچنے کے لیے مکہ چلے۔ جب ظہران پہنچے عبداللہ بن طارق نے اس ڈوری سے جس سے ان کے ہاتھ بندھے

تھے اپنا ہاتھ نکال لیا اور پھر اپنی تلوار نکالی مگر حریف ان سے دور جا ہٹا اور انہوں نے پتھروں سے ان کا کام تمام کر دیا۔ خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن الا ثنتہ کو لے کر وہ مکہ آئے اور دونوں کو فروخت کر دیا۔ خبیبؓ کو حجیر بن ابی اہاب ا لتمیمی بنو نوفل کے حلیف نے عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل کے لیے خرید لیا یہ حجیر' حارث بن عامر کا اخیافی بھائی تھا۔ خبیبؓ کو اس نے اس لیے خریدا تھا کہ عقبہ اسے اپنے باپ کے عوض میں قتل کر ڈالے۔ زیدؓ بن الا ثنتہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے میں قتل کرنے کے لیے خرید لیا۔

حضرت عاصمؓ کی لاش کی حفاظت : عاصم رضی اللہ عنہ بن ثابت کے قتل ہو جانے کے بعد ہذیل کا ارادہ تھا کہ ان کے سر کو سلافہ بنت سعد بن شہید کے ہاتھ فروخت کر دے کیونکہ جب اس کا بیٹا احد میں مارا گیا اس نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر کبھی عاصم کا سر اس کو مل گیا تو وہ اس کاسہ سر میں شراب پیئے گی مگر شہد کی مکھیوں نے ہذیل کو اس ارادہ سے روکا اور وہ ان کے اور عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش کے درمیان میں حائل ہو گئیں۔ ہذیل نے کہا اچھا اس وقت اسے یوں ہی شام تک چھوڑ دو جب یہ چلی جائیں گی ہم پھر آ کر اس کے سر کو کاٹ لیں گے مگر خدا کی قدرت یہ ہوئی کہ اس وادی میں ایسا سیلاب آیا کہ وہ عاصم کی لاش کو بہا لے گیا۔ چونکہ عاصم رضی اللہ عنہ مشرکین کو نجس محض سمجھتے تھے۔ اس لیے انہوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ نہ میں کبھی کسی مشرک کو مس کروں گا اور نہ خود اپنے کو مس ہونے دوں گا۔ اسی لیے جب عمر خطاب کو معلوم ہوا کہ شہد کی مکھیوں نے عاصم کی لاش کی اس طرح حفاظت کی اور ان کے سر کو نہ لے جانے دیا کہنے لگے کیا خدا کی قدرت ہے کہ اس نے اپنے مومن بندے کی اس طرح حفاظت کی۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں نیت کی تھی کہ وہ کبھی نہ خود کسی مشرک کو مس کریں گے اور نہ اپنے کو مس ہونے دیں گے اللہ نے اس عہد کو برقرار رکھنے کے لیے جس طرح تاعین حیات ان کو مشرکوں سے بچایا اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس نے ان کو نجس ہونے سے بچایا۔

حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کی گرفتاری : ابو جعفر کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا واقعہ

ابن اسحاق کے سلسلہ بیان پر مبنی ہے ان کے علاوہ اس مہم کے متعلق ابو ہریرہ سے یہ منقول ہوا ہے کہ اس کام پر رسول اللہ صلعم نے دس آدمیوں کو عاصم بن ثابت کی امارت میں روانہ کیا۔ یہ مدینہ سے چل کر جب ہداۃ آئے ہذیل کے خاندان بنو لحیان کو ان کی اطلاع ہوئی' انہوں نے سو تیر اندازوں کو ان کی طرف بھیجا۔ یہ حملہ آور جب اس مقام پر آئے جہاں ٹھہر کر مسلمانوں نے کھجور کھائے تھے۔ کھجور کی گٹھلیاں دیکھ کر انہوں نے کہا کہ یہ مدینہ کے کھجوروں کی ہیں۔ اب یہ مسلمانوں کے آثار پر ان کے تعاقب میں چلے۔ عاصم اور ان کے ہمراہیوں کو ان کی آہٹ ملی وہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے انہوں نے آکر ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور پھر ان سے مطالبہ کیا کہ تم اپنے کو ہمارے حوالے کر دو اور ہم حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں۔ عاصم نے کہا کہ میں ہرگز کسی کافر کے عہد پر اعتماد کر کے اپنے کو اس کے حوالے نہیں کروں گا۔ اے خداوندا تو اپنے نبیؐ کو ہمارے حال کی خبر کر دے۔ البتہ ابن الاشتہ البیاضی خبیبؓ اور ایک دوسرے صاحب نے اپنے کو کفار کے حوالے کر دیا' انہوں نے اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر ان سے مسلمانوں کو جکڑ بند کر لیا۔ اسی طرح عمل سے تین میں سے ایک مسلمان زخمی ہو گئے انہوں نے کہا یہ تمہاری بد عہدی کی ابتداء ہے میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا۔ کفار نے ان کو مار مار کر ہلاک کر دیا۔ خبیبؓ اور ابن الاشتہ رضی اللہ عنہ کو وہ مکہ لائے۔

حضرت خبیبؓ کا کردار : خبیب رضی اللہ عنہ نے چونکہ احد میں حارث کو قتل کیا تھا اس لئے انہوں نے ان کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کی اولاد کے حوالے کر دیا۔ یہ حارث کی بیٹیوں کے پاس مقیم تھے۔ کہ انہوں نے ان میں سے کسی لڑکی سے عاریتہً استرا مانگ لیا اور اسے لڑائی کے لیے تیز کرنے لگے۔ اس عورت کا ایک چھوٹا بچہ تھا جو پاؤں پاؤں چل رہا تھا' خبیب رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ اس عورت نے جب اپنے بچہ کو ان کے پاس دیکھا اور دیکھا استرا ان کے ہاتھ میں ہے وہ خوف زدہ ہو کر چلائی۔ خبیبؓ نے کہا کہ کیا تم کو اس بات کا خوف ہے کہ میں اس بچہ کو قتل کردوں گا۔ ہرگز یہ خیال نہ کرنا بد عہدی ہمارا شعار نہیں۔

عرصہ کے بعد اس عورت نے بیان کیا کہ میں نے خبیبؓ سے بہتر اسیر نہیں پایا حالانکہ اس وقت مکہ میں کسی پھل کا موسم نہ تھا میں نے ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ

دیکھا جسے وہ کھا رہے تھے اور بے شک وہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا۔

قریش کے ایک خاندان نے اپنے آدمی بھیجے کہ وہ عاصمؓ کا کچھ گوشت کاٹ لائیں کیونکہ انہوں نے اس خاندان کے کئی آدمی احد میں مارے تھے' مگر اللہ نے شہد کی مکھیاں ان کی حفاظت کے لیے بھیج دیں انہوں نے ان کے جسم کی حفاظت کی اور جو لوگ اسے قطع کرنے آئے تھے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو سکی وہ بے نیل و مرام واپس چلے گئے۔

حضرت خبیبؓ کی شہادت : جب خبیبؓ کو حرم سے باہر قتل کرنے لے چلے انہوں نے کہا ذرا مجھے مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کفار نے ان کو اجازت دی۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس واقعہ کی وجہ سے بعد میں یہ طریقہ ہی رائج ہو گیا۔ جس کسی کو مجبور کر کے قتل کیا جاتا وہ دو رکعت نماز پڑھتا' نماز کے بعد خبیبؓ کہنے لگے کہ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ کفار کہیں گے کہ یہ قتل سے مضطرب ہے تو میں نماز میں اور زیادتی کرتا۔ میں اللہ کے لیے قتل کیا جا رہا ہوں مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ جس جانب لٹایا جاؤں پھر انہوں نے یہ شعر پڑھا:

وذلک فی ذات لاله وان یشاء یبارک علی اوصال شلو حمزع

ترجمہ۔ یہ اللہ کے لیے ہے اور اگر وہ چاہے تو وہ میرے کمزور اعضائے جسم پر اپنی برکت نازل فرمائے' اے بار الہٰ تو ان سب کو بلا استثناء ہلاک و تباہ کر دے اور پارہ پارہ کر دے۔

اس کے بعد ابو سروعہ بن الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف ان کو حرم سے باہر لے گیا اور اس نے تلوار سے ان کو شہید کر ڈالا۔

عمرو بن امیہ سے مروی ہے کہ مجھے تنہا رسول اللہ صلعم نے بطور جاسوس قریش کے یہاں بھیجا۔ میں خبیبؓ کی ٹکٹکی کے پاس آیا مجھے پاسبانوں کا بھی خوف تھا' مگر میں نے اس پر چڑھ کر خبیبؓ کو کھول دیا ان کی لاش زمین پر گر پڑی میں فوراً ہی اتر آیا' مگر جب میں نے دیکھا تو وہاں سے اس کا کوئی نشان تک بھی موجود نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ زمین کھا گئی۔ چنانچہ آج تک ان کی لاش کا پتہ نہیں ہے۔

حضرت زیدؓ بن الاثہ کی شہادت : ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ زید بن الاثہ کو

صفوان بن امیہ نے اپنے غلام تسطاس کے ساتھ تنعیم روانہ کیا اور قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر نکالا۔ بہت سے قریش تماشا کے لیے ان کے پاس جمع ہو گئے' ان میں ابو سفیان بن حرب بھی تھا۔ جب زید کو قتل کرنے کے لیے آگے کیا گیا ابو سفیان نے ان سے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ اس وقت یہاں بجائے تمہارے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوتے اور ہم ان کی گردن مارتے اور تم اپنے گھر بیوی بچوں میں ہوتے۔ زیدؓ نے کہا کہ خدا کی قسم ہے کہ میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ جہاں اب وہ ہیں وہاں بھی ان کو کوئی گزند پہنچے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہا ہوں۔ اس جواب کو سن کر ابو سفیان کہنے لگا' میں نے آج تک لوگوں میں باہم دگر ایسی محبت نہیں دیکھی جو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رفیقوں کو ان کے ساتھ ہے اس کے بعد تسطاس نے ان کو شہید کر دیا۔

حضرت عمرو بن امیہ الضمری : رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو ابو سفیان کے قتل کے لیے بھیجا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب ان صحابہ کی شہادت کی خبر جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اہل الرجیع کے مقام عضل اور قارہ کو بھیجا تھا آپؐ کو ملی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمرو بن امیہ الضمری کو ایک اور انصاری کے ساتھ ابو سفیان کے قتل کرنے کے لیے مکہ بھیجا۔ خود عمرو بن امیہ الضمری سے مروی ہے کہ خبیبؓ اور ان کے رفیقوں کے قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے اور میرے ساتھ ایک انصاری کو مکہ بھیجا اور کہا کہ تم ابو سفیان کو جا کر قتل کر دو۔ میں اور میرے ساتھی اس کام کے لیے چلے میرے ساتھ میرا ایک اونٹ تھا میرے رفیق کے پاس کوئی اونٹ نہ تھا' اس کے علاوہ ان کے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی اس لیے میں ان کو اپنے اونٹ پر بٹھا لیتا تھا۔ ہم بطن یاجج آئے ہم نے درے کے صحن میں اپنے اونٹ کو باندھ دیا اور خود پیدل درے کے اندر گئے میں نے اپنے رفیق سے کہا تم مجھے ابو سفیان کے گھر لے چلو میں اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھنا اگر وہاں کوئی مقابلہ ہو یا تم کو کوئی خطرہ نظر آئے تم فوراً" اپنے اونٹ کے پاس چلے آنا سوار ہونا مدینہ جانا اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے سارا واقعہ بیان کر دینا اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دینا۔ میں اس علاقہ سے اچھی طرح واقف ہوں یہیں میری عمر کا بہترین زمانہ گزرا

ہے' اب ہم مکہ میں آ گئے' میرے پاس ایک نہایت تیز چھری تھی' جسے میں نے اس لیے پہلے سے تیار رکھا تھا کہ اگر کسی سے کشتی ہوئی تو اس سے اپنے حریف کو قتل کر دوں گا میرے رفیق نے مجھ سے کہا کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ پہلے ہم سات مرتبہ کعبہ کا طواف کریں اور وہاں دو رکعت نماز پڑھ لیں۔ میں نے کہا میں اہل مکہ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ان کا دستور ہے کہ تاریکی ہوتے ہی وہ اپنے صحنوں میں فرش بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور میں اس بات کو بخوبی جانتا ہوں۔ یہی باتیں کرتے ہوئے ہم خانہ کعبہ آئے سات مرتبہ ہم نے اس کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر وہاں سے نکل کر ہم ان کی ایک مجلس سے گزرے' ان کے ایک شخص نے مجھے شناخت کر لیا اور پھر اس نے چلا کر کہا یہ عمرو بن امیہ ہے۔ اب ہر طرف سے اہل مکہ ہماری طرف جھپٹے اور کہنے لگے کہ بخدا عمرو کوئی نیک خیال لے کر یہاں نہیں آیا ہے قسم ہے اس کی جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے یہ ضرور کسی بری نیت سے آیا ہے (یہ عمرو زمانہ جاہلیت میں شیطان اور قاتل تھے) اب وہ سب مجھے اور میرے رفیق کو پکڑنے اٹھے میں نے ان سے کہا تم تو بھاگ جاؤ مجھے اسی کا ڈر تھا جس شخص کو ہم قتل کرنے آئے تھے اس پر قابو پانے کا کوئی موقع نہیں تم اپنی جان بچا کر بھاگ جاؤ۔ ہم دونوں تیز دوڑتے ہوئے بھاگے' پہاڑ پر چڑھ کر ایک غار میں گھس گئے۔ رات ہم نے وہیں بسر کی۔ جب ہم ان کے ہاتھ نہ آ سکے وہ واپس چلے گئے۔

ابن مالک کا قتل : میں نے غار میں داخل ہو کر اپنے آگے پتھروں کی پردہ کی ایک دیوار بنا لی اور اپنے ساتھی سے کہا ذرا توقف کرو ان کو ہماری تلاش سے دست بردار ہو جانے دو وہ آج ساری رات اور کل سارا دن شام تک ہماری تلاش کریں گے۔ میں غار میں تھا عثمان بن مالک بن عبیداللہ التمیمی اپنے گھوڑے کو کاوا دیتا ہوا سامنے آتا نظر آیا۔ اسی طرح بڑھتے ہوئے وہ ہمارے سامنے غار کے منہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ بخدا یہ ابن مالک ہے اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا ضرور اہل مکہ کو ہماری خبر کر دے گا۔ میں نے غار سے نکل کر اس کی چھاتی کے نیچے خنجر بھونک دیا اس نے ایسی چیخ ماری کہ مکہ والوں نے اسے سنا اور وہ اس آواز کی سمت لپکے میں پھر غار کے اندر چلا آیا اور میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ خاموشی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ اہل مکہ اس کی آواز کی سمت تیز دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے ابھی اس میں جان باقی تھی۔ انہوں نے پوچھا

کہو تم کو کس نے مارا۔ اس نے کہا عمرو بن امیہ نے' اتنا کہتے ہی اس کی جان نکل گئی اور وہ ہمارا پتہ ان کو نہ بتا سکا۔ مکہ والے کہنے لگے ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عمرو ضرور کسی شرارت کے لیے آیا ہے بجائے اس کے کہ وہ ہمیں تلاش کرتے وہ اپنے آدمی کو اٹھا کر لے گئے۔

:حضرت خیببؓ کی لاش حاصل کرنے کی کوشش : ہم دو دن غار میں پڑے رہے جب ہماری تلاش ختم ہوئی ہم تنعیم آئے وہاں ہمیں خیببؓ کی سولی نظر آئی۔ مجھ سے میرے رفیق نے کہا بہتر ہو کہ تم خیببؓ کو سولی پر سے اتار دو۔ میں نے پوچھا وہ کہاں ہے انہوں نے کہا یہ کیا موجود ہے۔ میں نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو اور مجھ سے علیٰحدہ چلے جاؤ سولی کے گرد پہرہ متعین تھا میں نے اپنے دوست انصاری سے کہا اگر تم کو خطرہ نظر آئے فورا" اپنے اونٹ کی راہ لینا اس پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس جانا اور یہ واقعہ بیان کر دینا۔ یہ کہہ کر میں نہایت تیزی سے سولی کی طرف لپکا اور میں نے ان کی لاش کو اس پر سے کھول کر اپنی پشت پر لادا میں صرف چالیس قدم گیا ہوں گا کہ پہرہ داروں نے مجھے دیکھ لیا اور شور مچا دیا میں نے خیببؓ کی لاش پھینک دی۔ اس کے زمین پر گرنے کی آواز اب تک مجھے یاد ہے۔ وہ میرے پیچھے دوڑے میں نے صفراء کی راہ اختیار کی وہ تھک کر پلٹ گئے۔ میرے رفیق اونٹ کے پاس آئے اس پر سوار ہو کر نبی صلعم کے پاس پہنچے اور ان سے ہمارا ماجرا بیان کیا۔

بنی الدیل کے چرواہے کا قتل : میں پیادہ مدینہ کی سمت روانہ ہوا۔ غلیل صجنان پہنچا ایک غار میں گھسا۔ میرے پاس کمان اور تیر تھے میں غار میں چھپا بیٹھا تھا بنی الدیل بن بکر کا ایک دراز قامت کا نا آدمی بکریاں چراتا ہوا میرے پاس آیا اور پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں۔ اس نے کہا میں بھی اس قبیلہ اور اس کے خاندان بنی الدیل سے ہوں۔ وہ میرے پاس ہی غار میں لیٹ گیا اور بانسری اٹھا کر گانے لگا۔

ولست بمسلم مادمت حیا ولست ادین دین المسلمینا

ترجمہ : جب تک زندگی ہے میں کبھی مسلمان نہیں ہوں گا اور نہ اب مسلمان ہوں۔

میں نے دل میں کہا بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اعرابی سو گیا

اور خراٹے لینے لگا۔ میں نے اس قدر بے دردی اور بے رحمی سے اسے قتل کر دیا کہ اس سے قبل کبھی کسی کو میں نے اس طرح نہیں مارا تھا۔ میں نے یہ کیا کہ اس کی بینا آنکھ میں اپنی کمان کی نوک بھونک دی اور پھر اس پر اپنے تمام جسم کا بوجھ اس طرح ڈال دیا کہ کمان اس کی گدی سے پار ہو گئی اس کا کام تمام کر کے اب میں درندے کی طرح وہاں سے اٹھا اور عقاب کی سرعت کے ساتھ میں نے اپنی راہ لی اور بچ آیا۔ اس بستی میں آیا جس کا اس شخص نے ذکر کیا تھا پھر رکوبہ ہوتا ہوا نقیع پہنچا۔

قریش کے جاسوس کی گرفتاری : یہاں مجھے مکہ کے دو آدمی ملے جن کو قریش نے رسولؐ اللہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے بطور جاسوس کے بھیجا تھا۔ میں نے ان کو شناخت کر لیا اور ان سے کہا کہ قید ہو جاؤ وہ کہنے لگے کیا ہم تمہارے ہاتھ میں قید ہوں گے میں نے ایک کو تیر سے ہلاک کر دیا اور دوسرے سے کہا قید ہو جاؤ' اس نے سر تسلیم خم کر دیا میں نے اس کی مشکیں باندھ لیں اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لے آیا۔

حضرت عمروؓ بن امیہ کی واپسی : جب میں مدینہ پہنچا میں چند انصاری بزرگوں کے سامنے سے گزرا۔ انہوں نے کہا یہ دیکھو عمرو بن امیہ آ گئے۔ چند لڑکوں نے یہ بات سنی وہ مجھ سے پہلے ہی دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پہنچے اور میرے آنے کی آپؐ کو خبر کی۔ میں نے اپنے اسیر کا انگوٹھا اپنی کمان کی تانت سے باندھ رکھا تھا۔ مجھے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس طرح ہنسے کہ آپؐ کے دانت کھل گئے۔ پھر آپؐ نے مجھ سے روئداد پوچھی۔ میں نے سارا واقعہ سنایا آپؐ نے میری تعریف کی اور میرے لیے دعا خیر کی۔

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کا نکاح : اس سال رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بنی ہلال کی زینبؓ بنت خزیمہ ام المساکین سے نکاح کیا اور اسی ماہ میں ان سے مباشرت فرمائی۔ ایک تولہ سونا اور دس تولہ چاندی آپؐ نے ان کو مہر دیا تھا۔ اس سے قبل یہ طفیل بن الحارث کی بیوی تھی۔ اس نے ان کو طلاق دے دی تھی۔

چالیس مبلغین صحابہؓ : اسی ۴ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک

مہم روانہ فرمائی۔ بیر معونہ میں یہ قتل کر دی گئی۔ اس کے بھیجنے کی وجہ یہ ہوئی کہ احد سے واپس آ کر آپؐ نے بقیہ ماہ شوال' ذی القعدہ' ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں بسر کیے۔ اس سال مشرکین ہی کے انتظام میں حج ہوا احد کے پورے چار ماہ بعد صفر میں ابوبراء عامر بن مالک بن جعفر نیزوں سے کھیلنے والا بنی عامر بن صعصعہ کا رئیس رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا اور کچھ تحائف بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے ساتھ لایا مگر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا ابوبراء میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ اگر چاہتے ہو کہ تمہارے تحفے قبول کروں اسلام لے آؤ۔ پھر آپ نے اسلام کے اصول اور ارکان اس کو بتائے اور بتایا کہ اسلام میں اس کے لیے یہ فوائد ہیں۔ اللہ نے مومنوں سے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور اسے قرآن پڑھ کر سنایا' وہ نہ اسلام لایا اور نہ اس نے تردید کی بلکہ کہا اے محمدؐ جس دین کی تم دعوت دے رہے ہو بے شک یہ اچھا ہے تم اپنے صحابہ میں سے بعض کو اہل نجد کے پاس بھیجو تاکہ یہ ان کو اس دین کی دعوت دیں' مجھے توقع ہے کہ وہ اسے قبول کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اہل نجدان کو ستائیں گے۔ ابوبراء نے کہا میں ان کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں آپؐ ان کو ضرور بھیجے کہ وہ لوگوں کو آپؐ کے دین کی دعوت دیں۔ اس اطمینان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بنو ساعدۃ المعنق کے منذر بن عمرو کے اپنے صحابہؓ میں سے چالیس بہترین مسلمانوں کے ساتھ تبلیغ کے لیے نجد بھیجا۔ ان میں حارثؓ بن الصمہ' بنی عدی بن النجار کے حرامؓ بن ملحان' عروہ بن اسماء بن الصلت السلمی' نافع بن بدیل بن ورقاء الخزاعی اور عامرؓ بن فہیرہ ابوبکر کے مولیٰ اکثر مشہور مسلمانوں کے ساتھ تھے۔ طبری جلد ا ص ۲۵۳-۳۱

شیخ طبرسی' ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ ابوبراعامر بن مالک جو بنی عامر بن صعصعہ کا بزرگ تھا آنحضرتؐ کی خدمت میں کچھ ہدیئے لے کر مدینہ آیا حضرتؐ نے قبول نہ فرمایا اور فرمایا کہ مشرکین کے ہدیے قبول نہیں کرتا۔ تو مسلمانوں ہو جا تو تیرے ہدیئے قبول کروں گا۔ وہ مسلمان تو نہیں ہوا لیکن قطعی انکار بھی نہ کیا' اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ امر جس کی آپ دعوت دیتے ہیں نیک ہے اگر نجد کی طرف اپنے کسی صحابی کو بھیجئے جو ان کو اسلام کی دعوت دے تو مجھے امید ہے کہ وہ قبول کریں

گے۔ ابوبراء نے کہا کہ وہ لوگ میری امان میں ہوں گے اور کسی کی مجال نہیں کہ ان کو کوئی ایذا پہنچا سکے۔ آنحضرتؐ نے ستر اشخاص اور بروایت چالیس افراد ایک روایت کے مطابق کچھ کم جو سب سے بہتر لوگ تھے منذر بن عمر کے ہمراہ کیا۔ وہ لوگ ہجرت کے چوتھے سال ماہ صفر میں جبکہ جنگ احد کو چار مہینے ہوئے تھے روانہ ہوئے اور چاہ معونہ پر پہنچے۔ خرام بن لحان حضرتؐ کا خط لے کر عامر بن طفیل کے پاس گئے۔ عامر نے حضرتؐ کا خط نہ لیا تو خرام نے با آواز بلند کہا اے اہل چاہ معونہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آیا ہوں میں خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سید الانبیاء کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں لہٰذا خدا و رسول پر ایمان لاؤ۔ جب یہ ندا دے چکے تو ایک ملعون اپنے خیمہ سے نکلا اور خرام کے پہلو پر نیزہ مارا جو دوسری طرف سے نکل آیا۔ خرام نے کہا اللہ اکبر پروردگار کعبہ کی قسم میں سعادت ابدی پر فائز ہوا۔ پھر عامر بن طفیل نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو آواز دی کہ مسلمانوں کو قتل کر دو۔ ان لوگوں نے منظور نہ کیا اور کہا ہم ابوبراء کے امان کو نہ توڑیں گے۔ پھر بنی سلیم کے چند لوگوں عصبہ' رعل اور زکوان کو اپنی مدد کے لیے بلایا۔ ان لوگوںؔ نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مسلمانوں نے تلواریں نکال کر ان سے جنگ کی اور تمام مسلمان مارے گئے۔ کعب بن زید نہایت زخمی ہو گئے تھے اور کشتوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا اس لئے وہ بچ گئے' وہ جنگ خندق میں شہید ہوئے۔ اور عمرو بن امیہ ضمری اور ایک انصاری مسلمانوں کے تمام اونٹ صحرا میں چرانے لے گئے تھے اس واقعہ کی ان کو اطلاع نہ تھی۔ جب وہ لوگ واپس آئے تو مسلمانوں کو خاک و خون میں آلودہ زمین پر پڑا دیکھا۔ انصاری نے عمرو سے کہا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں جاتا ہوں۔ انصاری نے کہا جس مقام پر منذر بن عمرو شہید ہوئے وہاں سے میں نہیں جاؤں گا اور تلوار کھینچ کر جہاد کیا آخر شہید ہو گیا۔ اور عمرو کو کفار نے قید کر لیا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ وہ قبیلہ مضر سے ہے اس کو قتل نہیں کیا۔ اور کہا میری ماں کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا تھا لہٰذا اس کے عوض اس کو آزاد کرتا ہوں۔ غرض عمرو آنحضرت کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آنحضرت سن کر بہت روئے اور غمگین ہوئے اور فرمایا کہ یہ سب ابوبراء نے کیا مجھے اس

کا خوف تھا۔ حسان بن ثابت اور کعب بن مالک نے ابوبراءؑ اور اس کی عہد شکنی کی مذمت میں اشعار کہے۔ جب یہ خبر ابوبراء کو معلوم ہوئی تو لوگ کہتے ہیں کہ وہ غصہ کے سبب ہلاک ہو گیا اور ربیعہ پسر ابوبراء نے اپنے باپ کی عہد شکنی کی تلافی میں عامر کو نیزہ مارا وہ گھوڑے سے گھوم پڑا اور نہ مرا۔ حضرتؐ نے اس پر لعنت کی اور اس سے طاعون کا وعدہ کیا اسی میں وہ جہنم واصل ہوا جیسا کہ معجزات کے ابواب میں گزر چکا۔ بعض روایتوں کے مطابق یہ آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا" (پ۴ آیت ۱۶۹ سورہ آل عمران) خدا کی راہ میں جو لوگ مارے گئے ان کو مردہ مت سمجھو وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار سے روزی پاتے ہیں) شہدائے چاہ معونہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ایک روایت ہے کہ دوسری یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ جو قرآن میں داخل نہیں کی گئی۔ بلغوا عنا قومنا بانا لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنه یعنی ہماری قوم کو ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم نے اپنے پروردگار سے ملاقات کی اس حال میں کہ وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہیں"۔ حیات القلوب جلد ۳ ص ۵۹۶ سطر ۹

بیر معونہ کا واقعہ : انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منذر بن عمرو کو ستر شتر سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ یہ مدینہ سے چل کر بیر معونہ آئے جو بنی عامر کے علاقہ اور بنی سلیم کے پتھریلے علاقہ کے درمیان دونوں کے قریب ہی بلکہ بنی سلیم کے پتھریلے علاقہ سے قریب تر واقعہ ہے آئے وہاں فروکش ہو کر مسلمانوں نے حرامؓ بن ملحان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خط کے ساتھ عامر بن الطفیل کے پاس بھیجا۔ جب یہ اس کے پاس پہنچے اس نے خط کے دیکھنے سے قبل ان کو قتل کر دیا اور پھر تمام بنی عامر کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا، مگر انہوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ چونکہ ابوبراء نے ان کو پناہ دی ہے اور حفاظت کا باقاعدہ عہد کیا ہے۔ ہم ہرگز اس کے عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے۔ ان سے مایوس ہو کر اس نے بنو سلیم کے قبائل عصیتہ، رعل اور ذکوان سے مسلمانوں کے خلاف مدد مانگی وہ اس پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے مسلمانوں کی رودگاہ پر یورش کر کے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان کو دیکھ کر مسلمانوں نے تلواریں سنبھالیں لڑے اور سوائے بنی دینار بن النجار کے کعب

بن زید کے تمام مسلمان قتل کر دیئے گئے کعب کو کفار نے البتہ مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا ان میں صرف سانس باقی تھی۔ پھر یہ مقتولین میں سے اٹھا لئے گئے اور بچ گئے۔ اس کے بعد خندق کی لڑائی میں یہ شہید ہوئے۔

عمرو بن امیہ کی گرفتاری و رہائی : عمرو بن امیہ الضمری اور ان کے رفیق انصاری جو بنی عمرو بن عوف سے تھے۔ اس وقت اس قبیلہ کے حدود میں موجود تھے مگر ان کو اپنے مسلمان بھائیوں کی اس مصیبت کا علم نہ تھا انہوں نے دیکھا کہ پرندے مسلمانوں کے قتل گاہ پر چکر لگا رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر انہوں نے خیال کیا کہ ضرور ان پرندوں کے اڑنے کا کوئی سبب ہے' وہ دونوں اس سمت چلے تاکہ معلوم کریں کہ کیا بات ہے۔ اس مقام پر آ کر انہوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو خاک و خون میں غلطان پایا اور وہ رسالہ جس نے ان کو تباہ کیا تھا وہ بھی وہاں موجود تھا انصاری نے عمرو بن امیہ سے کہا کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس چلیں اور ان سے تمام واقعہ بیان کریں۔ انصاری نے کہا مگر میں تو ایسے مقام سے اب اپنی جان سلامت لے کر جانا نہیں چاہتا جہاں منذر بن عمرو قتل کیے گئے ہیں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھ سے ان کے قتل کے واقعہ کو دریافت کریں۔ یہ دشمن سے لڑے اور مارے گئے عمرو بن امیہ کو کفار نے قید کر لیا۔ مگر جب انہوں نے کہا کہ میں بنی مضر سے ہوں عامر بن الطفیل نے ان کو چھوڑ دیا' البتہ ان کی پیشانی کے بال قطع کر دیے اور چونکہ اس کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اس کے ایفا میں عامر نے ان کو آزاد کر دیا۔

بنی عامر کے دو افراد کا قتل : عمرو بن امیہ وہاں سے چل کر جب قناۃ کی چڑھائی پر مقام قرقرۃ آئے' دوسری سمت سے بنی عامر کے دو شخص ان کے پاس آ کر اسی درخت کے نیچے سایہ میں جہاں یہ ٹھہرے تھے ان کے ساتھ ہی اتر پڑے' ان دونوں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پروانہ راہداری اور پیمان حفاظت تھا۔ عمرو بن امیہ کو اس کی خبر نہ تھی انہوں نے ان سے جب وہ ٹھہرے پوچھ لیا تھا کہ تم کون ہو' انہوں نے بتایا کہ ہم بنی عامر ہیں۔ یہ سن کر عمرو بن امیہ خاموش رہے اور جب وہ سو گئے انہوں نے ایک دم ان پر حملہ کر کے دونوں کو ہلاک کر دیا اور اپنے دل میں سمجھے کہ میں نے بنی عامر سے

صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بدلہ لیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنی سرگزشت بیان کی۔ آپؐ نے فرمایا تم نے دو ایسے شخصوں کو قتل کر دیا کہ مجھے ان کی دیت دینا پڑے گی پھر آپؐ نے مسلمانوں کی مصیبت پر فرمایا کہ یہ سب کچھ ابوبراء کی وجہ سے ہوا۔ میں پہلے ہی خائف تھا اور ان کو بھیجنا نہیں چاہتا تھا۔ ابوبراء کو اس کی اطلاع ہوئی۔ اسے یہ بات سخت شاق گزری کہ بنی عامر نے اس کے وعدے حفاظت کی خلاف ورزی کی اور اس کے وعدہ حفاظت کی وجہ سے صحابہؓ رسول کو یہ مصیبت پیش آئی۔ ان شہید صحابہ میں عامر بن فہیرہ بھی تھے۔

عروہ سے مروی ہے کہ عامر بن الطفیل نے پوچھا کہ یہ مسلمانوں کا کون شخص تھا کہ جب وہ قتل کیا گیا میں نے دیکھا کہ اسے آسمان اور زمین کے مابین اٹھا لیا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ عامر بن فہیرہ تھا۔

جبار بن سلمٰی بن مالک بن جعفر کی اولاد میں سے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ جبار بنی عامر کے ہمراہ وہ اس روز اس واقعہ میں موجود تھے اس کے بعد یہ اسلام لے آئے۔ خود ان سے مروی ہے کہ میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ میں نے اس واقعہ میں ایک مسلمان کے اس کے شانوں کے درمیان نیزہ مارا' میں نے دیکھا کہ میرے نیزے کا پھل جسم کو توڑ کر ان کے سینے سے نکل گیا جس وقت میں نے ان کے نیزہ مارا میں نے ان کو یہ کہتے سنا' "بخدا میں کامیاب ہوا" میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کو کیا کامیابی ہوئی میں نے تو ان کو قتل کر دیا ہے۔ بعد میں جب مجھے ان کے اس جملہ کا مفہوم پوچھنے سے معلوم ہوا کہ اس سے ان کی مراد مرتبہ شہادت تھا۔ میں نے کہا بے شک وہ فائز ہوئے۔

عامر بن الطفیل پر قاتلانہ حملہ : حسان بن ثابت اور کعب بن مالک نے ابوبراء کے خاندان کو عامر بن الطفیل کے برخلاف اس عہد شکنی کے انتقام کے لیے اپنے اشعار کے ذریعہ برانگیختہ کیا۔ جب ربیعہ بن عامر ابوالبراء کو ان کے اشعار پہنچے۔ اس نے عامر بن الطفیل پر نیزہ سے قاتلانہ حملہ کیا مگر نیزہ مڑ گیا اور عامر قتل نہ ہوا مگر گھوڑے سے گر پڑا۔ عامر نے کہا ابوالبراء کی کارگزاری یہ ہے کہ اگر میں مر گیا تو میں نے اپنی جان اپنے چچا کے لیے دی ہے ان کا انتقام نہ لیا جائے' اور اگر میں زندہ رہا تو اس معاملہ میں جو توہین

میری ہوئی ہے اس کے متعلق جو سمجھوں گا کروں گا۔

ابن ملحان الانصاری : اہل بیر معونہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو صحابہ بھیجے تھے ان کے متعلق انس بن مالک سے مروی ہے کہ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ وہ چالیس تھے یا ستر۔ عامر بن الطفیل الجعفری اس چشمے پر فروکش تھا۔ یہ صحابہؓ مدینہ سے چل کر اس چشمہ کے اوپر ایک غار میں آئے اور جب بیٹھ گئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ پیغام ان چشمہ والوں کو پہنچائے۔ ابن ملحان الانصاری نے کہا میں اس کام کو کرتا ہوں یہ اپنے مقام سے چل کر ان کے ایک پشم کے ڈیرے کے پاس آئے اور خیموں کے سامنے گات باندھ کر بیٹھ گئے۔ پھر کہا اے بیر معونہ والو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ ایک ہے محمدؐ اس کے رسول اور بندے ہیں' تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ سنتے ہی عامر خیمے کے اندر سے نیزہ لیے ہوئے برآمد ہوا اور اس نے اس کے پہلو میں اسے ٹھونک کر پار کر دیا۔ ابن ملحان الانصاری نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم ہے میں نے مراد پائی۔ ان کے بعد مشرکین ان کے نشانات قدم پر چلتے چلتے ان کے دوسرے ساتھیوں کے پاس جو غار میں ٹھہرے ہوئے تھے آئے اور یہاں عامر نے ان سب کو قتل کر دیا۔

شہداء کے متعلق آیات قرآنی : انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ان کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا تھا بلغوا منا انا قد یقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنہ ترجمہ: ہماری طرف سے ہماری قوم کو اطلاع کر دو کہ ہم اپنے رب سے آملے وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہوئے) ایک زمانہ دراز تک ہم اس کی تلاوت کرتے رہے اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی اور اس کے بجائے اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا" بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے خوش ہیں) انسؓ بن مالک سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ستر انصاریوں کو

عامر بن الطفیل الکلابی کے پاس بھیجا اس جماعت کے امیر نے اپنے رفیقوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں ذرا جا کر کفار کی خبر لاتا ہوں وہ ان کے پاس آئے اور کہا اگر امان دو تو رسول اللہ صلعم کا پیغام تم کو سناؤں۔ انہوں نے کہا ہاں تم کو امان ہے۔ وہ پیغام سنا رہے تھے کہ ان میں سے کسی شخص نے ان کے جسم پر نیزہ بھونک دیا۔ اس پر انہوں نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی میں کامیاب ہو گیا یہ کہتے ہی ان کا کام تمام ہو گیا۔ عامر نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ شخص اکیلا نہیں ہے اس کے ساتھ اور بھی ہیں۔ کفار ان کے نشانات قدم پر چلے، مسلمانوں پر آئے اور ان سب کو قتل کر دیا۔ ان میں سے سوا ایک کے کوئی نہ بچا۔ انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ عرصہ تک وہ منسوخ آیت ان کے متعلق پڑھتے رہے۔ اس ۴ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بنو النضیر کو ان کے علاقہ سے جلا وطن کر دیا۔ طبری جلد ۱ ص ۲۶۰ سطر آخر

کیا تھا مگر اللہ عزو جل نے مجھے ان کے منصوبے کی اطلاع کر دی محمد بن مسلمہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے ان سے کہا کہ تم یہودیوں سے جا کر کہہ دو کہ چونکہ تم نے میرے ساتھ بے وفائی کرنا چاہی تھی اس لیے اب تم میرے علاقوں سے نکل جاؤ اور میرے قریب نہ رہو۔

بنو نضیر کو ترک وطن کا حکم :

محمد بن مسلمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہودیوں سے جا کر کہہ دیا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں سے ترک سکونت کر کے چلے جاؤ یہودی کہنے لگے اے محمد بن مسلمہ ہمیں اس کی امید نہ تھی کہ بنی اوس کا کوئی شخص یہ حکم ہمارے لیے لائے گا۔ انہوں نے کہا قلوب بدل گئے ہیں اور اسلام نے تمام سابقہ معاہدوں کو نسخ کر دیا ہے یہودیوں نے کہا بہر حال ہم اسے برداشت کرتے ہیں اور حکم کی بجا آوری کریں گے۔ عبداللہ بن ابی نے یہودیوں سے کہلا بھیجا کہ تم اپنے دیار سے نہ جانا ابھی وہیں رہو خود میرے ساتھ دو ہزار عرب اور میرے قوم والے ہیں۔ یہ جمعیت تمہارے ساتھ ہے ان کے علاوہ بنی قریظہ بھی تمہاری امداد کریں گے۔ کعب بن اسد کو جس نے بنی قریظہ کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دوستی کا معاہدہ کیا

تھا جب اس بیان کی اطلاع ملی اس نے کہا جب تک میں زندہ ہوں بنی قریظہ میں سے کوئی شخص معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ پھر اسلام بن مشکم نے حیی بن اخطب سے کہا کہ محمدؐ نے جو حکم دیا ہے اس کو مان لو اس طرح ہماری قوم اور ہمارا مال محفوظ رہے گا ورنہ اس سے زیادہ تکلیف دہ حالت برداشت کرنا پڑے گی۔ حیی نے پوچھا وہ کیا؟ سلام نے کہا اگر اس حکم کو نہ مانو گے ہمارا تمام مال ضبط کر لیا جائے گا بیوی بچے لونڈی غلام بنائے جائیں گے اور جنگجو آبادی قتل کر دی جائے گی۔ مگر حیی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم کو نہ مانا۔ اس نے جدی بن اخطب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ ہم تو اپنے وطن سے نہیں نکلتے اب جو آپؐ سے ہو سکے کر لو۔

اس پیام کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تکبیر کہی آپؐ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور فرمایا کہ یہودیوں نے لڑائی منظور کی ہے۔

بنو نضیر کا محاصرہ

جدی مدد کے لیے ابن ابی کے پاس آیا۔ جدی سے مروی ہے کہ میں اس کے پاس پہنچا وہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نقیب لوگوں کو مسخ ہونے کا حکم دے رہا تھا۔ اسی وقت اس کا بیٹا عبداللہ بن ابی میرے سامنے اپنے باپ کے پاس آیا اور اس نے ہتھیار سنبھالے اور دوڑتا ہوا گھر سے چلا گیا۔ یہ رنگ دیکھ کر میں عبداللہ بن ابی کی امداد سے مایوس ہو گیا میں نے حیی سے آکر سارا واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی گہری چال ہے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بنی نضیر پر پیش قدمی کر کے ان کا محاصرہ کر لیا پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد انہوں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے البتہ ان کا تمام مال اور اسلحہ لے لیے جائیں۔

بنو نضیر کی جلاوطنی

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

نے بنو نضیر کا پندرہ دن تک محاصرہ کر لیا اور اس زمانے میں ان کو بالکل بے بس اور مجبور کر دیا آخر کار انہوں نے آپؐ کے مطالبہ کو منظور کیا اور اس شرط پر صلح کی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا' مگر ان کے وطن اور زمینوں سے ان کو بے دخل کر دیا جائے گا اور ان کو شام کے بیابانوں میں جلا وطن کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے ہر تین شخصوں پر ایک اونٹ اور ایک مشک پانی کی دی۔

زہری نے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس قبیلہ سے جنگ کی اور جلا وطنی کی شرط پر ان سے صلح کی۔ لہٰذا آپؐ نے ان کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا اور اجازت دے دی کہ اسلحہ کے علاوہ جتنا بار اونٹ لاد سکیں وہ لے جائیں۔

بنو نضیر کی خیبر کو روانگی

ابن اسحاق کے سابقہ سلسلہ بیان کے مطابق بنو عوف بن الخزرج میں عبداللہ بن ابی بن سلول' ودیعہ' مالک بن ابی نوفل' سوید اور داعس ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے بنو نضیر سے کہلا بھیجا تھا کہ تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور مقابلہ کرو ہم کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اگر تم سے کوئی لڑے گا ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ اور اگر تم جلا وطن کیے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے لہٰذا ابھی تم انتظار کرو مگر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے درخواست کی کہ آپؐ ہمیں قتل نہ کریں جلا وطن کر دیں اس شرط پر کہ اسلحہ کے علاوہ جس قدر سامان اونٹ اٹھا سکیں وہ ہم ساتھ لے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کی یہ درخواست منظور کی۔ انہوں نے اپنا تمام وہ سامان جو اونٹوں پر لادا جا سکا ساتھ لے لیا چنانچہ یہ لوگ اپنے گھروں کے دروازے تک چوکھٹ کے ساتھ نکال کر اونٹوں پر بار کر کے لے گئے۔ یہ خیبر گئے اور پھر وہاں سے شام چلے گئے۔ ان کے شرفاء میں جو خیبر آئے وہ سلام بن ابی الحقیق' کنانہ بن الربیع بن ابی حقیق اور حیی بن اخطب تھے جب یہ وہیں رہ پڑے اہل خیبر نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔

ابن ام مکتوم کی نیابت

عبداللہ بن ابی بکرؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بنو نضیر

اپنے بیوی بچوں اور اسباب و سامان کو لاد کر لے گئے' ان کے ساتھ دف ستار اور ڈومنیاں تھیں جو ان کے پیچھے گا بجا رہی تھیں اس روز ان میں ام عمرو عروہ بن الورد العبسی کی داشتہ بھی تھی جسے انہوں نے اس سے خرید لیا تھا یہ بنی غفار کی ایک عورت تھی جو اس زمانے میں حسن و ادا اور ناز و نخوت میں یکتائے روزگار تھی' اپنی تمام املاک کو انہوں نے رسولؐ اللہ کے حوالے کر دیا وہ اس طرح خاص آپؐ کی ملکیت میں آ گئیں تاکہ جس طرح آپ چاہیں اسے خرچ کریں چنانچہ آپ نے انصار کو چھوڑ کر اسے صرف پہلے مہاجرین میں تقسیم کر دیا۔ انصار میں سے سہلؓ بن حنیفؓ اور ابو دجانہؓ سماک بن خرشہ نے اپنی غربت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمیں بھی کچھ عطا فرمایئے آپؐ نے ان کو بھی اس میں سے دیا۔ بنو نضیر میں سے صرف دو شخص یامین بن عمیر بن کعب' عمرو بن حجاش کے چچیرے بھائی اور ابو سعد بن وہب اس شرط پر اسلام لے آئے کہ ان کی املاک انہیں کے پاس رہیں گی' چنانچہ یہ اس پر قابض رہے اس موقع پر رسول اللہ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اور اس غزوہ میں علیؑ بن ابی طالب آپؐ کے علمبردار تھے۔

حضرت حسین علیہ السلام کی ولادت

اس سال عبداللہ بن عثمانؓ نے جمادی الاولیٰ میں چھ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی خود عثمان بن عفان ان کی قبر میں اترے اس سال ماہ شوال کے بالکل ابتداء میں حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام بن ابی طالب پیدا ہوئے۔ طبری جلد ۱ ص ۲۴۵ سطر ۶

غزوہ بنی نضیر

یہ غزوہ ربیع الاولیٰ ۴ء میں واقع ہوا بنی نضیر یہودیوں کے قبیلہ کا ایک نام ہے عمر ابن امیہ الضمیری کو قبیلہ بنی عامر کے دو شخص ملے بنی عامر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہم عہد تھے عمر ابن امیہ نے ان دونوں کو بلا وجہ مار ڈالا جناب رسالتمآب

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جب اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں مقتولین کی دیت اپنے پاس سے دوں گا بنی نضیر بنی عامر کے بھی حلیف تھے اس لئے جناب رسولؐ خدا کو اس فیصلہ میں بنی نضیر کی شرکت کی سخت ضرورت ہوئی تھی۔ خود قبیلہ بنی نضیر میں تشریف لے گئے اور ان کے مکانات کے نیچے بیٹھ گئے وہ عقل کے دشمن رسولؐ خدا کے اس محاسن اخلاق اور اس مروت و اشفاق کو محض عداوت اور خود غرضی سمجھے اور یہ تجویز ٹھہرائی کہ دیوار پر چڑھ کر ایک پتھر رسول اللہ کے فرق مبارک پر اوپر سے گرایا جائے گا کہ آپؐ اس کے صدمے سے جاں بر نہ ہو سکیں عمر ابن جحش ابن کعب اس کام پر مامور ہوا۔ یہ شخص تمام یہودیوں میں اپنی شجاعت قوت اور دلیری میں اپنی مثال آپ تھا۔ ان سامانوں میں یہودیوں کو دیر ہو گئی رسولؐ خدا وہاں سے اٹھ آئے بڑی خیریت ہو گئی اگر ذرا دیر آپ وہاں قیام کرتے تو خدا نا کردہ آج ہی کام تمام تھا بنی نضیر بزدل تو تھے ہی اپنے گھروں میں چھپ رہے قلعہ کے دروازے بند کر لئے تاہم رسولؐ اللہ کی ایذا رسانی سے غافل نہیں تھے حیی ابن اخطب ان کا سردار تھا اور نہایت دلیر اس نے اپنے ہمراہیوں کے اتفاق سے شب خون کی تجویز ٹھہرائی اس وقت تک خیمہ رسولؐ بھی حطیم میں تھا۔ یہودیوں نے دریافت احوال کی غرض سے خیمہ رسولؐ پر ایک تیر پھینکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ دیکھ کر اپنا خیمہ وہاں سے اٹھا دیا یہ دیکھ کر یہودیوں کے دل اور بڑھ گئے دوسرے دن وہ صبح سے ایک عظیم شب خون کا بندوبست کرنے لگے"

علی مرتضٰی علیہ السلام کو ان سامانوں کی خبر لگ گئی مگر آپ نے اس راز کو اپنے ہمراہیں میں کسی سے بھی نہ کہا یہاں تک کہ شام ہو گئی اور تمام مہاجر و انصار فریضہ مغرب سے فارغ ہو کر رسول خدا کے پاس حاضر ہوئے ادھر علی مرتضٰیؑ نے قتل کفار اور نصرت اسلام کی نیت کر لی اور لشکر اسلام سے تنہا نکل کر غنیم کی کار روائیوں کا سراغ لینے لگے صحبت رسولؐ کو علی المرتضٰیؑ سے خالی دیکھ کر ہر شخص متعجب ہوا رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ علیؑ مرتضٰی کی غیر حاضری مصلحت سے خالی نہیں ہے یا تو وہ کہیں مصروف عبادت ہیں یا کفار کا سراغ لگا رہے ہیں دونوں باتیں تمہارے خوش ہونے کی فکر کیا ہے ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو" علیؑ مرتضٰی کو انتظار کفار میں وہ رات تمام ہو گئی ان کے استقلال میں

نہ اضطراب ہی کو دخل تھا نہ انتشار کو جب آپ تلواروں کے سامنے نہ گھبرائے تو صرف رات کی تنہائی یا تاریکی دیکھ کر کیا گھبراتے بنی نضیر اپنے خیالوں میں محو تھے اس دن انہوں نے عروہ ابن انیس کو فوج رسولؐ پر شب خون مارنے کی غرض سے چند یہودیوں کے ہمراہ روانہ کیا تھا عروہ کے رفیق تو اور راستوں سے فوج اسلامی کی طرف چلے اس کی موت اس کو اسی راہ پر کھینچ لائی جہاں جناب علیؑ مرتضٰی دیر سے ان کا انتظار کر رہے تھے ہنوز علیؑ مرتضٰی کو انتظار کفار سے اطمینان نہیں ہوا تھا کہ عروہ علیؑ مرتضٰی کے قریب پہنچ گیا انہوں نے عروہ کو دور پہنچا کر کہ یہ ہمارا خواہاں ہے اور ہم اس کے پھر بلا انتظار اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک ہی ضرب میں اس کا سر کاٹ لیا عروہ کے ہمراہیوں کو جب اس واقعہ کی خبر پہنچی تو وہ جناب علیؑ مرتضٰی کے تعاقب میں نکلے آپ نے تن تنہا ان لوگوں سے مقابلہ کیا دیر تک تلوار چلتی رہی تھوڑے عرصہ میں ابو دجانہ انصاری اور سہیل ابن حنیف بھی فوج اسلامی نکل کر جناب علیؑ مرتضٰی کے شریک ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ عروہ کے تمامی رفقا مارے گئے جناب علیؑ مرتضٰی عروہ ابن انیس کا سر لے کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا سر آپؐ کے قدموں میں ڈال دیا عروہ اور اس کے ہمراہیوں کا انجام ایک ہوا بنی نضیر کی رہی سہی امیدیں منقطع ہو گئیں وہ ایسے بدحواس اور شکستہ دل ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس صلح کے پیغام بھیجے کہ ہم بھی بنی قینقاع کی طرح گھر چھوڑ دینے پر راضی ہیں ہم کو ہماری جاں بخشی دی جائے ہم کو صرف سامان باربرداری فراہم کر لینے دیا جائے جناب رسالتمآبؐ نے ان کی استدعا کو قبول فرمایا اور وہ دوسرے دن اپنا مال و متاع لے کر مدینۃالنبی سے خیبر کی طرف نکل گئے روضتہ الصفا جلد دوم قلمی ص ۱۰۱ تاریخ الانبیاء جلد دوم ص ۲۱۵ ترجمہ مدارج النبوۃ ص ۳۱۷ ابوالفدا ص ۱۰۱

اسی سال میں جناب علیؑ مرتضٰی کی مادر گرامی حضرت فاطمہ بنت اسد کی وفات اور جناب سید الشہداء خامس آلعبا حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت واقع ہوئی۔ المراج المبین ص ۹۰

شیخ طبرسی اور علیؑ بن ابراہیم اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو بنو

نظیر نے جو مدینہ کے سب سے بہتر لوگ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس بات پر صلح کر لی کہ مسلمانوں سے نہ جنگ کریں گے نہ کسی کی اس معاملہ میں مدد کریں گے۔ حضرت نے اس شرط پر امان دے دی لہٰذا جنگ بدر واقع ہوئی اور آنحضرتؐ مشرکین پر غالب ہوئے تو ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم یہ وہی پیغمبر ہیں جن کی پیشگوئی ہم نے توریت میں دیکھی ہے جس کا دین کبھی زائل نہ ہوگا۔ جب احد کی جنگ ہوئی اور مسلمان میدان سے بھاگے تو وہ شک و شبہ میں گرفتار ہو گئے اور اپنے عہد کو توڑ ڈالا۔ اور کعب بن اشرف چالیس یہودیوں کے ساتھ مکہ میں آیا اور ان لوگوں نے ان کی مدد و اعانت پر قسم کھائی اور آنحضرتؐ کے دفع پر اتفاق کیا اور ان کے ہم سوگند ہو گئے۔ ابو سفیان چالیس قریش کو لے کر اور کعب اپنے چالیس یہودیوں کے ساتھ کعبہ کے سامنے حاضر ہوئے اور ایک دوسرے سے عہد و پیمان کیا۔ پھر کعب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مدینہ واپس آیا۔ ادھر جبرائیل نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور آنحضرتؐ کو خدا کی جانب سے حکم دیا کہ کعب بن اشرف کو قتل کر دیں۔ حضرت نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا انہوں نے اس کو قتل کر دیا جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا گیا۔ سب سے پہلی نزاع جو بنی نضیر نے علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کی یہ تھی کہ مدینہ میں یہودیوں کے دو گروہ اولاد جناب ہارون میں سے تھے۔ بنی نظیر اور بنی قریظہ۔ بنی قریظہ سات سو افراد تھے اور بنی نضیر ایک ہزار اور یہ مال و دولت میں بنی قریظہ سے زیادہ تھے۔ اور بنی نضیر عبداللہ بن ابی کے ہم سوگند تھے جب ان دونوں قبیلوں میں سے کوئی قتل کر دیا جاتا۔ اگر وہ بنی نضیر میں ہوتا تو وہ کہتے کہ ہم راضی نہیں ہو سکتے کہ ہمارے ایک آدمی کے عوض میں تمہارا ایک آدمی قتل کیا جائے۔ اس معاملہ میں ان کی نزاع بہت بڑھ گئی۔ آخر آنحضرتؐ کی خدمت میں بالاتفاق نامہ لکھا کہ اگر بنی نضیر کا کوئی شخص بنو قریظہ کے کسی آدمی کو مار ڈالتا ہے تو وہ لوگ اس کو برے حال سے گدھے پر سوار کر کے اس کا منہ کالا کر دیتے ہیں اور آدھا خون بہا لیتے ہیں اور بنی قریظہ کا کوئی شخص بنی نضیر کے کسی آدمی کو مار ڈالتا ہے تو وہ پوری دیت لیتے ہیں اور اس کے عوض اس کو قتل بھی کر دیتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے اور اوس و خزرج مسلمان ہوئے یہودی کمزور ہو گئے اسی اثناء

میں قرینظہ کے ایک شخص نے بنی نضیر کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ انہوں نے بنی قرینظہ کے پاس پیغام بھیجا کہ خون بہا اور قاتل کو ہمارے سپرد کرو تاکہ ہم اس کو قتل کریں۔ قرینظہ والوں نے کہا یہ توریت کا حکم نہیں ہے تم جبراً ایسا چاہتے ہو ہم تو اس امر پر راضی نہیں ہو سکتے۔ یا دیت لے لو یا قاتل کو قتل کر دو۔ اگر اس فیصلہ کو قبول نہیں کرتے ہو تو ہم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ثالث قرار دیتے ہیں۔ بنی نضیر عبداللہ بن ابی کے پاس گئے اور کہا جاؤ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس معاملہ میں گفتگو کرو کہ ہمارے اور ان کے درمیان جو عہد ہوا ہے اس کو نہ توڑیں۔ عبداللہ نے کہا تم کسی اور کو میرے ساتھ ان کے پاس بھیجو تاکہ وہ میری اور ان کی باتیں سنے۔ اگر تمہاری خواہش کے مطابق وہ فیصلہ کریں منظور کر لیا ورنہ مت راضی ہونا۔ غرض کسی کو اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بھیجا۔ عبداللہ نے حضرت سے کہا کہ یہ دونوں فریق قرینظہ اور بنی نضیر نے آپس میں ایسا عہد و پیمان مضبوط کر رکھا ہے اور اب بنی قرینظہ عہد کو توڑ رہے ہیں اور آپؐ کے فیصلہ پر راضی ہیں آپؐ ان کے خط اور عہد کو مت ضائع کریں کیونکہ بنی نضیر قوت و شوکت میں زیادہ ہیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں فتنہ نہ برپا ہو جس کا پھر تدارک نہ ہو سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کی اس تہدید آمیز گفتگو سے آزردہ ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام یہ آیتیں لے کر نازل ہوئے۔ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ (پ۶ سورہ مائدہ آیت۴۱) اے بلند مرتبہ رسولؐ تم کو ان لوگوں کی باتیں رنجیدہ نہ کریں جو کفر کی طرف دوڑ گئے ہیں جو زبان سے کہتے تو ہیں کہ ہم ایمان لائے لیکن ان کے دل ایمان سے بے بہرہ ہیں یعنی عبداللہ بن ابی جو منافق تھا وَ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ (پ۶ آیت ۴۱ سورۃ مائدہ) اور یہودیوں میں کچھ لوگ تمہاری باتیں سننا چاہتے ہیں تاکہ تم کو ابن ابی کے سامنے اور ان لوگوں کے سامنے جھٹلائیں جو تمہارے پاس بنی نضیر کی جانب سے ابن ابی کے ساتھ نہیں آئے ہیں۔ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا (پ۶ آیت۴۱ سورۃ

مائدہ) وہ لوگ ان کلمات کو ان کے مقام سے بدل دیتے ہیں جہاں خدا نے ان کو قرار دیا ہے اور کہتے ہیں کہ اگر وہ تم کو دیں جو کچھ تم چاہتے ہو تب تو مان لو اگر وہ نہ دیں تو مت مانو۔ یہ اشارہ ہے ابن ابی کی باتوں کی طرف جو اس نے بنی نضیر سے کہا تھا آخر آیت تک جو خداوند عالم نے اس واقعہ میں ظاہر کیا ہے اور آنحضرتؐ نے بنی نضیر کی خواہش کو جو حکم توریت کے خلاف تھی رد کر دیا اور بنی۔قرینظہ کے بارے میں فیصلہ کیا۔

بنی نضیر کی امان شکنی کا دوسرا سبب یہ ہوا کہ جب عمرو بن عمید چاہ معونہ سے واپس ہوئے راستہ میں بنی عامر کے دو کافروں سے جو آنحضرتؐ کی امان میں تھے ملاقات ہوئی۔ عمرو کو آنحضرتؐ کی امان دہی کی اطلاع نہ تھی۔ وہ دونوں سو گئے تو عمرو نے دونوں کو قتل پیغام بھیجا کہ ہرگز مدینہ سے مت جاؤ بلکہ ان سے جنگ کرو۔ میں اپنے عزیزوں اور اپنی قوم کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا اور بنی قرینظہ اور ان کے جانشین بنی غطفان تمہاری اعانت کریں گے اگر تم مدینہ سے نکلے جاتے ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے اور اگر جنگ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ شریک ہو کر جنگ کریں گے۔ یہ سن کر ان لوگوں نے اپنی جگہ رہنے کا ارادہ کیا اور جنگ کے لئے تیار ہوئے اور اپنے قلعے تعمیر کئے اور حضرت کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم تو باہر نہیں جائیں گے آپ جو چاہیں کریں۔ یہ سن کر حضرتؐ اٹھے اور فرمایا اللہ اکبر۔ آپؐ کے اصحاب نے بھی اللہ اکبر کہا۔ حضرت نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ علم سنبھالو اور بنی نضیر کے قلعوں کی طرف جاؤ۔ امیرالمومنین علیہ السلام اس طرف روانہ ہوئے اور حضرت ان کے پیچھے چلے اور ان کفار کا جا کر محاصرہ کر لیا۔ لیکن عبداللہ بن ابی اور بنو قرینظہ نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ حضرت نے پندرہ یا اکیس روز تک محاصرہ کیا۔ شیخ مفید اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ بنو نضیر کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا کہ میرا خیمہ بنی حطمہ کے قبیلہ سے بہت دور نصب کیا جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی۔ رات کے وقت بنی نضیر کے ایک شخص نے ایک تیر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خیمہ پر مارا' تو حضرت کے حکم سے خیمہ دامن کوہ میں برپا کیا گیا اور مہاجرین و انصار آپؐ کے خیمہ کے گرد جمع ہو گئے۔ رات کے وقت حیدرؑ کرار وہاں سے کہیں پوشیدہ طور سے چلے گئے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علیؑ نہیں دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کسی ایسے کام میں مشغول

ہوں گے جس میں تمہارے امور کی بہتری ہوگی۔ تھوڑی ہی دیر میں امیرالمومنینؑ اس مرد یہودی کا سر لیئے ہوئے حاضر ہوئے جس نے حضرتؐ کے خیمہ پر تیر مارا تھا۔ اس کو غرورا کہتے تھے حضرت علیؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدموں میں سر ڈالدیا۔ حضرت نے پوچھا اس کو کس طرح مارا؟ عرض کی میں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ مرد خبیث بہت جری و شجاع ہے کہ اس نے ایسی حرکت کی اور میں سمجھتا تھا کہ یہ رات کے وقت ضرور نکلے گا اور کوئی ایسی ہی حرکت پھر کرے گا۔ لہٰذا میں گیا اور اس کی تاک میں بیٹھا۔ جب رات اندھیری ہو گئی تو وہ نو آدمیوں کے ساتھ قلعہ سے نکلا۔ سب تلواریں ہاتھ میں لیئے اس لئے وہ سب حضرتؐ کی ملک قرار پائے۔ لیکن حضرت نے تمام سامان و اسباب تو مہاجرین کو تقسیم کر دیا اور ان کے مکانات کھیت اور چشمے امیرالمومنین کو دے دیئے۔ جناب امیرؑ نے ان سب کو اولاد جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نام وقف کر دیا۔ بنی نضیر کے کچھ لوگ تو فدک اور وادی القریٰ کی طرف گئے اور کچھ لوگ شام کے اطراف میں جا بسے۔ اور ایک روایت کے مطابق ان میں سے کچھ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔ خدا نے سورۃ حشر میں یہ آیتیں ان کے ذکر میں نازل فرمائیں۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ (پ۲۸ سورہ حشر آیت ۲ تا ۵) وہ خدا وہ ہے جس نے اہل کتاب میں سے جو کافر ہو گئے تھے ان کو ان کے مکانوں اور منزلوں سے پہلے ہی ہلے میں نکال باہر کیا یعنی بنی نضیر کو اور اے مومنین تم کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ لوگ بھی یہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے ان کو عذاب سے بچا لیں گے۔ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ○ تو ان پر خدا کا عذاب آیا اس جگہ سے جہاں سے ان کو امید نہ تھی اور خدا نے ان دلوں میں خوف و ہراس پیدا کر دیا جبکہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے مکانات خراب و برباد کر رہے تھے اور مومنین بھی۔ لہٰذا اے آنکھ والو اور سمجھنے والو عبرت حاصل کرو۔ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ○

(پ۲۸ آیت ۳ سورہ حشر) اور اگر خدا نے ان کے لیے یہی لکھ دیا تھا کہ وہ گھروں سے نکالے جائیں اور آوارہ و سرگرداں ہوں تو یقیناً" وہ دنیا میں ان پر قتل اور اسیری کا عذاب کرتا اور آخرت کا عذاب تو ان کے لیے تیار ہی ہے۔ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ شَاقُّوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَمَنْ یُّشَآقِّ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ○ یہ عذاب ان پر اس لیے ہے کہ انہوں نے خدا و رسولؐ کی دشمنی اور مخالفت کی اور جو شخص خدا سے دشمنی کرتا ہے تو خدا بڑا سخت عذاب کرنے والا ہے۔ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَۃٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْھَا قَآئِمَۃً عَلٰٓی اُصُوْلِھَا فَبِاِذْنِ اللّٰہِ وَ لِیُخْزِیَ الْفَاسِقِیْنَ ○ (پ۲۸ آیت ۲ تا ۵ سورہ حشر) اے رسولؐ تم نے درختہائے خرما جو کاٹ ڈالے یا جو کچھ باقی رکھا وہ سب خدا کے حکم سے تھا نہ کہ وہ فاسقان یہود کو ذلیل و رسوا کرے" علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ عتاب آمیز جواب یہودیوں کی ان باتوں کا تھا جو انہوں نے درختوں کے کاٹنے پر مسلمانوں سے کی تھیں۔ پھر خدا نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِھِمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَکُمْ وَلَا نُطِیْعُ فِیْکُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّکُمْ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ ○ (پ۲۸ آیت ۱۱ سورہ حشر) اے رسولؐ کیا تم نے ان منافقین کو نہیں دیکھا جو اپنے یہودی بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ اپنے مکانات اور شہر سے نکال دیئے جاؤ گے تو یقیناً" ہم بھی از راہ دوستی و محبت تمہارے ساتھ نکل چلیں گے اور تمہاری تکلیف و مصیبت میں کسی کا حکم نہ مانیں گے۔ اگر لوگ تم سے لڑیں گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ دشمنوں سے لڑیں گے اور تمہاری مدد کریں گے۔ خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں" لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَھُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَھُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْھُمْ لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ○ اگر یہودی مدینہ سے نکال دیئے جائیں تو منافقین ان کے ساتھ نہ جائیں گے اور اگر یہودیوں سے جنگ ہوگی تو وہ ان کی مدد نہ کریں گے۔ اور اگر مدد بھی کریں گے تو میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے اور یہودیوں کو مدد سے محروم کر دیں گے" لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَھْبَۃً فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنَ اللّٰہِ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ

قَوْمٌ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَاءِ
جُدُرٍ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ○ ایمان والو تمہارا خوف ان کے دلوں میں خدا سے بھی زیادہ ہے
اس لئے کہ یہ لوگ خدا کی عظمت و جلالت سے بے خبر ہیں یہ سب مل کر بھی تم سے
مقابل ہو کر نہیں لڑ سکتے مگر ہر طرف سے محفوظ آبادی یا کسی مضبوط دیواروں کی آڑ میں رہ
کر۔ ان کی دھاک آپس میں ایک دوسرے پر تو بہت سخت ہے لیکن خدا نے ان کو تم سے
خوفزدہ کر دیا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ سب منافقین و یہودی آپس میں متحد و متفق ہیں
مہاجرین کے لیے مخصوص کرتے ہیں پھر بھی ہمارے مکانات اور سامان ان کے لئے حاضر
ہیں۔ اس وقت خدا نے ان کی مدح میں فرمایا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ
بِهِمْ خَصَاصَةٌ (پ۲۸ آیت۹ سورہ حشر) یعنی وہ مہاجروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے
ہیں اگرچہ وہ خود ان چیزوں کی حاجت رکھتے ہیں جو ایثار کرتے ہیں" حیات القلوب جلد ۳
ص ۵۹-۱۸۱

غزوہ ذات الرقاع

شیخ طبرسی نے قول حق تعالیٰ و اذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوۃ (پ۵
آیت۱۰۲ سورہ النساء) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہ آیت نماز خوف کے بارے میں نازل
ہوئی جبکہ آنحضرتؐ عسفان میں اور مشرکین صجنان میں تھے اس وقت حضرتؐ نے نماز
خوف پڑھی اور بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید کا ظاہری اسلام بھی اسی سبب سے ہوا۔
اور ابو حمزہ ثمانی کی تفسیر سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ جنگ بنی محارب و بنی انمار
کے لئے گئے، خداوند عالم نے ان کو ہزیمت دی وہ اپنے مال و اولاد کو بچا لے گئے۔
حضرتؐ نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں قیام فرمایا۔ چونکہ کوئی دشمن نظر نہ آیا لہٰذا لشکر نے
اپنے ہتھیار کھول دیئے اور آنحضرتؐ قضائے حاجت کے لئے بغیر کسی ہتھیار کے باہر دور
چلے گئے۔ آپؐ کے اور آپؐ کے اصحاب کے درمیان ایک وادی حائل تھی۔ اسی اثناء
میں قبل اس کے کہ حضرتؐ فارغ ہوں ایک سیلاب آیا اور وادی پانی سے بھر گئی اور

بارش بھی ہونے لگی۔ جب آنحضرتؐ فارغ ہوئے تو ایک کانٹے دار درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ عورث بن حارث محاربی اور اس کی قوم نے پہاڑ پر سے آنحضرتؐ کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے ہیں۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اس وقت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اپنے اصحاب سے الگ ہیں اب ان کو قتل کر دے اس نے کہا اب بھی اگر میں ان کو قتل نہ کروں تو خدا مجھے برباد کر دے۔ وہ اپنی تلوار لے کر پہاڑ سے اترا۔ حضرتؐ نے اس وقت اس کو دیکھا جبکہ وہ ننگی تلوار لیئے سر پر آ پہنچا۔ اس نے کہا اے محمدؐ اس وقت تم کو مجھ سے کون بچائے گا حضرت نے فرمایا میرا خدا۔ یہ سنتے ہی وہ منہ کے بل گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ حضرتؐ نے اس کی تلوار اٹھالی اور فرمایا اب تو بتا تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ اس نے عاجزی سے کہا کوئی نہیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا خدا کی وحدانیت اور میری پیغمبری کا اقرار کرتا ہے اس نے کہا نہیں لیکن عہد کرتا ہوں کہ آپؐ سے کبھی جنگ نہ کروں گا اور نہ آپؐ کے دشمن کی مدد کروں گا۔ حضرتؐ نے اس کی تلوار اس کو واپس دے دی تو وہ بولا آپ مجھ سے بہت بہتر ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں تجھ سے کرم کرنے کا زیادہ سزا وار ہوں۔ جب عورث اپنے اصحاب کے پاس واپس گیا تو ان لوگوں نے پوچھا کیوں تو نے ان کو تلوار نہ ماری جبکہ ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے کہا جب میں نے تلوار کا وار کرنا چاہا کسی نے میری پیٹھ پر مارا کہ میں گر گیا۔ مجھے نہیں معلوم وہ کون تھا۔ آخر جلد ہی سیلاب دور ہو گیا اور آنحضرتؐ اپنے لشکر میں آ گئے۔ کلینی نے یہ حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ یہ واقعہ جنگ ذات الرقاع میں پیش آیا۔ اور اعلام الورےٰ میں روایت کی ہے کہ حضرتؐ غزوہ بنی نضیر کے بعد غزوہ بنی لحیان کی جانب متوجہ ہوئے اسی غزوہ میں عسفان میں بحکم خدا نماز خوف پڑھی اسی کے بعد جنگ ذات الرقاع کے لیے تشریف لے گئے اور تمام مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت شہدائے معونہ کے قصاص کے لیے بنی لحیان کی طرف گئے تھے اور جب وہ لوگ بھاگ گئے تو آپ عسفان کی طرف اہل مکہ کو ڈرانے دھمکانے کے لئے متوجہ ہوئے اور واپس آ گئے اور بیان کرتے ہیں کہ حضرتؐ قبیلہ غطفان کی شاخیں بنی محارب و بنی ثعلبہ سے جنگ کے لئے نکلے تھے وہی جنگ ذات الرقاع تھی۔ جنگ نہیں ہوئی اور مسلمان ار کی ایک عورت کو قید کر لائے جس کا شوہر موجود نہ تھا۔ جب وہ آیا تو آنحضرتؐ کے لشکر

کے پیچھے آیا۔ جب آنحضرتؐ نے قیام فرمایا تو ارشاد کیا کہ آج رات ہماری نگہبانی کی جائے۔ تو ایک مہاجر اور ایک انصار تعینات ہو گئے اور درہ کے دہانے پر ٹہلنے لگے مہاجر انصاری سے یہ کہہ کر سو گیا کہ تم ابتدائی شب میں پاسبانی کرو آخر شب میں میں پاسبانی کروں گا۔ انصاری نماز میں مشغول ہو گیا۔ جب اس عورت کا شوہر آیا اس نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے۔ اس نے ایک تیر اس کو مارا انصاری نے وہ بھی کھینچ کر پھینک دیا مگر نماز قطع نہیں کی، اسی طرح تیسرا تیر بھی کھینچ کر پھینکا اور رکوع و سجود سے فارغ ہو کر نماز تمام کی اور اپنے ساتھی کو بیدار کیا اور اس کو آگاہ کیا کہ دشمن آ گیا ہے۔ جب اس عورت کے شوہر نے دیکھا کہ وہ لوگ مطلع ہو گئے تو بھاگ گیا۔ مہاجر نے انصاری کا حال دیکھا تو کہا کہ تم نے پہلے ہی تیر پر مجھ کو کیوں نہ جگایا۔ اسی نے کہا میں سورۃ پڑھ رہا تھا اور اس کو قطع کرنا پسند نہ کیا۔ جب پیاپے تیر آنے لگے تو نماز پوری کی اور تم کو جگایا اور خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ آنحضرتؐ کی مخالفت ہو جائے گی اور پاسبانی میں کمی ہوگی تو میری جان چلی جاتی قبل اس کے سورۃ قطع کرتا۔

بدر صغریٰ

شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب ابوسفیان نے مسلمانوں کو دھمکی دی کہ سال آئندہ بدر کے موقع پر پھر ہمارا تمہارا مقابلہ ہوگا۔ اور حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے جواب میں کہہ دو انشاء اللہ تعالیٰ۔ اہل عرب ماہ ذیقعدہ میں بدر میں بازار قائم کیا کرتے تھے اور وہاں جمع ہو کر خرید و فروخت کرتے تھے۔ جب اس وعدہ کا وقت آیا حضرت نے صحابہ سے کہا کہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے کاہلی برتی اور ناگواری ظاہر کی۔ ادھر ابوسفیان بھی اپنی دھمکی دینے پر پشیمان ہوا اور سہل بن عمرو کو مدینہ بھیجا کہ مسلمانوں کو قریش کے لشکر کی زیادتی اور اسلحے اور ارادہ سے ڈرائے شاید ان پر خوف طاری ہو جائے اس وقت خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّکُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاللّٰہُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْکِیْلًا (پ۵ سورہ النساء آیت ۸۴) یعنی راہ خدا میں جنگ کرو اے رسولؐ سوائے تمہاری اپنی ذات کے تم پر کسی کی ذمہ داری نہیں

مومنین کو ترغیب و تحریص جنگ پر تاکید کرو تاکہ خدا کافروں کے ظلم و ضرر کو تم سے روک دے اور خدا کا خوف و رعب سخت اور اس کا عذاب بہت شدید ہے" جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت جنگ کے لئے نکلنے پر تیار ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میں جاؤں گا خواہ میں تنہا ہوں اور میرے ساتھ کوئی نہ ہو۔ عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ میں چھوڑا اور امیرالمومنینؑ کو علم دیا اور بدر کی طرف ستر سواروں کے ساتھ متوجہ ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ پندرہ سو افراد تھے اور دس گھوڑے اور تجارت کا بہت سا مال ساتھ لے لیا اور ماہ ذیقعدہ کی شب اول ۴ھ کو بدر پر وارد ہوئے اور وہاں آٹھ روز تک مقیم رہے اور اپنے سامان تجارت میں سے ایک ایک دو دو درہم کا مال بیچتے رہے جس سے کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا۔ ابو سفیان لعین دو ہزار سواروں کے ساتھ مکہ سے باہر نکلا۔ پچاس گھوڑے ساتھ تھے۔ وہ مرالظہران تک پہنچا تھا کہ اپنے آنے پر پشیمان ہوا اور کہا یہ خشک سالی کا زمانہ ہے چارہ اور گھاس کم ہے دوسرے سال چلیں گے جبکہ دانہ و گھاس چوپائیوں کے لیے کافی ہوگی۔ یہ سن کر صفوان بن امیہ نے ابوسفیان کو ملامت کی کہ میں کہتا تھا کہ ان سے جنگ کا وعدہ مت کر اب اگر ہماری طرف سے وعدہ خلافی ہوگی تو ان کی جرات کا باعث ہوگی۔ آخر وہ لوگ واپس چلے گئے اور جنگ خندق کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آیت حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل (آیت ۱۷۳ پ ۴ سورہ آل عمران) جو غزوہ حمراء الاسد کے بیان میں ذکر ہوئی اس غزوہ میں نازل ہوئی۔
حیات القلوب جلد ۳ ص ۶۰۳

بنی البیرق

۴ھ کے واقعات میں سے ایک واقعہ بنی ابیرق کا ہے۔ چنانچہ علی بن ابراہیم اور شیخ طبرسیؒ وغیرہم نے روایت کی ہے کہ بنی ابیرق کے خاندان سے تین بھائی بشر، بشیر اور مبشر منافق تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتے تھے اور کفار کے ذریعہ سے ان کو مشہور کیا کرتے تھے اور قتادہ بن نعمان کے چچا کے مکان میں جو مجاہدان بدر سے تھے نقب لگا کر ان کا غلہ وغیرہ جو انہوں نے اپنے اہل و عیال کے لئے جمع کر رکھا تھا اور ان کی زرہ اور تلوار چرا لے گئے۔ قتادہؓ نے آنحضرتؐ سے اس کی شکایت

کی بنو ابیرق نے سنا تو کہا یہ لبید بن جہل کا کام ہے۔ لبید نے سنا تو تلوار کھینچ کر بنی ابیرق کے مکان پر پہنچا اور کہا تم نے مجھ پر چوری کا الزام لگایا ہے حالانکہ تم ہی نے چوری کی ہے اور آنحضرتؐ کی ہجو کرتے رہتے ہو اور قریش کی طرف منسوب کرتے ہو۔ واللہ تلوار سے تمہارا کام تمام کر دوں گا۔ ان لوگوں نے لبید کو نرمی کے ساتھ منت و سماجت کر کے واپس کر دیا اور اسید بن عروہ کے پاس گئے جو ان کے قبیلہ سے تھا اور نہایت گویا اور زبان دراز تھا اس کو آنحضرتؐ کی خدمت میں اس معاملہ میں گفتگو کے لئے بھیجا اس نے حضرت سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قتادہ نے ہمارے خاندان کے لوگوں پر جو صاحب حسب و نسب اور شرف و عزت والے ہیں چوری کی تہمت لگائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس واقعہ سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور قتادہ حضرت کے پاس آئے تو آپؐ نے ان سے اظہار ناراضی فرمایا۔ قتادہ محزون و مغموم اپنے چچا کے پاس آئے اور کہا کیا اچھا ہوتا اگر میں مرگیا ہوتا اور اس معاملہ میں مدد چاہتا ہوں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰنکَ اللّٰہُ وَلَا تَکُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا ○ یَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰہِ وَ ھُوَ مَعَھُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا ○ (پ ۵ آیت ۱۰۵ تا ۱۰۸ سورہ النساء) یقیناً" ہم نے تمہارے پاس حق کے ساتھ ایسا قرآن بھیجا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان تم فیصلہ کرو جس کا خدا نے تم کو وحی کے ذریعہ علم عطا فرمایا ہے اور خیانت کرنے والوں کی حمایت میں گفتگو کرنے والے مت بنو اور خدا سے مغفرت طلب کرو بے شک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اور پہلے ہی (بغیر تحقیق) خیانت کرنے والوں کی طرف داری مت کرنے لگو کیونکہ خدا بڑے خائن اور گنہگار کو دوست نہیں رکھتا جو انسانوں سے تو اپنی بداعمالیاں چھپاتے ہیں لیکن خدا سے نہیں چھپاتے حالانکہ خدا ان کے ساتھ ہے جبکہ وہ رات کے وقت ایسے مکرو فریب کی سازش کرتے ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا اس سے آگاہ ہے" اس کے بعد اور آیتیں بھی ان کے عتاب اور تہدید میں نازل فرمائیں۔

پھر علی بن ابراہیم امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بشیر کے نزدیکی رشتہ داروں کے ایک گروہ نے مشورہ کیا کہ آؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بشیر کے بارے میں گفتگو کریں اور کہیں کہ وہ اس الزام سے بری ہے جب وہ لوگ آئے تو آنحضرتؐ نے یہ آیتیں ان کو سنائیں تو وہ لوگ بشیر کے پاس واپس آ گئے اور اس سے کہا کہ اپنے قبیح افعال سے توبہ کر اور خدا سے طلب مغفرت کر۔ اس نے کہا خدا کی قسم لبید نے چرایا ہے میں اس سے بری ہوں۔ اس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ وَ مَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا (پ۵ آیت ۱۱۲) سورہ النساء) جو شخص چھوٹا یا بڑا گناہ کرے اور کسی بے گناہ کے سر اس کو تھوپ دے تو اس نے اپنے اوپر گناہ سخت اور بہتان عظیم لاد لیا" امام نے فرمایا کہ بشیر کے رشتہ داروں کے حق میں جو اس کی طرف سے حضرت کی خدمت میں عذر خواہی کے لئے آئے تھے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَ مَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (پ ۵ آیت ۱۱۳ سورہ النساء) اے رسولؐ اگر خدا کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے ساتھ نہ ہوتی تو بے شک ان میں سے ایک گروہ نے تم کو تو گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور وہ گمراہ نہیں کر سکتے مگر اپنے نفسوں کو اور تم کو قطعی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور خدا نے تم کو قرآن و حکمت عطا کی ہے اور وہ سب کچھ سکھا دیا ہے جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر تو خدا کا بڑا فضل و کرم ہے" جب یہ آیتیں ابیرق کے بارے میں نازل ہوئیں تو وہ لوگ رسوا ہو گئے اور بشیر بھاگ کر مکہ چلا گیا اور اپنے کفر کا اظہار کیا اور مرتد ہو گیا۔ وہاں بھی وہ ایک جگہ چوری کرنے گیا تو اس پر دیوار گر پڑی اور وہ واصل جہنم ہوا تو خدا نے اس کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ○ (پ۵ سورہ النساء آیت ۱۱۵) جو شخص رسولؐ سے عداوت یا ان کی

مخالفت کرے اس کے بعد جبکہ اس پر راہ حق و ہدایت واضح ہو جائے اور مومنین کے طریقہ کے سوا دوسرے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اس کے بعد جبکہ اس پر راہ حق و ہدایت واضح ہو جائے اور مومنین کے طریقہ کے سوا دوسرے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اس کو اسی طرف پھیر دیتے ہیں جس طریقہ کو اس نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور ہم اس کو جہنم میں جھونک دیتے ہیں اور وہ بری بازگشت ہے۔

اس سال کا ایک واقعہ یہودیوں پر سنگساری کا حکم جاری کرنے کا ہے۔ شیخ طبرسی نے امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے کہ خیبر کے یہودیوں کی ایک عورت نے جو بہت شریف و نجیب سمجھی جاتی تھی انہی کے ایک رئیس سے زنا اس عورت نے کیا۔ اس عورت کا شوہر تھا اور اس مرد کی بھی زوجہ موجود تھی۔ یہودیوں نے گوارا نہ کیا کہ وہ سنگسار کئے جائیں کیونکہ وہ ان میں رئیس و سربرآوردہ تھے۔ یہودیوں نے مدینہ کے یہودیوں کو خط لکھا کہ اس مسئلہ کا جواب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حاصل کریں اس طمع کے ساتھ کہ شائد حضرت ان کی سنگساری کا حکم نہ دیں۔ لہٰذا کعب بن اشرف' کعب بن اسید' شعبہ بن عمرو' مالک بن الصیف اور کنانہ بن ابوالحقیق اور یہودیوں کے تمام روٴسا آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ مرد محصن و زن محصنہ کی زنا کا حکم بیان فرمایئے حضرت نے پوچھا میرے فیصلہ پر تم لوگ راضی ہو گے؟ انہوں نے کہا ضرور راضی ہوں گے۔ اس وقت جبرائیل علیہ السلام حکم سنگساری لے کر آئے اور حضرت نے ان سے بیان فرمایا' لیکن انہوں نے اس کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے حضرتؐ سے کہا عبداللہ بن صوریا کو ان کے درمیان ثالث مقرر فرمایئے۔ آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا تم لوگ اس یک چشم سادہ اور سرخ و سفید جوان کو جو فدک میں رہتا ہے جانتے ہو جس کو ابن صوریا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں جانتے ہیں۔ حضرت نے پوچھا تم لوگ اس کو کیسا سمجھتے ہو انہوں نے کہا یہودیوں کی دنیا میں اس سے زیادہ عقلمند اور صاحب علم کوئی نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا اس کو بلواؤ۔ غرض عبداللہ بن صوریا حاضر ہوا۔ حضرت نے اسے فرمایا کہ تجھ کو قسم دیتا ہوں اس خدا کی جس نے جناب موسیٰؑ پر توریت نازل فرمائی اور تمہارے واسطے دریا کو شگافتہ کیا اور تم کو ڈوبنے سے نجات دی' اور فرعون کو غرق کیا

اور تم پر ابر کا سایہ کیا' اور تمہارے لئے من و سلویٰ بھیجا' بتاؤ سنگسار کا حکم توریت میں ہے یا نہیں اس نے کہا ہاں ہے اسی خدا کی قسم جس کا آپؐ نے ذکر فرمایا یہ حکم توریت میں موجود ہے۔ اور اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ اگر میں جھوٹ بولوں گا اور حکم توریت کو تبدیل کر دوں گا تو خداوند توریت مجھ کو جلا دے گا تو یقیناً" انے محمدؐ تمہارے لئے اس حکم کا اقرار نہ کرتا۔ آپ بتایئے کہ آپ کی کتاب میں اس کا کیا حکم ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ چار عادل گواہ یہ گواہی دیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس طرح دیکھا ہے جس طرح سلائی سرمہ دان میں ہوتی ہے اور ان میں سے دونوں محصن ہوں تو ان کا سنگسار کرنا واجب ہے۔ ابن صوریا نے کہا خدا نے توراۃ میں بھی ایسا ہی حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرتؐ نے پوچھا بتاؤ اس حکم میں تم نے تغیر کیوں کر دیا؟ ابن صوریا نے کہا جب ہمارے امیر اور رئیس لوگ زنا کرتے ہیں تو ہم ان کو سنگسار نہیں کرتے اور جب کمزور اور غریب لوگ کرتے ہیں تو ہم ان کو سنگسار کر دیتے ہیں۔ اسی سبب سے ہمارے بڑے اور امیر لوگوں میں زنا زیادہ ہو گئی ہے یہاں تک کہ ہمارے بادشاہ کے چچا زاد بھائی نے زنا کی اور ہم نے اس کو سنگسار نہیں کیا۔ اور جب ایک دوسرے غریب سے زنا سرزد ہوئی تو بادشاہ نے اس کو سنگسار کرنا چاہا تو اس کے عزیزوں نے کہا جب تک آپ اپنے چچا زاد بھائی کو سنگسار نہ کرو گے ہم اس کو بھی سنگسار نہ کرنے دیں گے۔ اس وقت علماء نے مشورہ کیا کہ ہم کو حکم زنا دوسرا مقرر کرنا چاہیے جو شریف و وضیع کے لیے ہو۔ اس وقت سے یہ طے پایا کہ جب امیروں میں سے کوئی زنا کرے تو ہم اس کو چالیس تازیانے مارتے ہیں اور اس کا منہ کالا کر کے الٹی طرف سے گدھے پر سوار کر کے گلی کوچوں میں پھراتے ہیں اور اب تک یہی حکم ہمارے یہاں جاری ہے۔ اس وقت یہودیوں نے کہا تو نے اس قدر اقرار کر لیا اور ہم نے جو کچھ تیرے حق میں بیان کیا تھا در حقیقت جھوٹ کہا تھا اس لئے کہ نہیں چاہتے تھے کہ تیری غیبت کریں۔ ابن صوریا نے کہا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے قسم دی اس وجہ سے میں جھوٹ نہ بیان کر سکا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے ان دونوں کو مسجد میں سنگسار کیا گیا اور حضرت نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جو خدا کے حکم کو زندہ کرتا ہوں اگرچہ لوگ اس کو پوشیدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یٰٓاَھْلَ

غزوہ ذات الرقاع

اس باب میں اختلاف ہے کہ بنو نضیر کے اس غزوہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے کسی غزوہ کے لئے تشریف لے گئے۔ ابن اسحٰق سے روایت یہ ہے کہ اس غزوہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربیع الاول اور ربیع الاخر اور ماہ جمادی کا کچھ زمانہ مدینہ میں بسر فرمایا' پھر غطفان کے قبائل بنو محارب اور بنو ثعلبہ سے لڑنے کے لئے نجد گئے وہاں مقام نخل میں فروکش ہوئے یہی غزوہ ذات الرقاع ہے وہاں غطفان کی ایک بہت بڑی جمعیت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقابلہ ہوا مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور طرافین ایک دوسرے سے مرعوب ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے اسی موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلاۃ الخوف پڑھی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو لے کر مدینہ چلے آئے۔

حضرت عثمانؓ کی نیابت

مگر واقدی کا بیان ہے کہ یہ غزوہ ذات الرقاع محرم ۵ ھ ہجری میں پیش آیا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس پہاڑ کی وجہ سے یہ غزوہ معنون ہوا وہ سیاہ بھی ہے' سفید بھی اور سرخ بھی ہے اسی وجہ سے اس کا یہ نام ہوا۔ اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔

آیت صلاۃ الخوف کا نزول

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نجد چلے ذات الرقاع کے پاس ایک نخلستان میں پہنچے۔ غطفان کی ایک بڑی جمعیت سے ہمارا مقابلہ ہوا۔ لڑائی نہیں ہوئی' مگر مسلمان دشمن سے مرعوب ہو گئے

اور اس موقع پر صلاۃ الخوف کا حکم نازل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کے دو حصے کئے' ایک دشمن کے بالکل بالمقابل جا کھڑا ہوا اور دوسرا نماز کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی سب نے تکبیر کہی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مقتدیوں کے ساتھ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور جب دوبارہ کھڑے ہوئے تو وہ الٹے پاؤں چل کر اپنے دوسرے ساتھیوں کے مقام پر آ کر دشمن کے موجہہ میں کھڑے ہو گئے اور اب یہ پہلی جماعت نماز کے لئے پلٹی۔ پہلے انہوں نے خود ایک رکعت پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی' رکوع کیا اور سجدہ کیا اس کے بعد جو لوگ اب دشمن کے سامنے کھڑے تھے وہ پلٹ کر آئے اور انہوں نے اپنی دوسری رکعت ادا کی مگر جلسہ میں سب ایک ہو گئے اور سلام کے وقت سب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام بھیجا۔

اس نماز کی شکل میں بہت اختلاف ہے ہم طوالت کے خوف سے یہاں اسے بیان نہیں کرتے انشاء اللہ اپنی دوسری کتاب بسیط القول فی احکام شرائع الاسلام کے باب میں صلاۃ الخوف بیان کریں گے۔

نماز میں قصر کا حکم

جابر بن عبداللہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں قصر کا حکم کس روز نازل ہوا انہوں نے کہا قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا ہم اس کو روکنے گئے۔ ہم مقام نخل میں فروکش تھے کہ دشمن کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آواز دی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں کہو' اس نے کہا کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے نہیں ڈرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بالکل نہیں۔ اس نے کہا کون میرے مقابلہ میں تمہاری حفاظت کر سکتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ پھر اس نے تلوار نکالی اور

اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈرا اور قتل کی دھمکی دی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوچ کا اعلان کرا دیا اور سب نے ہتھیار سنبھالے اتنے میں نماز کا وقت آ گیا موذن نے اذان دے دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو پہلے نماز پڑھائی' اس اثناء میں دوسرے مسلمان ان نمازیوں کی حفاظت کرتے رہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی' پھر یہ لوگ پچھلے پیروں پلٹ کر اپنے ساتھیوں کی بجائے دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور اب وہ نماز کے لئے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اس اثناء میں جو پہلے نماز پڑھ چکے تھے وہ ان کی حفاظت کرتے رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا اس طرح رسول اللہؐ نے چار رکعت نماز پڑھی اور دوسرے صحابہ نے دو دو رکعت پڑھیں اس روز اللہ عزوجل نے نماز میں قصر کا حکم نازل فرمایا اور مسلمانوں کو نماز میں ہتھیار لگانے کا حکم دیا۔

ابن الحارث کا ارادہ قتل

جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ بنو محارب کے ایک شخص فلاں ابن الحارث نے اپنی قوم غطفان اور محارب سے کہا کہ کہو تو میں تمہاری خاطر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دوں انہوں نے کہا ضرور کرو' مگر یہ کیسے ہو گا؟ اس نے کہا میں دھوکے سے اچانک ان کو قتل کر دوں گا اس ارادے سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار گود میں رکھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تمہاری یہ تلوار دیکھنا چاہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھ لو' اس نے تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر اسے نیام سے باہر نکالا' اب وہ اسے پھرانے لگا اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وار کرنے لگا مگر اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ کو نکما کر دیا پھر اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم مجھ سے ڈرتے نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں اور میں تجھ سے کیوں ڈروں' اس نے کہا میرے ہاتھ میں تلوار ہے پھر بھی تم مجھ سے نہیں ڈرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تیرے مقابلے میں میری حفاظت کرے گا۔ اب اس نے تلوار کو نیام میں رکھ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس دے دیا۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ فَکَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ (ترجمہ :۔ اے ایمان والو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب ایک جماعت نے تم پر دست درازی کرنا چاہی اللہ نے ان کے ہاتھ تم سے روک لئے)

جابر بن عبداللہ کی روایت

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم مقام نخل کے غزوہ ذات الرقاع میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ایک مشرک عورت کسی مسلمان کے قبضہ میں آگئی اس وقت اس کا شوہر موجود نہ تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ آنے لگے تب اس کے شوہر کو اس واقعے کی اطلاع ملی۔ اس نے قسم کھائی کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں میں سے کسی کو قتل نہ کروں گا باز نہ رہوں گا۔ اس نیت سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ان کے نقش قدم پر چلا۔ آپؐ کسی منزل میں فروکش ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج رات کو ہماری نگہبانی کون کرے گا۔ مہاجرین میں سے ایک صاحب اور انصار میں سے ایک صاحب نے اس کام کے لئے اپنے کو پیش کیا اور کہا کہ ہم نگہبانی کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا تم اس راستے کے ناکے پر کھڑے رہنا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ اسی راستے پر وادی کے شکم میں فروکش ہوئے تھے جب وہ دونوں صاحب اس کام کے لئے فرودگاہ سے نکل گئے انصاری نے مہاجر سے کہا اول آخر رات کا کونسا حصہ چاہتے ہو کہ اس میں نگہبانی کروں۔ مہاجر نے کہا اول شب تم پہرہ دو اس قرار

داد پر مہاجر نماز پڑھ کر سو رہے اور انصاری نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اس وقت اس عورت کا خاوند یہاں پہنچا اور ان کی شکل نظر آتے ہی تاڑ گیا کہ یہ مسلمان کے نگہبان ہیں اس نے ان پر تیر چلایا وہ آ کر لگا انہوں نے اسے اپنے جسم سے نکال کر زمین پر ڈال دیا اور خود اسی طرح کھڑے نماز پڑھتے رہے اس شخص نے ان کے دوسرا تیر مارا اور وہ بھی ان کو آکر لگا انہوں نے اسے بھی اپنے جسم سے کھینچ کر زمین پر ڈال دیا اور پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا اس کے بعد اپنے دوسرے رفیق کو جگایا اور کہا ہوشیار ہو بیٹھو مجھ پر حملہ کیا گیا ہے۔ مہاجر جاگ کر ہوشیار ہو بیٹھے جب اس شخص نے ان دونوں کو دیکھا وہ سمجھ گیا کہ یہ مجھ سے چوکنے ہو گئے جب مہاجر نے انصاری کو دیکھا کہ ان کے جسم سے خون جاری ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ آپ نے غضب کیا جب پہلا تیر آپ کے لگا تھا آپ نے مجھے کیوں نہ جگایا۔ انصاری نے کہا میں کلام اللہ کی ایک سورۃ تلاوت کر رہا تھا مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ اسے پورا کئے بغیر چھوڑ دوں' مگر جب متواتر مجھے تیر لگنے لگے میں نے رکوع کیا پھر تم کو اطلاع دی اور یہ بھی اس لئے کہ میں نے سوچا کہ اس سورۃ کو ختم کرنے یا اس کو ہونے سے پہلے یہ مجھے ختم کر دے گا اور اس طرح جس مقام کی نگرانی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے وہ غیر محفوظ رہ جائے گا' مجھے تم سے کہنا پڑا۔ (طبری جلد ۱ ص ۲۶۹ سطر ۱۲)

غزوہ مریسیع یا غزوہ بنی المصطلق

بنی المصطلق یہودیوں کے ایک قبیلہ کا نام ہے مریسیع ایک چشمہ کو کہتے ہیں جو قدید کی طرف واقع ہے۔ بنی المصطلق نے بنی خزاعہ سے سازش کر کے اسلام کی مخالفت پر کمر باندھی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مقابلہ کے لئے امادہ ہوئے یہ خبر مدینہ پہنچی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بریدہ کو ان کے حالات دریافت کرنے کے لئے مدینہ سے بھیجا یہ نہایت ہوشیاری سے اس خدمت کو بجا لائے اور ان سے ایسے ملے جلے کہ تھوڑے ہی دن میں ان کے پورے پورے حالات بریدہ کو معلوم ہو گئے بریدہ

کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جب ان کی مخالفت کی پوری خبر مل گئی تو مع فوج کے مدینہ سے کوچ کیا گیا فوج اسلامی جب چشمہ مریسیع پر پہنچی تو بنی المصطلق مقابل ہوئے بنی خزاعہ جو ان کے ساتھ جنگ میں شریک تھے فوج اسلامی کو دیکھتے ہی علیٰحدہ ہو گئے آخر کار بنی المصطلق نے تنہا ہو کر اہل اسلام سے مقابلہ کیا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہودیوں پر حملہ کا حکم دیا مہاجرین کی صف کا نشان علی مرتضٰی علیہ السلام کو اور انصار کی جماعت کا سعد ابن عبادہ کو عنایت ہوا اہل اسلام نے پہلے ہی حملہ میں حریف کے علمدار لشکر قتادہ کو قتل کر ڈالا قتادہ کے بعد مالک جو بنی مصطلق میں مانا ہوا دلیر تھا جناب علی مرتضٰی علیہ السلام سے مقابل ہوا مگر شمشیر یداللہٰی کی ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام ہو گیا مالک کے اس کا بیٹا باپ کے قصاص کا دعویدار نکلا وہ بھی مارا گیا بنی مطلق نے اتنی سی لڑائی کو کافی سمجھا میدان جنگ سے منہ پھیر دیا فوج اسلام نے ان کا تعاقب کیا جناب علی مرتضٰی علیہ السلام نے انہیں فراریوں سے حارث ابن ضرار رئیس قبلہ کی لڑکی بردہ کو گرفتار کر لیا جو حرم نبوی میں داخل ہو کر جویرہ کے مقدس نام سے موسوم ہوئیں۔ (تاریخ الانبیاء جلد دوم ص ۲۲۴ روضہ الصفاء جلد دوم ۱۰۵ حیات القلوب جلد دوم ص ۲۹۳ السراج المبین ص ۹۱)

غزوہ احزاب یا جنگ خندق

ناظرین کو یاد ہو گا کہ ابوسفیان نے اپنی شرم مٹانے کے خیال سے احد سے لوٹتے وقت کہہ دیا تھا کہ ہم دوسرے سال پھر اہل اسلام سے مقابلہ کریں گے۔ وہ دوسرے سال مکہ سے بھی قصد کر کے نکلا بھی مگر ظہران باغسان تک پہنچ کر قحط سالی کا بہانہ کر کے لوٹ گیا اب کی بار بنی نضیر سے ابوسفیان نے سازش کی اور بنی غطفان بنی سلیم اور بنی کنانہ یہودیوں کے تین اور قبیلوں کو بھی اپنی طرف ملالیا ان قبیلوں کے علاوہ بنی قریظہ بھی ان سے مل گیا یہ قبیلہ اس وقت نہ اسلام ہی کا حلیف تھا نہ مشرکین کا شریک قابل اس کے اور اسلام کے مابین یہ عہد ہو چکا تھا کہ وہ آپس کے معاملات میں کسی طرف بھی نہ ہو گا۔ بنی

قرینظہ نے صریحاً" اسلام سے نقص عہد کیا اسلام کو یہودیوں کی مخالفت سے زیادہ ان کی شرارت پر ملال ہوا بہرحال مکہ میں قریش بنی نضیر بنی کنانہ بنی غطفان اور بنی قرینظہ یہ پانچ چھ قبیلے اسلام کی بیخکنی پر آمادہ ہو گئے جس وقت ابوسفیان مکہ سے اپنی فوج عظیم لے کر باہر نکلا تو دس ہزار زرہ پوش جوان اس کی رکاب میں ایک اسلام کی مخالفت پر اپنی جان دینے کو موجود تھے مشرکین کی اس جماعت کا سردار عمر ابن عبدود تھا جو عرب میں قوم قریش کا رستم داستان ہونے کی پوری لیاقت رکھتا تھا اس وقت تک مدینہ میں فوج اسلامی کے لئے نہ کوئی مستحکم قلعہ تھا اور نہ شہر کی حفاظت کے لئے کوئی شہرپناہ شہر کے خاص باشندوں کی یہ حالت تھی کہ ان میں آدھے سے زیادہ وہی تھے جو منافق کہلاتے تھے جو در پردہ اسلام کی حزیمت اور ذلت کے خواہاں تھے بنی قرینظہ سے آزادی کی پوری امید تھی وہ بھی مخالف ہو گئے اب اسلام کو اطمینان کہاں جناب رسالتماب کا اضطرار جب زیادہ بڑھ گیا تو سلمان الفارسی نے اپنے ملک فارس کی رسم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شہر کے چاروں طرف خندق کھدوانے کی صلاح دی یہ تجویز جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بہت پسند آئی۔

جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نفس خود اس کے اہتمام میں مصروف ہوئے مہینہ بھر میں تمام اہل اسلام نے مل کر خندق تیار کر لی اور فی الجملہ مطمئن ہو گئے ابوسفیان بھی فوج عظیم لے کر سر پر آ گیا ایک مہینہ یا بائیس روز تک طرفین کے لشکر اپنے اپنے مقام پر خاموش رہے خندق کے ادھر اسلامی فوج تھی اور ادھر مشرکین کی جب ابوسفیان کو بنی قرینظہ کے ذریعہ سے اہل اسلام کی فوجی قوتوں کا پورا اندازہ مل گیا تو اس نے اہل اسلام پر حملہ کرنے کی اجازت دی سب نے پہلے عمر ابن عبدود اپنی بے نظیر شجاعت اور قوت کے غیر متحمل جوش میں آ کر فوج مشرکین سے نکل پڑا کچھ وہی اپنے آپ کو فنون جنگ میں یکتائے روزگار نہیں سمجھتا تھا بلکہ تمامی عرب اس کو ایسا ہی خیال کرتے تھے عمر ابن عبدود لشکر سے تنہا نہیں نکلا تھا۔ عکرمہ ابن ابی جہل عبداللہ ابن مغیرہ ضرار ابن خطاب نوفل ابن عبداللہ وہیرہ ابن ابی وغیرہ بھی اس کے ہمراہ تھے۔ عمر ابن عبدود نہایت شوکت و تجمل کے ساتھ فوج سے نکل کر خندق پر کھڑا ہوا اور ھل من مبارز کے

مرے بلند کرنے لگا اس کی ہیبت اور اس کی صورت دیکھ کر فوج اسلام میں انتشار پیدا ہو گیا ان کے منصوبے اور ارادے پست ہو گئے اور ایک شرمناک خاموشی تمام فوج اسلام پر چھا ئی ان کے آئے گئے ہوش و حواس پرواز ہو گئے کسی نے کیا خوب انکی موجودہ کیفیتوں کو ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ کانما علی رؤسھم الطیر گویا ان کے سروں پر چڑیا بیٹھی تھی اور وہ سر نہ اٹھا سکتے تھے۔

برخلاف ان کے فوج اسلامی میں وہ کون ایسا رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سچا جان نثار اسلام کے نام پر مٹنے والا خدا کی راہ میں اپنا خون اور پسینہ ایک کرنے والا تھا جس نے ایسی خاموشی اور گھبراہٹ کو اپنی شجاعت اور مردانگی کے خلاف سمجھا اور نہایت ادب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عمر ابن عبدود سے مقابل ہونے کی اجازت مانگی وہ علی مرتضٰی علیہ السلام تھے۔ جناب رسالت ماب نے ان کی دلیرانہ استدعا سن کر کچھ جواب نہ دیا اور خاموش رہ گئے یہ بھی اصرار کو خلاف ادب سمجھ کر کھڑے رہے ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سکوت میں کچھ طوف نہ ہوا تھا کہ عمر ابن عبدود نے اسی طرح فوج اسلامی سے مقابل طلب کیا اس کی پرجوش آواز سن کر جناب علی مرتضٰی علیہ السلام نے ویسے ہی اذن ان سے طلب کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اب کی بار بھی ہرگز اعتنا نہ فرمائی مگر مسلمانوں کا سکوت ایسے وقت میں قیامت کر رہا تھا اور حریف کے منصوبے اور ارادوں کو ترقی دے رہا تھا اور یہ یقین دلا رہا تھا کہ عمر ابن عبدود کے مقابل سے لشکر اسلامی بالکل خالی ہے کسی میں اتنی بھی جرأت نہیں ہے جو اس کے سامنے اپنی جرأت و ہمت کے پاؤں ڈال سکے انہیں لوگوں کی سکوت نے جناب رسول خدا کے انتشار اور اضطرار میں اور ترقی کر دی تھی اور آپ نہایت خاموشی سیاس محاصرہ کی آیندہ نتائج پر غور فرما رہے تھے۔

اہل اسلام سے عمر ابن عبدود کے مقابلہ پر جرأت نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو یہ وجہ حضرت عمر نے بیان کی کہ یہ شخص اپنی شجاعت اور تاب و طاقت میں اپنا جواب نہیں رکھتا اس کی جرات و دلیری کا خود مجھے تجربہ ہو چکا ہے ایک دفعہ میں ایک قافلہ میں اس کا رفیق تھا اور ہم دونوں شام جانے والے تھے۔ راستہ میں ڈاکوؤں نے ہمارے قافلے پر حملہ

کیا اور چاروں طرف سے ہمیں گھیر لیا لوٹنا شروع کیا میرے رفیق عمر ابن عبدود نے یہ دیکھ کر تلوار کھینچی اور ایک اونٹ کے بچے کو ڈھال کی طرح ہاتھ میں اٹھا کر ڈاکوؤں کی جماعت میں جا پڑا اور تن تنہا دم کے دم میں وہ قیامت کی جرأت دکھلائی کہ قزاقوں کا گروہ پھٹ گیا اور وہ لوگ اس شخص کی تیغ آبدار سے پناہ مانگ کر بھاگ گئے اسی دن سے اس کی خوف اور ہیبت کے نقشے دل پر جم گئے اور آج انہیں باتوں کو خیال کر کے کوئی شخص اس کے مقابلہ کی جرأت نہیں کرتا۔ (معارج النبوۃ رکن چہارم ص ۱۸۵ روضتہ الصفا جلد ثانی قلمی (۹۶

لشکر اسلام میں ابھی یہ تقریر تمام نہ ہوئی تھی کہ عمر ابن عبدود جو مسلمانوں کے سکوت کو ان کے خوف ان کی دہشت ان کے انتشار کا باعث سمجھ کر اور قوی دل ہو رہا تھا۔ اپنی شجاعت اور دلیری کے جوش میں آکر یہ اشعار پڑھنے لگا۔

ولقد یجبا من النداء یجمکم ھل من مبارز وقفت اذ حسین الشجاع
بموقف القرن المتاخر وکذالک انی لم ازل
متسرعا نحوا لھذا ہران الشجاعتہ فی انقی والجود من غیر العزاء

تاریخ الخمیس مطبوعہ مصر ص ۴۸۶

اے مسلمانو! میں تم سے مبارز طلب کرتا ہوں میں مبارز طلبی کی ندا کرتے کرتے تھک گیا اور کوئی تم میں سے میرے مقابلہ کو نہیں نکلا جب ایسا موقع آجاتا ہے تو وہاں میں مثل ایک شجاع جنگ آزما کے قدم رہتا ہوں جو ان آدمیوں کے لئے دلیرانہ جان پر کھیل جانا بہترین خصلت سے ہے اس رجز کو سن کر جناب علی مرتضٰی علیہ السلام کی شجاعت اور جرات کا خون آپ کی رگ و پے میں جوش مارنے لگا آپ نے آبدیدہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پھر اذن طلب کیا جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دغا دادا اور جاں نثار بھائی کی طرف حسرت سے دیکھ کر فرمایا ھذا عمر ابن عبدود آپ نے نہایت آزادی سے فرمایا انا علی ابن ابی طالب مطالب السئول

اس دلیرانہ جواب کو سن کر جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرط محبت میں علی مرتضٰی علیہ السلام کو گلے لگایا پھر اپنا عمامہ اپنی زرہ اپنی تلوار اپنے ہاتھوں سے

تعجب نہ کر دیکھ تیری آواز کا جواب دینے والا جو کسی طرح نہیں ڈرتا عقل اور ارادے والا ہے اور تجھ پر مثل ایک کامیاب شخص کے سماب حاصل کرنے والے۔ آپہنچا اس کو امید ہے کہ وہ ایسی کاری ضرب سے جو آیندہ ہمیشہ معرکہائے جنگ میں یاد رہے گی تیری موت کا ماتم برپا کرے گا تو نے مقابلے کے لئے ایسے جوان کو پکارا ہے جو اپنے مبارز کا جواب دیتا ہے اور جو تیری سر پر وہ شمشیر بلند کرے گا جو ثبوت کے لئے موت کا کام کرتی ہے۔

عمر ابن عبدود سے قوی ہیکل اور نبرد آزما مرد میدان کو جس کی شجاعت اور بسالت کو عرب مانے ہوئے تھے ایسے پر زور اور دندان شکن رجز سن کر خاموش رہ جانے کی کہاں تک تاب تھی جانبین میں جو باتیں ہوئی وہ صاف صاف بتلا رہی ہے کہ جناب علی مرتضٰی علیہ السلام کے دل میں عمر ابن عبدود کی مشہور معروف شجاعۃ و دلیری کا مطلق خوف و اثر نہیں تھا ہم طرفین کی گفتگو کو مکالمہ کے طور پر درج ذیل کرتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب علی مرتضٰی علیہ السلام نے اس کے جواب میں کس قدر صفائی اور بے پروائی سے کام لیا ہے دہو ہذا۔

عمر ابن عبدود :۔ تمہارا کیا نام ہے

علی ابن ابی طالبؑ :۔ علی ابن ابی طالبؑ

عمر ابن عبدود :۔ حیرت سے دیر تک علی مرتضٰی علیہ السلام کو دیکھ کر کیا مسلمانوں کے لشکر میں تم سے زیادہ سن والا کوئی اور نہیں تھا تم میرے بھائی کے لڑکے ہو تمہاری آغاز شباب پر مجھے رحم آتا ہے۔

علی مرتضٰیؑ :۔ اس وقت میری بھی یہی حالت ہے مجھ کو افسوس ہے کہ تو میرے ہاتھ سے مفت مارا جائے گا۔

عمر ابن عبدود :۔ میں تو تمہارا حریف ہوں میرے مارے جانے کی حسرت اور افسوس تم کو کیوں ہے۔

علی مرتضیٰؑ :۔ صرف اسی قدر کہ تو مرے گا تو کافر ہی

عمر بن عبدود تھوڑی دیر خاموش رہا اس کی خاموشی اس کی خشم آلود نگاہیں اس کے انتہا درجہ کی غیظ و غضب کو بتلا رہی تھیں جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اس حالت میں دیکھ کر پھر اس سے باتیں شروع کیں۔

علی مرتضیٰؑ :۔ میں نے سنا ہے کہ تو اپنے مقابل کو تین سوال کرنے کی اجازت دیتا ہے اور ہمیشہ اس کی تین باتوں سے ایک بات ضرور مان لیتا ہے۔

عمر ابن عبدود :۔ ہاں ہے تو ایسا ہی

علی مرتضیٰؑ :۔ سن میرا پہلا سوال یہ ہے کہ تو خدا کو جان اور ہمارے بھائی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کا سچا رسول۔ اگر تجھے یہ قبول نہیں تو دوسرا یہ ہے کہ تو فوج قریش کا ساتھ چھوڑ دے ہم اور وہ آپس میں سمجھ لیں گے۔ اگر تجھ کو یہ بھی قبول نہیں تو گھوڑے سے نیچے اتر آ کہ میرا تیرا برابر کا مقابلہ ہو جائے۔

عمر ابن عبدود :۔ مجھ کو تمہاری تیسری بات منظور ہے یہ کہہ کر وہ گھوڑے سے کود پڑا۔
(ازالۃ الخفاء تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم سوانح عمری باسناد مطالب السئول ص ۲۳۷)

عمر ابن عبدود گھوڑے سے کود کر علی مرتضیٰ علیہ السلام پر حملہ آور ہوا جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اس کے وار کو روکا تو مگر وہ کچھ ایسا ہی سخت تھا کہ فرق مبارک کے خود کو کاٹتا ہوا پیشانی پر خفیف سا زخم لگا گیا جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے بیشمار القاب میں ایک لقب ذوالقرنین بھی ہے علامہ سیوطی حسین دیار بکری. تاریخ الخمیس میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسی ضرب پر ابن ملجم کی بھی ضرب لگی تھی جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی اسی رعایت سے ذوالقرنین آپ کا لقب ہوا بہرحال جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی پاداری نے اس زخم کا کچھ خیال نہ فرمایا اور فورا" اس تیزدستی سے اس پر اپنی شمشیر بے نظیر کا ایسا وار لگایا کہ اس کی ران جسم سے علیحدہ ہو کر زمین پر گر پڑی اور وہ بیدم ہو کر خاک پر چت ہو گیا مگر اس پر بھی اس کا غصہ فرو نہ ہوا اپنی خجالت مٹانے کی غرض سے

کی کریم النفسی سیر چشمی استغناء اور غیرت اس کی متقاضی نہ ہوئی کہ اس کو ایسی انتہا درجہ کی مجبوری اور بے دست و پائی کی حالت میں صرف دو کپڑے چار ہتھیار لینے کی غرض سے برہنہ کر دیا جائے۔ اور علامتہ الخلایق کی نگاہوں میں رسوا ہوں اس میں شک نہیں کہ عمر ابن عبدود اپنی قوم کا سردار تھا اور مالدار اور اس کے آلات ضرب و سلاح حرب دونوں بیش قیمت اور اعلیٰ ہوں گے اور اس وقت کے دستور کے موافق اس کے بعد یہ تمام چیزیں ان کی ہو چکی تھیں مگر آپ نے ان کی طرف نظر بھی نہ کی اور ان کو بھی ویسا ہی کا ویسا چھوڑ دیا قریش کے ہزیمت ہو جانے کے بعد جب مقتولین کے ورثاء اپنے عزیزوں کے آخری وداع کی غرض سے ان کی لاشوں پر جمع ہوئے تو عمر ابن عدود کی دلیر بہن بھی اپنے بھائی کی لاش پر آئی جب اس نے اپنے بھائی کی لاش کو ویسے ہی سلاح وغیرہ سے آراستہ پایا تو قاتل کو دریافت کیا معلوم ہوا تو بھائی کی لاش سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ تیرا قاتل کفو کریم سے ہے اب میں تجھ پر ہرگز نہ روؤں گی پھر اسی حالت میں یہ اشعار نظم کئے

لوکان قاتل عمرو غیر قاتله　　الکنت ابکی علیه احر الابد

لکن قاتله من الدیعات به　　من کان یدعی ابوه بیضه البلد

اگر عمر ابن عبدود کا قاتل اور ہوتا تو میں تمام عمر اس پر رویا کرتی لیکن اس کا قاتل وہ شخص ہے جس میں کوئی عیب نہیں ہے وہ ایسا شخص ہے جس کے باپ کا لقب دنیا میں پشت و پناہ شہر مشہور ہے بیضتہ البلد جناب ابی طالب کا لقب تھا۔ سوانح عمری ص ۲۳۷ باسناد علامہ ابی الحسن مدائنی۔ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اس جنگ کی یادگار میں ذیل کے اشعار نظم فرمائے جسے ہم آپ کے دیوان سے نقل کرتے ہیں۔

اعلیٰ یقحم الفوارس هکذا　　عنی و عنهم اخروا اصحاب

کیا یہ سوار گھوڑے دوڑا کر مجھ سے سربر ہو جائینگے　　ہمارے ساتھ کے لوگ ہم سے اور ان سے جدا ہو جاؤ

الیوم یمنعنی الفرار حفیظتی　　و مصمم فی الهمام لیس تباب

آج کے روز مجھ سے میری حفاظت کرنیوالے　　اور میری وہ تلوار جس نے سر کاٹنے کا کام نہیں شروع کیا ہے منع کرتی ہے

الی عبداحین شد الیة　　و خلفت فاستمعوه من الکذاب

حملہ کے وقت میں نے اور عمر ابن عبدود نے قسم کھائی ہے　　اس کی قسم کو جھوٹ بولنے والوں نے سنا ہو گا

ان لا یصدوف لایھلل فالتفی ۔۔۔ رجلان یصطربان کل مراب

اس کی قسم یہ تھی کہ میں معرکے سے منہ نہ موڑونگا اور لا الٰہ کہونگا ۔۔۔ پس ہم دونوں مل گئے اور تلواریں چلنے لگیں!

فصدت حین رایتہ متقطرا ۔۔۔ کالجذع بین دکادک ودواب

میں لوٹ آیا جس وقت میں نے دیکھ لیا ۔۔۔ کہ وہ مثل درفت خرما کے پہلو کے بل گر پڑا

وعففت عن اثوابہ ولوانتنی ۔۔۔ کنت المقطر یزنی اثواب

میں نے اس کے ملبوس لینے سے چشم پوشی کی ۔۔۔ لیکن اگر میں گرایا جاتا تو میرے کپڑے ضرور لے لیتا

عبد الحجارۃ من سفاھۃ رایۃ ۔۔۔ وعبدت رب محمد بصواب

اس نے اپنی کم عقلی سے پتھر کے بتوں کی پرستش کی ۔۔۔ اور میں نے بجواب عقل سے محمد کے پروردگار کی عبادت کی

عرف ابن عبد حین ابصر ضارما ۔۔۔ یھتران الامر غیر یعاب

عمر ابن عبدود اس وقت سمجھا کہ جب میری تلوار ۔۔۔ حرکت میں آئی کہ لڑائی کھیل تماشا نہیں ہے!

اردیت عمرا اد طغی بمھند ۔۔۔ صافی الحدید یھذب قضاب

مار ڈالا میں نے عمر کو اور اس کے غرور نے! ۔۔۔ طغیانی کی میری صاف کاٹنے والی تلوار پر

لا تحسبوا الرحمٰن خاذل دینہ ۔۔۔ وبنیہ یا معشر الاحزاب

اے جماعت احزاب خدا کو اپنے دین اور ۔۔۔ اپنے رسول سے جدا ہونے والا نہ سمجھو

کامل ابن اثیر جلد دوم مطبوعہ مصر دیوان علی علیہ السلام من ۶ مطبوعہ لکھنؤ۔

خندق کی فتح ایسی ہی کامل فتح تھی کہ پھر قریش کو آج سے اسلام پر ہاتھ اٹھانے کی جرات نہ ہوئی جناب علی مرتضٰی علیہ السلام نے ان کی مدتوں کی شرارت اور عداوت کی ایسی بیخ کنی کر دی کہ پھر وہ اسلام کی مخالفت کا نام بھی زبان پر نہ لائے مخالفت اسلام کا متنازع فیہ مسئلہ جو سالہا سال سے رجوع تھا اب کی بار فیصلہ ہو گیا فوج کشی پر فوج کشی خونریزی پر خونریزی اور مقابلہ پر مقابلہ جو رات دن ہوا کرتا جاتا رہا خندق کے مشرکین قریش نے اپنی اخیر کوششوں میں ایسی شکست فاش اٹھائی کہ ان کے ارادے پست اور ہمتیں سست ہو گئیں امیدیں منقطع اور سہارے ٹوٹ گئے اور وہ اپنی ناکامی اور مایوسی کی حالت میں بالکل دم بخود ہو گئے ایک ہی سال کی مدت میں ان کی یہ حالت ہوئی کہ ان کے اچھے اچھے دلیر اور قوی ہیکل جوان جو اپنی شجاعت اور دلیری کے سبب اپنے قوم کے سرمایہ ناز تھے مدینہ میں آکر اسلام کے مطیع اور حلقہ بگوش بن گئے ابو سفیان جو ابو جہل کے بعد تمامی مشرکین قریش کا سپہ سالا اور میر میدان تھا کس ذلت سے مدینہ آیا جناب

رسالت مآب کی خدمت میں کیسی منت اور کیسی سماجت سے التجا کی مگر کسی نے اس کی استدعا پر اعتنا نہ کی۔

بہرحال جناب علی مرتضٰی علیہ السلام نے مشرکین قریش کے سالہا سال کے بڑھے ہوئے زور کو ایسا توڑا کہ جب تک اسلام کا قیام مدینہ میں رہا پھر کبھی ابوسفیان کو مدینہ کی طرف قصد کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ آج علی مرتضٰی علیہ السلام نے اہل اسلام کے سامنے اہل مکہ کے مقابلہ میں اپنے اس معاہدہ کو پورے طور سے سچا ثابت کر دیا جو آپ نے دعوت قریش والے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت اور اسلام کی نصرت کی نسبت کیا تھا اہل اسلام اور مشرکین جانبین کو یقین کامل ہو گیا کہ اسلام کا سچا جاں نثار خدا کا سچا سرفروش اور رسول اللہ کا سچا جانباز اگر کوئی ہے تو علی ابن ابی طالب علیہ السلام ۔ (السراج المبین ص ۹۲ سطر ۱۰)

حیات القلوب

علی بن ابراہیم اور شیخ مفید اور شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ غزوہ احزاب ماہ رمضان ۵ھ میں واقع ہوا اور اس کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بنو نضیر کو مدینہ سے نکالا۔ وہ فرزندان ہارونؑ میں سے یہودیوں کی ایک جماعت تھی۔ ان میں سے بہت سے خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔ ان کا رئیس حیی بن اخطب مکہ جا کر ابو سفیان اور سرداران قریش سے ملا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمارے اور تمہارے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اور ان کی دشمنی ہمارے اور تمہارے ساتھ بہت سخت ہو گئی ہے۔ انہوں نے ہم کو ہمارے گھروں سے نکال باہر کر دیا۔ ہمارے مال و متاع کھیت وغیرہ چھین لیئے ہمارے چچا کی اولادوں بنی قینقاع کو بھی جلا وطن کر دیا۔ لہٰذا کوشش کرو دوڑ دھوپ کر کے اپنے خلیفوں اور ان کے علاوہ قبائل عرب کو جمع کرو تو ہم ان پر حملہ کریں۔ مدینہ میں بھی ہمارے سات سو افراد بنو قریظہ میں سے ہیں اور سب کے سب شجاع لڑنے والے ہیں۔ ان کے اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے درمیان عہد و پیمان اگرچہ ہو چکا ہے تاہم میں ان کو پیمان شکنی پر راضی کر لوں گا تاکہ وہ محمدؐ اور ان کے اصحاب کو درمیان میں لے کر ختم کر دیں۔ بنو قریظہ کی آبادی سے مدینہ کا فاصلہ دو میل کا تھا۔ ان کی بستی کو بیئر عبدالمطلب کہتے تھے۔ ابن اخطب اسی طرح قبائل عرب کے پاس کفار مکہ کے ساتھ جا جا کر کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ دو ہزار افراد قریش و کنانہ و اقرع بن حابس اپنی قوم کے ساتھ اور عباس بن مرداس بنی سلیم کے ساتھ اور شیخ مفید اور طبرسی کی روایت کے مطابق سلام بن ابی الحقیق، حیی بن اخطب، کنانہ بن ربیع، ہودہ ابن قیس اور ابو عمارہ وابسی بنی نضیر کی جماعت کے ساتھ اور بنی والیہ مکہ میں جمع ہوئے اور ابوسفیان سے گفتگو کی ابتدا کی کیونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس کی عداوت اور جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ پیش قدمی سب سے زیادہ جانتے تھے۔ اس لئے اس سے مدد کے طالب ہوئے۔ ابوسفیان نے کہا میں تمہارے ساتھ متفق ہوں۔ چلو اور تمام قریش کو آمادہ کرو۔ غرض وہ

سلمانؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مختصر جماعت کثیر لشکر کے مقابلہ پر جنگ کے لیے نہیں کھڑی ہو سکتی۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ سلمانؓ نے کہا ہم اپنے شہر کے گرد خندق کھودتے ہیں۔ جو ہمارے اور ان کے درمیان حائل ہو اور وہ ہر طرف سے ہم پر حملہ نہ کر سکیں اور جنگ صرف ایک طرف سے ہو۔ ہم بلاد عجم میں لشکر گراں ہم پر حملہ آور ہوتا تھا تو ایسا ہی کرتے تھے کہ جنگ ایک مقام معین سے ہو۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا سلمانؓ کی رائے بہتر ہے اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے احد کے اطراف سے رائج تک زمین کی پیائش کی گئی اور ہر بیس یا تیس قدم تک زمین مہاجرین انصار میں کھودنے کے لیے تقسیم کی گئی۔ کدال اور بیلچے لائے گئے اور حضرتؐ نے ابتداء مہاجرین کی طرف سے خود فرمائی' کدال لے کر کھودنے لگے۔ جناب امیر علیہ السلام مٹی پھینکتے تھے یہاں تک کہ حضرتؐ پسینہ میں غرق ہو گئے اور تھک گئے۔ اور فرمایا دنیاوی زندگی کچھ نہیں حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے۔ خدا وندا مہاجرین و انصار کو بخش دے۔ جب مسلمانوں نے حضرتؐ کو زمین کھودتے دیکھا تو خود بھی نہایت محنت و کوشش سے زمین کھودنے اور مٹی ہٹانے میں مشغول ہو گئے۔ دوسرے روز صبح ہی سے خندق پر آ گئے اور آنحضرتؐ مسجد فتح میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ خندق کھودنے لگے ناگاہ ایک پتھر ظاہر ہوا جس پر کدال کام نہیں کرتا تھا آخر جابر بن عبداللہ انصاری کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا۔ جابر کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیٹھ کے بل لیٹے ہیں اور چادر سر اقدس کے نیچے ہے اور بھوک کے سبب شکم پر پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ زمین میں ایک پتھر ظاہر ہوا ہے جس پر کدال کام نہیں کرتا۔ حضرتؐ یہ سن کر اٹھے اور بہت جلد وہاں پہنچے۔ پانی منگا کر وضو کیا اور ایک چلو دہن اقدس میں لے کر غرارہ کیا اور اس پتھر پر کلی کی پھر کدال لے کر اس پتھر پر ایک ضرب لگائی جس سے ایک بجلی سی چمکی۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ اس کی روشنی میں ہم نے قصرہائے شام کو دیکھے دوسری ضربت پر پھر روشنی ہوئی جس میں قصرہائے مدائن نظر آئے۔ تیسری بار ضربت لگائی تو یمن کے قصور دکھائی دیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ مقامات جن پر بجلی چمکی ہے تم کو فتح کرو

گے۔ یہ سن کر مسلمان خوش و مسرور ہوئے منافقوں نے آپس میں کہا قیصر و کسریٰ کے ملکوں کا وعدہ کرتے ہیں اور خوف و ہیبت کے سبب خود خندق کھود رہے ہیں۔ اس وقت خدا نے آیت قل اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ (آیت ۲۶ سورۃ آل عمران پ ۳) منافقین کی تکذیب و تادیب میں نازل فرمائی۔

ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جب پہلی مرتبہ کدال حضرتؐ نے مارا اور پتھر کچھ ٹوٹا تو حضرتؐ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا خدا نے شام کی کنجیاں محمدؐ کو عطا فرمائیں۔ اور خدا کی قسم وہاں سے قصرہائے سرخ میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر دوسرا مارا تو دوسرا تہائی حصہ پتھر ٹوٹا۔ حضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر' خدا نے ملک فارس کی کنجیاں مجھ کو عطا فرمائیں اور بخدا میں اس وقت مدائن کا قصر سفید دیکھ رہا ہوں۔ جب تیسرا کہ. آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کدال امیرالمومنین علیہ السلام یا جناب سلمانؓ کے ہاتھ سے لے کر ایک ضربت ماری جس سے پتھر تین ٹکڑے ہو گیا تو فرمایا کہ اسی. ضربت سے قیصر و کسریٰ کے خزانے مجھ پر کھل گئے یہ سن کر اول نے دوم سے کہا ہم خوف و خطر کے سبب قضائے حاجت کو تو جا نہیں سکتے اور یہ بادشاہ عجم و بادشاہ روم کے ملکوں کا ہم سے وعدہ کرتے ہیں اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خندق کے لئے خط کھینچا چار چار ہاتھ ہر ایک شخص کو کھودنے کا حکم فرمایا۔ اس وقت مہاجرین و انصار میں جناب سلمانؓ کے متعلق بحث ہونے لگی۔ چونکہ وہ ایک قوی آدمی تھے مہاجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں۔ غرض علی بن ابراہیم اس کے آگے بیان کرتے ہیں کہ جابرؓ کہتے ہیں کہ وہ پتھر آنحضرتؐ کے اعجاز سے مثل ریت کے چور چور ہو گیا اور مجھے محسوس ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھوکے ہیں۔ میں نے عرض کی یا حضرتؐ کیا ممکن ہے کہ آپ میرے یہاں ناشتہ کر لیں۔ حضرتؐ نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے میں نے عرض کی ایک بکری کا بچہ اور ایک صاع جو فرمایا اچھا جاؤ جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو تیار کرو جابرؓ کہتے ہیں کہ میں گھر گیا اور اپنی زوجہ سے ماجرا بیان کیا اس نے جو کو پیسا اور میں نے بزغالہ کا گوشت ذبح کر کے بنایا۔ جب روٹیاں اور سالن تیار ہو گیا تو حضرتؐ کی خدمت میں جا کر عرض کیا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

روایت کرتے ہیں کہ عمار یاسر خندق کھودنے میں مشغول تھے کہ جناب عثمان ادھر سے گزرے غبار بلند تھا حضرتؑ عثمان آستین اپنے ناک پر رکھ کر وہاں سے ہٹ گئے۔ عمار نے ان کی کراہت و کنارہ کشی مشاہدہ کی تو ایک رجز پڑھا جس کا یہ مضمون تھا کہ وہ جس نے مسجد تعمیر کی اور اس میں رکوع و سجود کے ساتھ بسر کی اور وہ جو غبار کے پاس سے گزرا اور وہاں سے کراہت کے ساتھ ہٹ گیا اور نفرت ظاہر کی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ عثمان نے یہ سنا تو پلٹ پڑے اور عمار کو گالی دی اور کہا اے سیاہ عورت کے بیٹے تو یہ میرے حق میں کہتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پہنچے اور کہا ہم اسلام میں اس لئے داخل نہیں ہوئے ہیں کہ لوگوں کی گالیاں سنیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر اسلام نہیں چاہتے ہو تو میں تمہارے کافر ہو جانے کی پروا نہیں کرتا جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی یَمُنُّوْنَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (پ ۲۶ سورہ الحجرات آیت ۱۷، ۱۸) یعنی اے رسولؐ تم پر لوگ اپنے اسلام کا احسان جتاتے ہیں ان سے کہہ دو کہ مجھ پر احسان نہ جتاؤ بلکہ خدا نے تم پر احسان کیا ہے کہ ایمان کی طرف تمہاری ہدایت کی۔ اگر تم سچے ہو کہ ایمان لائے ہو تو بے شک خدا آسمان و زمین کی پنہاں چیزوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتا ہے" ان آیات کے نازل ہونے کا سبب جیسا کہ علی بن ابراہیم نے آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے ظاہر ہے کہ مراد الٰہی یہ ہے کہ تمہارا اسلام کا دعویٰ جھوٹ ہے تم ایمان ہی نہیں لائے ہو۔

کلینی اور علی بن ابراہیم نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ جو شخص ماہ مبارک رمضان میں رات کو سو جائے تو اس پر پھر بیدار ہونے کے بعد کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے چونکہ آنحضرتؐ نے ماہ رمضان میں خندق کھودنے کا حکم دیا تھا۔ عبداللہ بن جبیر جو جنگ احد میں شہید ہو چکے تھے ان کے بھائی خوات بن جبیر خندق میں کام کرتے تھے۔ بوڑھے اور کمزور آدمی تھے، رات کو اپنے

گھر گئے اور زوجہ سے کہا کہ کچھ کھانا ہو تو لاؤ تاکہ افطار کروں۔ ان کی زوجہ نے کہا کھانا تیار تو نہیں ہے لیکن سونا مت میں ابھی بہت جلد تیار کرکے لاتی ہوں۔ وہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور بے اختیار نیند آ گئی۔ زوجہ نے کھانا لا کر رکھا تو پکارا وہ بولے میں تو سو گیا تھا اس لئے کھانا نہ کھایا۔ صبح کو پھر آئے اور خندق کھودنے میں مشغول ہو گئے اسی اثناء میں ان پر غشی طاری ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی طرف سے گزرے اور ان کا یہ حال دیکھ کر سبب دریافت فرمایا۔ خوات نے رات کا واقعہ بیان کیا۔ اس وقت خدا نے لطف و کرم فرمایا اور مسلمانوں پر احسان کر کے یہ حکم نازل فرمایا: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۵ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷) یعنی کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح کا سپیدا رات کی سیاہی سے الگ نمایاں ہو جائے" الغرض علی بن ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ قریش کا لشکر آنے سے تین روز پہلے خندق کنی سے فارغ ہو گئے اور خندق میں آٹھ دروازے مقرر کئے اور ہر دروازے پر ایک مہاجر اور ایک انصار کو ایک ایک جماعت کے ساتھ مقرر فرمایا کہ اس کی حفاظت کریں۔ قبائل قریش و کنانہ و سلیم و ہلال .جی بن اخطب کے ساتھ آئے اور قریش مکہ اپنے گروہ کو لے کر پہنچے جو دس ہزار افراد تھے۔ وہ سب جرف رغانیہ میں ٹھہرے اور غطفان اور اس کے ساتھی نجد والے احد کی طرف مقیم ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ مشرکین کا لشکر اٹھارہ ہزار تھا۔ اکثر لوگوں نے دس ہزار بیان کیا ہے۔ جب قریش وادی عقیق میں پہنچے رات کے درمیانی حصہ میں .جی بن اخطب بنی قرینظہ کے پاس آیا وہ اپنے قلعہ میں تھے اور آنحضرتؐ سے جو عہد و پیمان کر چکے تھے اس کے سبب امان میں تھے۔ اس نے قلعہ کے دروازہ کو کھٹکھٹایا کعب ابن اسید نے اس کی آواز سنی تو اپنے قلعہ والوں سے کہا یہ تمہارا بھائی ہے اپنے قبیلہ والوں کو بلا و مصیبت میں مبتلا کر کے آیا ہے کہ ہم بھی اسی مصیبت میں گرفتار کر دے اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو ہم نے عہد کیا ہے اسے توڑوا دے۔ حالانکہ محمدؐ نے ہمارے ساتھ بھلائی کی ہے اور اپنے عہد میں مستحکم رہے ہیں اور ہمارے ساتھ ہمسائیگی کے حق کی برابر

رعایت کرتے چلے آئے ہیں ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم ان سے خیانت کریں پھر بالاخانے سے نیچے آیا' اور پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں .جی بن اخطب ہوں تمہارے واسطے زمانہ کی عزت لایا ہوں۔ کعب نے کہا بلکہ یوں کہو کہ ہمارے واسطے ابدی ذلت و خواری لائے ہو۔ اسی نے کہا اے کعب یہ قریش اپنے پیشواؤں بزرگوں اور کنانہ کے ہم سو گندوں کے ساتھ آئے ہیں اور عقیق میں ٹھہرے ہیں۔ اور قبیلہ قرازہ والے اپنے سرداروں اور بزرگوں کے ساتھ آکر میں مقیم ہیں اور قبیلہ سلیم اور دوسرے لوگ قلعہ بنی ذیبان میں ٹھہرے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے اصحاب ہرگز اس گروہ کثیر سے بچ نہیں سکتے تم بھی دروازہ کھولو اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو عہد کیا ہے اس کو توڑ ڈالو کعب نے کہا ہرگز دروازہ نہ کھولوں گا تم پلٹ جاؤ ابن اخطب نے کہا کوئی امر دروازہ کھولنے سے تم کو مانع نہیں سوائے اس آہو بچہ کے جس کو تم نے تنور میں رکھ چھوڑا ہے۔ تم روتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ اس میں شریک ہوں۔ دروازہ کھولو اور مت ڈرو کہ میں اس میں شریک ہوں گا۔ کعب نے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے تو ایسی کم ظرفی پر آمادہ ہو گیا ہے جس کا جواب نہیں دینا چاہتا۔ آخر اس نے حکم دیا تو دروازہ کھول دیا گیا۔ وہ قلعہ میں داخل ہوا بیٹھا اور کہا وائے ہو تجھ پر اے کعب اپنے عہد کو توڑ دے جو محمدؐ سے کیا ہے اور میری رائے کو مت رد کر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس گروہ سے ہرگز جان نہیں بچا سکتے۔ اگر اس موقع سے تو نے فائدہ نہ اٹھایا تو. آئندہ پھر ایسا موقع نہ آئے گا۔ پھر جو لوگ قلعہ میں رؤسائے یہود سے تھے جیسے غزال بن شمول' یاسر بن قیس' وفاعہ ابن زید اور زبیر بن ناطا جمع ہوئے۔ کعب نے ان سے کہا تم لوگ کیا کہتے ہو۔ سب نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہیں اور مخدوم عہد و پیمان جو کچھ کیا ہے آپ نے کیا ہے۔ اگر عہد کو توڑیئے گا تو ہم بھی توڑیں گے۔ اگر قلعہ میں رہیے گا ہم بھی رہیں گے۔ اور اگر باہر جنگ کے لئے نکلیئے گا ہم بھی نکلیں گے۔ لیکن زبیر بن ناطا جو ایک بوڑھا اور تجربہ والا شخص تھا اس نے کہا میں نے توریت میں جس کو خدا نے بھیجا ہے پڑھا ہے کہ آخر زمانہ میں خدا ایک پیغمبرؐ کو مبعوث کرے گا جو مکہ سے خروج کرے گا اور اس کا محل ہجرت یہ بحیرہ ہوگا یعنی مدینہ۔ وہ برہنہ و راز گوش پر سوار ہوگا پرانے لباس پہنے گا'

لوگ مکرو فریب کرتے تھے ان کی مثال انہی مرتدین سے دی جاتی تھی۔

جب سعد اور اسید بنی قرینظہ کے قلعہ کے دروازہ پر پہنچے کعب نے بالائے قلعہ سے ان سے سخت کلامی کی اور ان کو گالیاں دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں بھی گستاخی کی۔ سعد نے کہا تو اس لومڑی کے مانند ہے جو اپنے سوراخ میں بھاگ گئی ہو۔ بہت جلد قریش تجھ سے برگشتہ ہوجائیں گے اور آنحضرتؐ تیرا محاصرہ کریں گے اور جتھ کو ذلت و خواری کے ساتھ قلعہ سے باہر نکالیں گے' اور تیری گردن مار دیں گے۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا عضل والقارہ حضرتؐ نے مصلحتہً فرمایا کہ ان پر خدا کی لعنت ہو میں نے ان کے لئے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ اور یہ اس غرض سے فرمایا کہ قریش کے اکثر جاسوس آنحضرتؐ کے لشکر میں موجود رہا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر وہ سنیں تو شک میں مبتلا ہو جائیں کہ وہ لوگ (بنی قرینظہ) حقیقت میں آنحضرتؐ کے موافق ہیں اور بظاہر قریش سے مل گئے ہیں تاکہ ان کو فریب دیں۔ ادھر ابن اخطب ملعون ابوسفیان اور قریش کے پاس واپس گیا۔ اور ان کو اطلاع دی کہ بنی قرینظہ نے اپنا پیمان جو حضرتؐ سے کیا تھا توڑ ڈالا۔ قریش یہ سن کر خوش ہوئے۔ رات کے وقت نعیم بن مسعود انجعی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آیا وہ تین روز پہلے مسلمان ہوا تھا۔ قریش اس سے بے خبر تھے۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کی کہ میں خدا پر ایمان لایا ہوں اور آپ کی تصدیق کی ہے۔ مگر قریش سے اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا۔ اگر آپؐ ارشاد فرمائیں تو میں آپؐ کی خدمت میں رہ کر جان و دل سے آپ کی مدد کروں اور اگر اجازت دیں تو جا کر قریش اور بنی قرینظہ کے درمیان جدائی ڈال دوں اور ان کے باہمی اتفاق کو درہ و برہم کر دوں تاکہ بنی قرینظہ قلعہ سے باہر نہ نکلیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور ان میں اختلاف پیدا کر دو۔ یہی میرے نزدیک بہتر ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے اجازت دیجیئے کہ آپ کے حق میں جو موقع و مصلحت کے مطابق ہو کہہ سکوں فرمایا ہاں اجازت ہے جو چاہو کہہ دینا۔ تو وہ پہلے ابوسفیان کے پاس گیا' اس کو اس کے اسلام لانے کی خبر نہ تھی۔ اس نے کہا اے ابوسفیان تم اپنے ساتھ میری محبت و خیر خواہی کو خوب جانتے ہو

اور یہ کس قدر میری خواہش ہے کہ خدا تم کو دشمن پر فتح عطا فرمائے۔ میں نے سنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہودیوں سے اس پر اتفاق کیا ہے کہ جب وہ تمہارے لشکر میں داخل ہوں اور تم ان کے ساتھ مل کر جنگ میں مشغول ہو تو وہ تمہی پر تلواریں مارنے لگیں تاکہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو غلبہ حاصل ہو اور ان سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جب وہ ایسا کریں گے تو محمدؐ بنی نضیر اور بنی قینقاع کے مکانات اور کھیت وغیرہ جو ان سے چھین لیئے ہیں ان کو واپس دے دیں گے۔ میں تمہارے لیئے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ ان کو اپنے لشکر میں اس وقت تک شامل نہ ہونے دو جب تک وہ اپنے سرداروں کا ایک گروہ تمہارے ہاتھ رہن نہ کر دیں اور تم ان کو مکہ بھیج دو تاکہ ان کے مکرو فریب اور فقداری سے محفوظ رہو۔ ابو سفیان نے یہ سن کر کہا خدا تجھ کو توفیق اور جزائے نیک عطا فرمائے کہ مجھ کو تو نے نصیحت کی اور عافیت کی طرف رہنمائی کی۔ پھر وہاں سے وہ جلد واپس آیا اور بنی قریظہ کے پاس گیا وہ بھی اس کے مسلمان ہونے سے بے خبر تھے' اور کہا اے کعب اپنے ساتھ تم میری دوستی و محبت کو جانتے ہو۔ ابو سفیان نے سمجھے کیا ہے کہ ان یہودیوں کو قلعہ سے باہر نکال کر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقابلہ پر کھڑا کر دوں گا۔ اگر ان کو فتح ہوئی تو وہ فتح ہمارے نام پر ہوگی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو غلبہ ہوا تو یہی ہمارے لشکر کے آگے ہوں گے یہی مارے جائیں گے اور ہم بھاگ جائیں گے۔ اور تم ان کو لشکر میں شامل نہ ہونا جب تک ان کے شرفا میں سے دس اشخاص کو رہن نہ کر لینا تاکہ وہ قلعہ میں رہیں تاکہ اگر محمدؐ پر فتح حاصل نہ ہو تو وہ جانے نہ پائیں جب تک اس عہد و پیمان کو جو محمدؐ اور تمہارے درمیان ہوا تھا از سر نو مکمل نہ کرا دیں کیونکہ اگر قریش بھاگ گئے اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر فتح حاصل نہ کر سکے تو ضرور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سب کو قتل کر دیں گے۔ کعب نے کہا تم نے میرے ساتھ نیکی اور بھلائی کی۔ ہم تو قلعہ سے باہر نہ نکلیں گے جب تک ان کے دس روساء کو گرو نہ کر لیں گے۔ اور شیخ طبرسی کی روایت کے مطابق ابو سفیان سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ بنو قریظہ اپنی عہد شکنی سے نادم ہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا ہے کہ ہم اشراف قریش میں دس آدمیوں کو رہن میں لے کر آپ کے پاس بھیج دیتے ہیں کہ آپ

جائے گا۔ چلو محمدؐ کو اسے دے دیں تاکہ قتل کر دے اور ہم اپنی قوم سے مل جائیں۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (پ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۱۹) یعنی خدا تم میں ان لوگوں کو جو رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نصرت سے روکنے والے ہیں اور ان لوگوں کو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آؤ اور جنگ مت کرو اور نہ وہ خود میدان میں نکلتے ہیں سوائے چند لوگوں کے جن کا کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ وہ بھی تم سے جان چراتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ تم کو فتح ہو یا راہ خدا میں اپنے مال نہیں صرف کرتے تو جب ان پر دشمن کا خوف غالب ہو جاتا ہے تو تم ان کو دیکھو گے کہ ان کی آنکھیں اس طرح پھرتی ہیں جیسے کسی پر جان کنی کے وقت غش طاری ہوتا ہے۔ پھر جب ان کا خوف دور ہو جاتا ہے تو اپنی تیز زبانوں سے تم کو اذیت پہنچاتے ہیں حالانکہ غنیمت کے بڑے حریص ہیں۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے ہیں اس لئے خدا نے ان کے اعمال کو باطل کر دیا ہے اور یہ خدا پر آسان ہے۔ یا خدا کو ان کے نفاق کی پروا نہیں۔

غرض عمرو بن عبدود نے اپنے نیزہ کو زمین پر گاڑا اور ٹہلنے لگا۔ اور ایک رجز پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ چلاتے چلاتے میری آواز بیٹھ گئی کہ تم سے کوئی میرے مقابلہ پر آئے اور میں کھڑا ہوں جس وقت کہ بہادران جنگ خوف کھاتے ہیں۔ ایسے ہیبت ناک موقع سے جو ٹلتا نہیں تو میں ہمیشہ جنگ میں آگے بڑھنے والا ہوتا ہوں۔ بے شک شجاعت اور بخشش جوانمرد کی بہترین خصلتیں ہیں۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی طرف رخ کر کے فرمایا کون ہے تم میں جو اس کے مقابلہ پر جائے اور اس سگ کو دفع کرے۔ کسی نے جواب نہ دیا تو امیرالمومنینؑ آگے بڑھے اور عرض کی میں جاتا ہوں اور اس کو دفع کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا علیؑ یہ عمرو بن عبدود ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقابلہ سے پھیر لے جا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سچے ہیں اور ان کا دین قائم ہوجائے تو تم سب کی عزت کا سبب ہوگا اور تم ان کو خوب پہچانتے ہو۔ اور اگر وہ معاذ اللہ جھوٹے ہیں اور پیغمبر نہ ہوئے تو عرب کے بھیڑیئے اور چور ان کے شر سے تم کو بچا لیں گے۔ اس بدبخت نے کہا یہ بھی نہیں منظور ہے کیونکہ قریش کی عورتیں اپنے گھروں میں بیٹھ کر طعنہ دیں گی اور لوگ اس کو اپنے اشعار میں نظم کریں گے کہ میں جنگ سے ڈر گیا اور واپس چلا گیا اور ان لوگوں کی مدد نہ کی جنہوں نے مجھے اپنا رئیس اور سردار بنایا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اچھا تیسری شرط یہ ہے کہ میں پیدل ہوں اور تو گھوڑے پر ہے۔ تو بھی نیچے آ تاکہ ہم دونوں پیادہ جنگ کریں۔ یہ سنتے ہی وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور گھوڑے کو پے کر دیا اور کہ یہ وہ شرط ہے کہ اہل عرب میں سے کسی کے متعلق مجھے گمان بھی نہ تھا کہ ایسی جرأت کرے گا اور مجھ سے ایسی خواہش کر لے گا۔ پھر اس نے جنگ شروع کر دی اور شیر خدا کے سر پر ایک وار کیا حضرتؑ نے سپر پر روکا اس ملعون کی تلوار نے سپر کے دو ٹکڑے کر کے سر اقدس پر اثر کیا۔ چونکہ دھوکہ دینا جنگ میں جائز ہے جناب امیر علیہ السلام نے اس سے فرمایا تو اپنے تائیں فارس عرب جانتا ہے۔ یہ تیرے لئے کافی نہ تھا کہ میں اس کم سنی میں تجھ سے مقابل ہوں اور تو اپنا ایک مددگار بھی اپنے ہمراہ لایا ہے۔ اس نے یہ سنتے ہی مڑ کر دیکھا تو حضرتؑ نے اس کے پیروں پر وار کر کے دونوں پیر قطع کر دیئے اور وہ زمین پر گر پڑا۔ اور غبار اس قدر بلند ہوا کہ دونوں چھپ گئے اور لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ ان میں سے کس نے کس کو قتل کیا۔ ادھر منافقوں نے کہا علیؑ مارے گئے۔ جب غبار زائل ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ امیر المومنین علیہ السلام اس کے سینہ پر سوار ہیں' اس کی داڑھی پکڑے ہوئے اس کا سر کاٹ رہے ہیں سر لے کر امیر المومنین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپؑ کے سر اقدس سے بھی اس ملعون کی ضربت کے سبب خون جاری تھا۔ اور آپؑ کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا آپؑ فرما رہے تھے میں فرزند عبدالمطلب ہوں۔ موت جوانمرد کے لئے بھاگنے سے بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا یا علی علیہ السلام تم نے اس کو دھوکا دیا

سب سے بڑا شہسوار اور شجاع عمرو بن عبدود تھا جو مست اونٹ کی طرح ڈکارتا اور اپنا مقابل طلب کر رہا تھا۔ کبھی رجز کے اشعار پڑھتا کبھی نیزہ ہلاتا' کبھی تلوار چمکاتا۔ لشکر اسلام میں سے کسی کی جرات اس کے مقابلہ کی نہ ہوئی تھی اور کسی کے دل میں اس سے جنگ کی ہمت نہ تھی اور نہ اصحاب میں سے کسی ایک کو حمیت آئی اور نہ دین کی بصیرت ان کو اس کے مقابلہ کی داعی ہوئی۔ آخر آنحضرتؐ نے اس سے جنگ کے لیے مجھ کو بھیجا۔ میرے سر پر اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور ذوالفقار کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ اس تلوار کو میرے سر پر اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور ذوالفقار کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ اس تلوار کو میرے ہاتھ میں دیا۔ جب میں نے میدان میں قدم رکھا عورتوں نے نالہ و فریاد کی آواز بلند کی کیونکہ عمرو بن عبدود کو میرے متعلق ان کو خوف ہوا آخر خدا نے اس کو میرے ہاتھ سے قتل کرا دیا۔ حالانکہ عرب کسی شہسوار اور بہادر کو اس کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ پھر اپنے سر اقدس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس نے مجھے یہاں تلوار کی ضربت لگائی آخر میں نے اس پر وار کیا اور اسی ضربت سے اور ان تمام ضربتوں سے جو میں نے اس جنگ میں لگائیں کفار قریش بھاگے۔ یہ فرما کر اصحاب کی جانب رخ کیا اور فرمایا کیا ایسا نہیں ہے؟ سب نے کہا درست ہے اور اے امیرالمومنین علیہ السلام صحیح ہے۔

شیخ مفید' شیخ طبرسی' ابن شہر آشوب اور ابن ابی الحدید اور تمام مورخین عامہ اور خاصہ نے روایت کی ہے کہ جب عمرو بن عبدود لعنتہ اللہ علیہ معرکہ جنگ میں جست کرتا ہوا اپنا مقابل طلب کر رہا تھا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا تم میں کون ہے جو اس کے مقابلہ کے لیے جائے؟ کسی نے جواب نہ دیا جناب امیرؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا نبیؐ اللہ میں جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ عمرو بن عبدود ہے بیٹھ جاؤ شائد کوئی دوسرا تیار ہو۔ پھر عمرو ڈکارتا اور غرور و تکبر سے چلاتا ہوا بولا کیا تم میں کوئی نہیں ہے جو میرے مقابلہ کے لئے آئے۔ وہ تمہاری بہشت کہاں ہے جس کے بارے میں تم کہتے تھے کہ تم میں سے جو قتل ہوتا ہے اس میں داخل ہوتا ہے۔ یہ سن کر پھر جناب امیرؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں جاتا

ہوں حضرتؑ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ آخر تیسری مرتبہ ان کو اجازت ملی۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی زرہ ان کو پہنائی اور اپنے سحاب عمامہ کو ان کے بسر پر باندھا اور اپنی تلوار ذوالفقار ان کے ہاتھ میں دی اور کہا جاؤ۔ اور بارگاہ احدیت میں دعا کی "خداوندا اس کی مدد کر" اور ابن ابی الحدید کی روایت کے مطابق جب شیر خدا معرکہ ہیجا کی طرف متوجہ ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کل ایمان کل شرک کے مقابلہ پر جا رہا ہے۔ جب امیر المومنین علیہ السلام اس کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے اس نے آپؑ کو پہچان لیا اوار کہا واپس جاؤ اور کسی دوسرے کو بھیجو میں نہیں چاہتا کہ تمہارے جیسے کریم شخص کو قتل کروں۔ اور میرے اور تمہارے باپ کے درمیان دوستی تھی مجھے نہیں منظور ہے کہ اپنے دوست کے لڑکے کو قتل کروں۔ حضرتؑ نے فرمایا' لیکن میں تو چاہتا ہوں کہ تجھ کو قتل کروں جب تک تو کفر پر باقی ہے۔ ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ میں نے جو حدیث جب اپنے استاد سے بیان کی انہوں نے فرمایا کہ اس ملعون نے جھوٹ کہا۔ جب اس نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا اور اس کو آپؑ کی بدر و احد کی ضربتیں یاد آئیں تو ڈرا اور چاہا کہ اس بہانہ سے آپؑ کی تلوار سے بچ جائے۔ لیکن آپؑ کی اس گفتگو سے اس ملعون کو غصہ آگیا اور گھوڑے سے کود پڑا اور ان حضرتؑ پر تلوار چلائی جس سے سپر کٹ کر سر اقدس مجروح ہو گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فورا" اس کی گردن پر وار کیا جس سے اس کا سر کٹ کر دور جا پڑا۔ آپؑ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ لوگوں نے آپؑ کی صدائے تکبیر سے سمجھا کہ آپؑ نے اس کو قتل کر دیا۔ جب اس کا سر لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے علی علیہ السلام خوش ہو کہ اگر آج کے تمہارے اس عمل کو میری تمام امت کے اعمال سے وزن کیا جائے تو سب کے اعمال سے تمہارا یہ عمل گراں ہوگا۔ کیونکہ کوئی گھر مشرکین میں ایسا نہیں ہے جس میں اس کے قتل سے ضعف نہ پیدا ہوا ہو اور مسلمانوں کے مکانوں میں سے کوئی مکان ایسا نہیں کہ اس کے قتل سے قوت و عزت نہ پیدا ہوئی ہو۔ اور روایت معتبرہ میں مذکور ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ روز خندق علی علیہ السلام کی ضربت قیامت تک کے جن و انس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور ابوبکر بن عیاش سے

خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس روز سے خدا نے آنحضرت صلیٰ اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اس روز سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قیامت تک کے تمام اعمال ترازو کے ایک پلڑے میں رکھیں اور علیؑ کے اعمال ایک پلڑے میں رکھیں پھر بھی علیؑ کے اعمال ان کے کل اعمال سے وزنی ثابت ہوں گے ربیعہ نے کہا اس حدیث کا تحمل نہیں کیا جا سکتا۔ حذیفہ نے کہا ارے احمق کیوں نہیں کیا جا سکتا۔ کہاں تھے ابوبکر، عمر، حذیفہ اور تمام اصحاب محمدؐ اس روز جبکہ عمرو بن عبدود مبارز طلب کر رہا تھا۔ اس سے مقابلہ کے لیے کوئی تیار نہ ہوا۔ سوائے علیؑ کے سب نے انکار کیا۔ علیؑ اس کے مقابلہ کے لئے گئے اور خدا نے ان کے ہاتھ سے اس کو قتل کرایا۔ اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں حذیفہ کی جان ہے اس کے قتل کا اجر امت محمد صلیٰ اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قیام تک کے اعمال سے بہت زیادہ عظیم و بلند ہے۔ اوار عامہ نے بطریق متعدد بیان کیا ہے کہ یہ آیت ابن مسعود اس طرح پڑھتے تھے وکفی اللہ المومنین القتال بعلی وکان اللہ قویا عزیزا (پ۲۱ آیت ۲۵ سورہ الاحزاب) یعنی خدا نے علیؑ کے سبب سے مومنین کی جنگ میں کفایت کی اور اللہ قوی اور غالب ہے۔

ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ جناب عمر ضرار کے مقابلہ پر گئے اور پھر بھاگے تو ضرار نے نیزہ کی انی ذرا سی ان کے پیٹھ میں چبھا دی اور کہا یہ احسان ہے تم کو چاہیے کہ اس کا شکر بجا لاؤ اور ہمیشہ یاد رکھو اے خطاب کے بیٹے کیونکہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب قریش پر غالب آ جاؤنگا تو ان کو قتل کروں گا۔ ابن ابی الحدید نے کہا ہے کہ احد میں بھی ان کے ساتھ ضرار نے ایسا ہی کیا تھا۔ ان دونوں واقعات کو واقدی نے بھی کتاب مغازی میں لکھا ہے۔

قطب الدین راوندی نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنینؑ نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو اپنی تلوار امام حسن کو دے کر فرمایا کہ اس کو اپنی والدہ کو دے دو کہ دھو دیں۔ جب خود بیت الشرف میں تشریف لائے اور چاہا کہ تلوار کو نیام میں رکھیں خون کا ایک نقطہ اس میں باقی دیکھا تو کہا شائد فاطمہؑ نے اس کو دھویا

نہیں۔ کہا گیا دھویا تو ہے۔ تو فرمایا پھر یہ خون کا نقطہ کیوں ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نیفرمایا ذولفقار ہی سے پوچھو وہ خود بتائے گی۔ جناب امیر المومنینؑ نے ذوالفقار کو حرکت دی اور فرمایا شائد فاطمہ طاہرہؑ نے اس نحس و ناپاک خون کو تجھ سے نہیں دھویا۔ ذوالفقار بقدرت خداوند جبار گویا ہوئی کہ ہاں معصومہ عالم نے دھویا ہے لیکن چونکہ آپ نے مجھ سے کسی قتل نہیں کیا کہ عمرو بن عبدود سے زیادہ اس کو فرشتے دشمن رکھتے ہوں لہٰذا خداوندا عالم نے مجھے حکم دیا کہ اس کے اس نقطہ خون کو پیوں کیونکہ یہ میرا حصہ ہے۔ تو جب کبھی آپ مجھ کو نیام سے نکالیں گے اور فرشتوں کی نظر اس قطرہ پر پڑے گی تو وہ آپ پر صلواۃ بھیجیں گے۔

جاننا چاہیے کہ مورخین عامہ کے ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ جب عمرو مارا گیا اور اس کے قتل کی خبر ابوسفیان کو پہنچی بے تامل کوچ کر کے مکہ کی طرف چلا گیا اور علی بن ابراہیم شیخ طبرسی اور قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ اس کے قتل کے بعد پندرہ روز یا زیادہ دنوں تک مشرکین ٹھہرے تھے اور مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور سردی اور کمی آزوقہ کے سبب مسلمانوں کی حالت نہایت خستہ ہوگئی تھی۔ ان دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے طعام میں برکت جیسے معجزاب ظاہر ہوئے جو ابواب معجزات میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ ابن بابویہ نے معتبر سند کے ساتھ امام رضا علیہ السلام سے رویات کی ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ خندق کھودنے میں مشغول تھے کہ جناب فاطمہ زہراؑ ایک ٹکڑا روتی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے لائیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہ یہ کہاں سے لائیں؟ عرض کی میں نے حسنؑ اور حسینؑ کے لئے پکایا تھا اسی میں سے ایک ٹکڑا آپ کے واسطے بھی لائی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ پہلی غذا ہے جو تین روز کے بعد تمہارے پدر کو میسر ہوئی ہے تین روز سے آنحضرتؐ نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب خندق کھودنے کے زمانہ میں مسلمانوں پر بھوک کا غلبہ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک مٹھی خرما طلب کیا اور ایک کپڑا بچھا دیا اس پر وہ خرمے رکھ دیئے۔ پھر حضرتؐ نے منادی کرادی کہ آؤ اور ناشتہ کر لو۔ یہ سن

کر تمام اہل مدینہ جمع ہو گئے اور اس میں سے خرما کھا کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر حضرتؐ نے منا دی کرادی کہ آؤ اور ناشتہ کر لو۔ یہ سن کر تمام اہل مدینہ جمع ہو گئے اور اس میں سے خرما کھا کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر خرمے اس کپڑے سے گر پڑے تھے۔ پھر علی بن ابراہیم اور دوسرے لوگوں نے روایت کی ہے کہ جب قریش کے قیام کی مدت طویل ہوئی تو ابو سفیان نے حیی بن اخطب سے کہا کہ اے یہودی تیری قوم کہاں ہے ؟ حیی بن اخطب بنی قریظہ کے پاس آیا اور کہا تم پر وائے ہو قلعہ سے باہر نکلو اب بھی جبکہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عہد و پیمان توڑ چکے ہو قلعہ میں بیٹھے ہو نہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ رہے نہ قریش کے ساتھ ہوئے۔ کعب نے کہا ہم قلعہ سے نہیں نکلیں گے جب تک قریش اپنے دس روساء کو ہمارے پاس رہن نہ کر دیں جن کو ہم قلعہ میں رکھیں گے تاکہ اگر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ان کو فتح نہ حاصل ہو تو اس وقت تک یہاں سے حرکت نہ کریں جب تک ہمارے عہد و پیمان کو اسی طرح مضبوط نہ کر دیں جس طرح پہلے تھا کیونکہ ہم مطمئن نہیں ہیں کہ قریش چلے جائیں اور ہم اپنے گھروں میں بند رہیں اور پھر ہم سے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگ کریں ہمارے مردوں کو قتل کریں ہماری عورتوں اور بچوں کو قید کریں۔ اور اگر ہم قلعہ سے نکل کر تمہارا ساتھ نہ دیں تو ممکن ہے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم پر رحم کریں اور ہمارے عہد کو از سر نو مان لیں۔ ابن اخطب نے کہا تو نے نہایت بیہودہ اور باطل گفتگو کی قریش کبھی اس پر راضی نہیں ہو سکتے اور نہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی تجھ سے عہد کریں گے۔ اور تم اب نہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھی رہے نہ قریش کے۔ کعب نے کہا یہ تیری رائے کی نحوست ہے کہ تو قریش کے ساتھ اڑتا اور بھاگتا ہے اور ہم کو ہمارے شہر میں چھوڑے جاتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو چاہیں ہمارے ساتھ کریں۔ ابن اخطب نے کہا خدا اور موسیٰ علیہ السلام کا عہد اپنے اوپر لازم قرار دیتا ہوں کہ اگر قریش نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر فتح نہ پائی تو میں تیرے ساتھ قلعہ میں رہوں گا اور جو کچھ تم لوگوں پر گزرے گی مجھ پر بھی گزرے گی۔ کعب نے کہا میرا قول تو وہی ہے جو میں نے کہا۔ اگر قریش ہمارے ہاتھ اپنے آدمیوں کو رہن کر دیں تو ہم ان کے ساتھ ہیں ورنہ قلعہ سے باہر نہیں نکلیں گے۔ آخر

ابن اخطب واپس آیا اور قریش کو اس کا پیغام پہنچایا۔ جب ابوسفیان نے یہ بات سنی تو بولا کہ واللہ یہ پہلا فریب ہے۔ نعیم بن مسعود نے سچ کہا تھا مجھے ان بندروں اور سوروں کی ضرورت نہیں ہے۔ غرض جب مسلمانوں پر محاصرہ کی شدت ہوئی اور سردی کی زیادتی اور بھوک کے سبب وہ یہودیوں سے بہت خائف ہوئے اور منافقین طعن و طنز کے ساتھ مناسب باتیں کرنے اور مسلمانوں کو ڈرانے لگے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب میں سوائے چند سب کے سب منافق ہو گئے اور حضرتؐ نے یہ خبر پہلے ہی دے دی تھی کہ عرب کے گروہ اتفاق کر کے آئیں گے اور یہود ہمارے ساتھ فریب کریں گے اس وقت ہم پر نہایت سختی اور دشواری ہوگی اور انجام کار ہم ان پر غالب آئیں گے۔ جب قریش آئے اور یہودیوں نے اپنا عہد توڑا تو منافقوں نے کہا کہ خدا اور رسولؐ نے ہم سے مکرو فریب کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ ان میں سے اکثر منافقوں کے مکانات مدینہ کے اطراف میں تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم کو اپنے اپنے گھروں میں جانے کی اجازت دی جائے کیونکہ ہمارے مکانات مدینہ کے کناروں پر ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ دشمنوں کی کوئی جماعت لوٹ نہ لے۔ ان مین سے ایک گروہ نے کہا آؤ ہم بھاگ چلیں اور قریوں میں دیہاتیوں کے پاس پناہ لیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تمام وعدے باطل ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت مقرر فرمائی کہ رات کو مدینہ کی پاسبانی کیا کریں اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام تمام شب لشکر کے گرد پھرتے اور سب کی حفاظت کرتے تھے۔

اگر قریش میں سے کوئی شخص دکھائی دیتا تو اس سے مقابلہ کرتے۔ آپ خندق کو پار کر کے قریش کے پاس پہنچاتے تھے وہ لوگ آپ کو دیکھتے تھے مگر آپ کچھ پروا نہ کرتے۔ اور اکثر تمام رات تنہا کھڑے ہوئے نماز میں مشغول رہتے اور جب صبح ہوتی تو اپنے مقام پر آ جاتے تھے۔ اس مقام پر امیرالمومنینؑ کی مسجد مشہور و معروف ہے۔ جو شخص وہاں جاتا ہے اس کو معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؑ اس جگہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ مسجد ایک تیر کی مسافت کے برابر مسجد فتح سے دور عقیق کی جانب ہے۔ غرضیکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے اصحاب کی پریشانی محاصرہ کے طول ہونے کے

سبب مشاہدہ فرمائی مسجد فتح کی طرف پہاڑ پر چلے گئے جس پر آج مسجد فتح واقع ہے اور بارگاہ عزت و جلال میں دست مناجات بلند کر کے گریہ و زاری کے ساتھ عرض کی یا صریخ المکروبین و یا مجیب المضطرین و یا کاشف الکرب الغظیم انت مولائی و ولی ابائی الاولین اکشف عنا عمنا و همنا و کربنا واکشف عنا کرب هولا القوم بقوتک و حولک و قدرتک یعنی اے مصیبت زدوں کے فریاد رس اور اے غمگین کی دعائیں قبول کرنے والے اور اے شدت تکلیف کو رفع کرنے والے تو امیر اور میرے آباؤ اجداد کا مولا ہے ہم سے ہمارے رنج و غم و اذیت کو دور کر دے اور اپنی طاقت و قوت و قدرت سے اس قوم کی تکلیف اور شدت کو رفع فرما دے اسی وقت جبرائیل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مناجات سنی اور آپ کی دعا قبول فرمائی اور ہوا اور آندھی کو فرشتوں کے ساتھ حکم دیا ہے کہ قریش اور ان کے لشکر کو بھگا دیں۔ تو ہوا آندھی نے مشرکین کے خیموں کو اکھاڑ ڈالا۔ آخر وہ سب بھاگنے پر آمادہ ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے حذیفہ کو آواز دی۔ وہ حضرتؐ کے پاس سوئے ہوئے تھے اس لئے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرتؐ نے دوبارہ ان کو آواز دی کوئی جواب نہ ملا۔ تیسری مرتبہ حذیفہ بولے لبیک یا رسول اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تم کو پکار رہا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے۔ عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں سردی اور بھوک کی شدت سے میں نہ بول سکا۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور قریش کا حال دریافت کرو اور میرے پاس آنے سے پہلے کوئی اور کام نہ کرنا۔ بے شک مجھے خدا کی جانب سے خبر آئی ہے کہ خدا نے ان پر ہوا کر مسلط فرمایا ہے اور وہ بھاگنے میں مشغول ہیں۔ حذیفہ نے کہا میں سردی سے کانپ رہا ہوں خندق کو کیونکر عبور کروں۔ آخر میں روانہ ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اعجاز سے جب خندق سے گزرا تو ایسا گرم ہوا کہ گویا حمام میں ہوں۔ جب قریش کے لشکر میں داخل ہوا تو ایک بڑا خیمہ نظر آیا۔ میں اس کی طرف چلا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے آگ روشن کر رکھی ہے جو کبھی بجھ جاتی ہے کبھی جلتی ہے۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ ابوسفیان

ملعون کا خیمہ تھا۔ وہ لعین آگ کے پاس بیٹھا تھا اور سردی سے کانپ رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے گروہ قریش اگر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خیال کے مطابق ہم اہل آسمان سے جنگ کر رہے ہیں تو یقیناً" ہم اہل آسمان سے جنگ کی طاقت نہیں رکھتے اگر اہل زمین سے مقابلہ ہو تو کر سکتے ہیں۔ پھر بولا کہ اپنے اپنے ساتھیوں کے حالات معلوم کرو اس طرح کہ محمدؐ کا کوئی جاسوس ہمارے درمیان نہ ہو۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں عمرو بن عاص اور معاویہ کے بیچ میں تھا۔ میں نے داہنی طرف سبقت کر کے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا میں عمرو عاص ہوں۔ پھر بائیں طرف مڑ کر پوچھا تم کو ن ہو اس نے کہا میں معاویہ ہوں۔ اور میں نے اس وجہ سے سبقت کی کہ کوئی مجھ سے نہ پوچھے کہ تم کون ہو۔ پھر ابوسفیان اپنے اونٹ پر سوار ہوا۔ اونٹ کا پیر بندھا ہوا تھا۔ اگر حضرتؐ نے یہ تاکید نہ کر دی ہوتی کہ میرے پاس واپس آنے سے پہلے کوئی کام نہ کرنا تو میں اس ملعون کو قتل کر دیتا۔ پھر ابوسفیان سے خالد بن ولید نے کہا کہ مناسب ہے کہ میں تمہارے کمزوروں کی حفاظت کے لیے موجود رہوں۔ اس نے کہا تیار ہو جاؤ اور سامان بار کرو غرض سب نے سامان اونٹوں پر بار کیا اور بھاگ گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرتؐ نے مسلمانوں سے کہا ابھی اپنے مقام سے حرکت نہ کرنا مگر لوگوں نے نہ مانا اور طلوع آفتاب تک سب مدینہ چلے گئے۔ بہت تھوڑے اصحاب حضرتؐ کے ساتھ رہ گئے۔ اور کلینی نے بسند حضرت حسن روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگ احزاب میں ایک ٹیلے پر کھڑے تھے جس پر مسجد فتح واقع ہے۔

رات بہت اندھیری اور شدید سردی کا عالم تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ کون ہے جو قریش کی خبر لائے اس پر بہشت واجب ہوگی۔ کوئی شخص نہ اٹھا۔ حضرت صادق علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کو ہلا کر فرمایا کہ بہشت سے بہتر لوگ اور کیا چاہتے تھے۔ آخر حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کون ہے جو اس جگہ سویا ہے۔ حذیفہ نے کہا میں ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس پوری رات میں تم میری آواز سنتے رہے' اور جواب نہ دیا۔ میرے پاس آؤ۔ حذیفہ اٹھے اور معذرت کی کہ حضور پر میں فدا ہوں سردی اور تکان کے سبب جواب نہ دے سکا۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور قریش کی باتیں سنو اور ان کے حالات سے مجھے آگاہ کرو۔

جب حذیفہ روانہ ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا کی اللھم احفظہ من بین یدیہ و من خلفہ و عن یمینہ و عن شمالہ حتی ترد ہ خدا وندا اس کی حفاظت فرما آگے پیچھے' داہنے اور بائیں سے یہاں تک کہ اس کو میرے پاس واپس پہنچا دے۔ حضرتؐ نے حذیفہ کو تاکید کر دی کہ جب تک میرے پاس واپس نہ آئیں کوئی دوسرا کام نہ کریں۔ غرض حذیفہ اپنی تلوار سپر اور تیر و کمان لے کر روانہ ہوئے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب میں روانہ ہوا تو مطلق سردی اور بھوک کا اثر مجھ مین نہ تھا یہاں تک کہ خندق کو پار کر لیا اور مسلمان اور مشرکین اسی مقام پر جمع تھے۔ ادھر حضرتؐ دعا کر رہے تھے کہ اے فریاد کرنے والوں کے فریاد رس اور اے مصیبت زدوں کی دعا کے قبول کرنے والے میرے رنج و غم کو دور کر دے بے شک تو میرا اور میرے اصحاب کا حال دیکھ رہا ہے اسی اثنا میں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور دشمنوں کے دھڑکے سے آپ کو بچا لیا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دوزانو بیٹھ گئے اور اپنا عمامہ کھولا اور آنکھوں سے آنسو جاری کیئے اور کہا میں تیرا شکر کرتا ہوں جیسا کہ تو نے مجھ پر اور میرے اصحاب پر رحم فرمایا ہے۔ پھر حضرتؐ نے بیان فرمایا کہ خدا نے ان پر آسمان اول سے ایک ہوا بھیجی جس میں کنکر تھے۔ اور آسمان چہارم سے ایک ہوا بھیجی جس میں بڑے پتھر تھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب میں خندق کے پار آیا قریش کے لشکر میں آگ روشن دیکھی اور دیکھا پہلے لشکر پر آندھی کا طوفان آیا جس میں سنگریزے تھے۔ تمام آگ اڑ گئی اور خیمے اکھڑ گئے اور ان کے نیزوں کو زمین پر گرا دیئے۔ ان سب نے سنگریزوں سے بچنے کے لئے سپر سے چہروں کو ڈھانپ لیا اور ہم ان کے سروں پر پتھروں کے ٹکرانے کی آواز سنتے تھے۔ حذیفہ دو مشرکوں کے درمیان بیٹھ گئے ناگاہ مشرکوں کے بیچ میں شیطان ایک سردار کی صورت میں کھڑا ہوا اور بولا اے لوگو تم اس ساحر کذاب (معاذ اللہ) کے قریب آکر ٹھہرے ہو یہ سال ٹھہرنے کا نہیں ہے۔ چوپائے سب ہلاک ہو گئے۔ وہ تمہارے ہاتھ سے بچ کر نکل نہیں سکتا اس سال نہ سہی آئندہ سال۔ لہٰذا ہر شخص اپنے پاس کے آدمی کا نام پوچھ لے۔ یہ سنتے ہی حذیفہ نے جلدی کر کے پہلے ہی اپنے داہنے بائیں شخصوں سے اپنے

پاس کے آدمی کا نام پوچھ لے۔ یہ سنتے ہی حذیفہ نے جلدی کر کے پہلے ہی اپنے داہنے بائیں شخصوں سے ان کے نام پوچھے۔ ایک نے کہا میں معاویہ ہوں اور دوسرے نے کہا میں سہیل بن عمرو ہوں۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں خدا کا ایک بڑا لشکر آیا اور ان پر بڑے بڑے پتھر برسانے لگا۔ ابوسفیان کود کر سوار ہو گیا اور قریش کو چلایا کہ جلدی سامان لادو۔ طلحہ نے اس سے کہا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تجھ پر ایک بلائے سخت مسلط کر دی وہ کود کر اپنے اونٹ پر سوار ہو گیا اور قبیلہ اشجع کے درمیان ندا کی کہ جلد بار کرو۔ عینیہ بن حصن، حارث بن عوف مزنی اور اقرع بن حابس وغیرہ ہر ایک نے اپنے اپنے قبیلہ والوں کو بھاگنے کا حکم دیا اور ان کا حال قیامت کے حال کے مانند ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حذیفہ واپس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں تمام حالات بیان کیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزات کے سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ مشرکین کے بھاگنے کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب وہ ہم سے جنگ کی غرض سے کبھی نہ آئیں گے بلکہ ہم ان سے جنگ کے واسطے جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

علی بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ غزوہ خندق میں حیان بن قیس بن عرقہ نے ایک تیر سعد بن معاذ کی جانب پھینکا وہ ان کے ہاتھ میں پیوست ہو گیا اور رگ اکحل کو قطع کر دیا۔ اور بولا یہ تیر لے میں ابن عرقہ ہوں۔ سعد نے کہا خدا تیرے چہرے کو آگ میں جلائے۔ اس رگ سے بہت خون نکل گیا اور سعد بہت کمزور ہو گئے۔ تو اس رگ کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر دعا کی اے معبود اگر قریش کی اس جنگ میں ابھی کچھ جان باقی ہے تو مجھے بھی باقی رکھ تاکہ ان سے جنگ کروں کیونکہ میں کسی سے لڑنا زیادہ پسند نہیں کرتا بہ نسبت اس گروہ کے ساتھ لڑنے کے جو خدا و رسولؐ سے لڑتے ہیں۔ اگر قریش کی لڑائیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ختم ہو گئی ہیں تو اس زخم کو میری شہادت کا سبب قرار دے اور مجھ کو موت دے دے تاکہ میری آنکھیں بنی قریظہ کے قتل ہونے سے روشن ہو جائیں۔ بس خون بند ہو گیا اور ان کے ہاتھ پر ورم آ گیا۔ حضرتؐ نے ان کے لئے ایک خیمہ نصب کرا دیا اور خود ان کی پرستاری اور ان کے حالات کی نگرانی میں مشغول ہوئے۔ اس وقت خداوند عالم نے یہ آیتیں نازل بھیجیں یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ

اٰمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ○ (پ ۲۱ سورہ احزاب آیت ۹ تا ۱۴) اے ایمان والو اپنے اوپر خدا کی نعمتوں کو یاد کرو جب تمہارے سامنے دشمنوں کے لشکر آئے تو ہم نے ان پر ایک ہوا بھیجی اور ایسے لشکر بھیجے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے یعنی فرشتوں کا لشکر اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو خوب جانتا ہے۔ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ○ جس وقت کہ وادی کے اوپر اور اس کے نیچے سے تمہاری طرف فوجیں آئیں اور تمہاری آنکھیں اپنے حلقوں میں خوف کے سبب خیرہ ہو گئیں اور تمہارے کلیجے منہ کو آ گئے تھے اور تم خدا کی طرف بدگمانیاں کرنے لگے هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ○ وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ○ اس وقت مومنین امتحان میں ڈالے گئے اور وہ خوب جھنجوڑے گئے جبکہ منافقوں نے اور ان لوگوں نے کہا جن کے دل میں کفر و شرک کا مرض تھا کہ خدا و رسول کا وعدہ صرف فریب و دھوکا ہے۔ وَ اِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ○ اس وقت کو یاد کرو جب کہ منافقوں کے ایک گروہ نے کہا اے اہل مدینہ لشکر میں ٹھہرنے کا یہ وقت نہیں ہے واپس چلو اور ان میں سے ایک گروہ پیغمبرؐ سے واپس جانے کی اجازت مانگنے لگا کہ مدینہ میں ہمارے مکانات خالی ہیں اور وہ کچھ مضبوط و مستحکم نہیں ہیں یا وہ مکانات شہر کے کناروں پر ہیں اور دشمنوں سے قریب ہیں حالانکہ وہ خالی اور غیر محفوظ نہ تھے ان کا ارادہ صرف جنگ سے بھاگنے کا تھا۔ علی بن ابراہیم کی روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے مکانات مدینہ کے کناروں پر ہیں اور ہم یہودیوں سے ڈرتے ہیں وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَ مَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا يَسِيْرًا ○ اگر مشرکوں کا لشکر مدینہ کے چاروں طرف سے منافقوں پر اکبارگی حملہ کر بیٹھے اور ان سے کافر ہو جانے کو کہیں تو یہ منافقین ظاہر بظا

کافر ہو جائیں گے اور کافر ہونے کے بعد زیادہ دنوں محفوظ نہ رہیں گے بلکہ بہت عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں گے" اس کے بعد خداوند عالم نے منافقوں کے تغیر اور ڈانٹ پھٹکار میں بہت سی آیتیں نازل فرمائیں جن میں سے بعض اس سے قبل مذکور ہو چکیں۔ اس کے بعد فرمایا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ○ (پ ۲۲ سورۃ احزاب) مومنین میں سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے عہد کو جو خدا سے کیا تھا پورا کر دیا۔ یعنی جنگ میں ثابت قدم رہے اور ہر حال میں خدا کی رضا پیش نظر رکھی ان میں سے بعض نے اپنے عہد کو وفا کیا اور شہید ہو گئے اور بعض ان میں سے انتظار کر رہے ہیں اور اپنے عہد میں مطلق تغیر نہیں ہونے دیا" .سند ہائے معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہم السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب حمزہ اور امیرالمومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی اور یہ کہ خدا کا عہد پورا ہو گیا یعنی ان کی اجل آ گئی اور وہ شہید ہو گئے۔ اس سے مراد جناب حمزہؓ و جعفرؓ ہیں اور جو انتظار کر رہے ہیں وہ امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔ پھر علی بن ابراہیم نے کہا کہ خدا نے اس آیت کو اس طرح نازل فرمایا ہے کہ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ بِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ○ (آیت ۲۵ سورۃ احزاب پ۲۱) یعنی خدا نے کافروں کو ان کے غیظ و غضب کے ساتھ مدینہ سے دور کر دیا نہ ان کو مدد ملی اور نہ غنیمت ہی حاصل ہوئی۔ اور خدا نے مومنین کی علی علیہ السلام کے ذریعہ سے مدد کی کہ انہوں نے عمرو بن عبدود وغیرہ کو قتل کیا اور خدا صاحب قوت اور سب پر غالب ہے" واضح ہو کہ خندق کا کھودنا حدیثوں سے ماہ رمضان میں ظاہر ہوتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ جنگ ماہ شوال میں ہوئی۔ مسلمانوں کے گروہ کافروں کا محاصرہ بعض ہتے ہیں کہ بیس روز تک قائم رہا اور بعض چوبیس اور ستائیس روز کہتے ہیں واللہ اعلم۔ حیات القلوب جلد ۳ ص ۶۰۹ سطر ۱۸

سیرت ابن ہشام

غزوہ خندق شوال ۵ ھ میں واقع ہوا اور ابتداء اس کی اس طرح ہوئی کہ یہودیوں کا ایک گروہ جس میں سلام بن ابی الحقیق النصرہ اور حئی بن اخطب نضری اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نضری اور ہوذہ بن قیس وائلی اور ابو عمار وائلی وغیرہ لوگ بنی نضیر اور بنی وائل میں سے تھے۔ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے اور ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں' تم محمد سے جنگ کرو ہم ان کی بیخ و بنیاد اکھیڑ کر پھینک دیں گے۔

قریش نے ان سے کہا اے گروہ یہود تم قدیم اہل کتاب ہو اور تمہارے پاس علم ہے تم یہ بتاؤ کہ ہمارا مذہب درست اور صحیح ہے یا محمدؐ کا۔ یہودیوں نے کہا تمہارا مذہب بہت سچا ہے اور تم بہ نسبت محمدؐ کے حق پر ہو اس بات کو سن کر قریش بہت خوش ہوئے اور فوراً" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔

یہ یہودی مکہ سے ہو کر قبائل غطفان کے پاس پہنچے اور ان کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور قریش سے تیار ہونے کی خبر دی غطفان کے لوگ بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔

اس لشکر میں قریش کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا اور غطفان میں بنی فزارہ کا سردار عینہ بن حصن بن خدیفہ بن بدر تھا اور بنی مرہ کا سردار حرث بن عوف بن ابی حارثہ مری تھا اور بنی اشجع کا سردار مسعر بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف بن صمہ بن عبد اللہ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان تھا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر سنی تب آپ نے مدینہ کے گرد خندق بنانے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو رغبت دلانے کی خاطر حضورؐ خود بھی اس کے کھودنے میں مصروف ہوئے اور مسلمان نہایت مستعدی سے اس کام کو کرتے تھے اور منافقوں کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی کو سخت ضرورت ہوتی جس کے بغیر اس کو چارہ نہ ہوتا۔ تب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے کام کو جاتا۔

خندق کے کھودنے میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے متعدد معجزے ظہور میں آئے جن کے دیکھنے سے مومنین کا ایمان وہ عرفان تازہ ہوا اور ان کے اخلاص و یقین میں ترقی ہوئی۔

چنانچہ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ خندق کے کھودنے میں ایک جگہ نہایت سخت زمین نکلی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا کہ یا رسول اللہؐ اس میں کدال کارگر نہیں ہوتا اس کو کیونکر کھودیں۔ حضورؐ نے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ۔ پانی حاضر کیا گیا' حضورؐ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور پھر اس پانی کو سخت جگہ چھڑک دیا پس وہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ جو اس جگہ موجود تھے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ حضورؐ کو مبعوث کیا کہ پانی کے ڈالتے ہی وہ زمین ایسی نرم ہو گئی جیسے ریت اور بہت جلد اس کو اٹھا کر پھینک دیا۔

نعمان بن بشیر کی بہن کہتی ہیں میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے میرے کپڑے میں تھوڑی سی کھجوریں باندھ کر کہا بیٹی یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آؤ اور کہنا کہ یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے یہ لڑکی کہتی ہے میں ان کھجوروں کو لے کر چلی اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس سے گذری اور اپنے باپ اور ماموں کو میں ڈھونڈ رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے لڑکی یہ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ کھجوریں میری ماں نے میرے باپ بشیر بن سعد اور ماموں عبداللہ بن رواحہ کے واسطے بھیجی ہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لا مجھ کو دے میں نے وہ کھجوریں حضورؐ کے دونوں ہاتھ میں رکھ دیں حضورؐ نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا اور پھر ان کے اوپر کپڑا ڈال دیا اور ایک شخص سے فرمایا کہ لوگوں کو کھانے کے واسطے بلا لو چنانچہ تمام خندق کھودنے والے جمع ہو گئے اور ان کھجوروں کو کھانے لگے اور وہ کھجوریں زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ جب لوگ کھا چکے ہیں تو کھجوریں کپڑے کے کنارہ سے نیچے گر رہی تھیں۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ خندق کھودنے میں مصروف تھے اور میرے پاس ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس بکری کو ذبح کرنے

میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعوت کروں تو بہتر ہے اور پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں جس قدر جو ہوں ان کو پیس لو اور بکری کا گوشت پکا لو۔ میں حضورؐ کی دعوت کروں گا جب شام ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مع تمام لوگوں کے گھروں کی طرف واپس ہوئے کیونکہ دن بھر خندق کھودتے تھے اور شام کو چلے آتے تھے میں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں نے ایک بکری ذبح کر کے پکائی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعوت کرتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے گھر تشریف لے چلیں جابر کہتے ہیں میں یہ چاہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تنہا میرے ساتھ تشریف لے آئیں گے مگر حضورؐ نے میری بات سنتے ہی ایک شخص کو حکم دیا کہ پکار کر آواز دے دو کہ سب لوگ جابر کے مکان پر چلیں کیونکہ جابر نے دعوت کی ہے جابر کہتے ہیں میں نے اس بات کو سن کر کہا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْنَ" پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مع لوگوں کے میرے گھر تشریف لائے ہم نے کھانا نکال کر آپؐ کے سامنے رکھا آپ نے نوش فرمایا اور پھر آپؐ کے بعد سب لوگوں نے نوش کیا کھاتے جاتے اور چلتے جاتے تھے یہاں تک کہ تمام اہل خندق کھانا کھا کر فارغ ہو گئے۔

سلمان فارسی کہتے ہیں میں خندق کے کھودنے میں مصروف تھا کہ ایک بڑا سخت پتھر نکل آیا۔ ہر چند میں نے اس کے کاٹنے کی کوشش کی مگر اس کو جنبش تک نہ ہوئی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میری اس تکلیف کو دیکھ کر کدال میرے ہاتھ سے لے لی اور اس پتھر پر لگائی میں نے دیکھا کہ اس کدال میں سے ایک چمک نکلی پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوسری مرتبہ کدال ماری جب بھی وہ چمک پیدا ہوئی پھر تیسری مرتبہ بھی وہ چمک پیدا ہوئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے ماں باپ حضورؐ پر قربان ہوں یہ چمک کیسی دکھائی دیتی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے بھی دیکھی ہے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پہلی بار جو چمک ظاہر ہوئی خداوند تعالیٰ نے یمن کو میرے لئے فتح کیا اور دوسری مرتبہ ملک شام اور مغرب کو فتح کیا اور تیسری بار مشرق کو فتح کیا۔

جب یہ ممالک حضر عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہوئے تو ابو ہریرہ مجاہدین سے کہا کرتے تھے کہ جہاں تک تمہارا جی چاہے ملکوں کو فتح کرو۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے جس قدر ملک قیامت تک تم فتح کرو گے ان سب کی کنجیاں پہلے ہی خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عنایت فرما دی ہیں۔

جب حضورؐ خندق کے تیار کرنے سے فارغ ہوئے تو قریش بھی دس ہزار کا لشکر لے کر مقام مجتع الاسال میں آن پہنچے یہ مقام زمین رومہ میں جرف اور زغابہ کے درمیان واقع ہے اور قریش کے اس لشکر میں بنی کنانہ اور اہل تہامہ وغیرہ مختلف قبائل کے لوگ تھے اور قبیلہ غطفان بھی اہل نجد کو اپنے ساتھ لے کر احد کی ایک جانب مقام ذنب لقمی میں آن اترے۔

حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تین ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا ان کو لے کر خندق کے اس طرف صف آراء ہوئے اور خندق دونوں لشکروں کے درمیان میں تھی مدینہ میں اس موقعہ پر حضورؐ نے ابن مکتوم کو حاکم مقرر کیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مسلمانوں کے بچے اور عورتیں گھاٹیوں پر محفوظ مقامات میں پہنچا دی جائیں۔

اس دوران میں دشمن خدا حیئی بن اخطب النضری بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کے پاس پہنچا۔ کعب نے حضورؐ سے عہد و پیمان کیا تھا۔ حیئی بن اخطب اس کے پاس آیا تو اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور اس کو اپنے پاس نہ آنے دیا۔ حیئی بن اخطب جو نے کہا کہ اے کعب مجھ کو تجھ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے تو دروازہ کھول دے کعب نے کہا تو ایک منحوس شخص ہے تجھ کو میں اپنے مکان میں بلانا نہیں چاہتا اور دوسرے میرا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عہد ہو چکا ہے اور میں نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو باوفا اور عہد کا پورا پورا پایا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ان سے عہد شکستہ کروں حیئی بن اخطب نے کہا تجھ کو خرابی ہو ذرا دروازہ تو کھول۔ کعب نے کہا ہرگز نہیں کھولوں گا۔ غرض کہ جب حیئی بن اخطب نے بہت اصرار کیا تب کعب نے دروازہ کھول کر

اس کو بلایا اس نے کہا اے کعب میں تیرے پاس دنیا بھر کی عزت اور خوبی لے کر آیا ہوں تمام قریش مع اپنے سرداروں اور رئیسوں کے میرے ساتھ ہیں اور تمام غطفان کے قبائل ہماری امداد کو آئے ہیں چنانچہ یہ سب احد کے پاس ذنب لقمی ٹھہرے ہوئے ہیں اور مجھ سے عہد اور اقرار کر لیا ہے ہم بغیر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا استیصال کیے واپس نہ ہوں گے کعب نے جواب دیا کہ اے حیئی بن اخطب تو دنیا بھر کی ذلت و خواری کوج لے کر میرے پاس آیا ہے اے حیئی بن اخطب تجھ کو خرابی ہو مجھے میری حالت پر چھوڑ دے کیونکہ میں نے محمدؐ کو نہایت باوفا اور عہد کا پورا اور سچا پایا ہے۔

الغرض حیئی بن اخطب کعب کو بہکاتا رہا یہاں تک کہ اس بات پر اس کو راضی کر لیا کہ اگر قریش اور خطفان کے لوگ محمدؐ سے مغلوب ہو کر بھاگے تو تمہارے قلعہ میں آ کر پناہ گزین ہو جائیں گے کعب نے اس بات کو منظور کر کے حیئی بن اخطب سے اس بات پر عہد کر لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد کو توڑ ڈالا۔

جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی کہ کعب نے رسول خداؐ کا عہد شکستہ کر کے حیئی بن اخطب سے نیا عہد باندھا ہے تب حضورؐ نے سعد بن نعمان کو جو اوس کے سردار تھے اور سعد بن عبادہ کو بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے خزرج کے سردار تھے اور عبداللہ بن رواحہ اور اخواف بن جبیر کو کعب کے پاس بنی قرینظہ میں بھیجا تاکہ یہ لوگ معلوم کریں کہ یہ خبر کہاں تک سچ ہے۔ ان لوگوں سے حضورؐ نے فرما دیا اگر یہ سچ ہو تب تو تم اس کو اشارہ کے ساتھ مجھ سے بیان کرنا اور اگر جھوٹ ہو تب اس کا اعلان کر دینا جب یہ لوگ کعب کے پاس پہنچے اور اس کی حالت اس سے بھی بدتر پائی جو سنی تھی اور دیکھا کہ واقعی اس نے حضورؐ کا عہد توڑ دیا تب انہوں نے کہا کہ تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عہد کس سبب سے توڑا کعب نے کہا میں نہیں جانتا رسول خدا کون ہے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے میرا کوئی عہد و پیمان نہیں تھا اور سعد بن عبادہ سے بنی قرینظہ بدکلامی کرنے لگے سعد نے کہا تم سے بدکلامی کرنے کی ہم کو کچھ ضرورت نہیں ہے پھر سعد اور ان کے ساتھیوں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا اے مسلمانو! تمہارے خدا میں عجیب طاقتیں ہیں اور وہ

اپنی طاقت کا کرشمہ ضرور دکھائے گا۔

مسلمانوں کی نازک حالت

اس وقت مسلمان نہایت نازک حالت میں تھے چاروں طرف سے مشرکوں اور کافروں نے ان کو گھیر رکھا تھا اور منافقین اپنا نفاق طرح طرح سے ظاہر کر رہے تھے چنانچہ معتب بن قشیر نے جو بنی عمرو بن عوف سے تھا کہا کہ "محمدؐ ہم سے کہتے ہیں کہ تم قیصر اور کسریٰ کے خزانوں کے مالک بنو گے مگر اس کے برعکس ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی ہم سے اطمینان کے ساتھ پاخانہ کے واسطے بھی نہیں جا سکتا" (بعض اہل علم کا بیان ہے کہ معتب منافقین میں سے نہیں تھا کیونکہ یہ بدر کی جنگ میں شریک ہوا تھا) اور اوس بن قیظی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو گھر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے گھر خالی ہیں اور مدینہ شہر سے باہر ہیں غرضیکہ منافقین اسی قسم کی باتیں کرتے تھے کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ کہتا تھا۔

مسلمانوں کا محاصرہ

مسلمانوں اور مشرکین اسی صورت میں کچھ اوپر بیس راتیں پڑے رہے سوائے تیر اندازی کے کوئی باقاعدہ جنگ نہیں ہوئی مسلمان اس حالت میں بہت تنگ ہوئے کیونکہ مشرکوں نے چاروں طرف سے محاصرہ کر رکھا تھا۔

صلح کے لئے بنی غطفان سے بات چیت اور انصار کا انکار کرنا

آخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عینہ بن حصن بن خذیفہ بن بدر اور حرث بن عوف بن ابی حارثہ کی طرف کہ یہ دونوں قبیلہ غطفان کے سردار تھے پیغام بھیجا

گیا تو سخت مشکل ہو گی پس اس خیال سے میں نے حسان سے کہا کہ یہ یہودی ہمارے قلعہ کے گرد پھر کر ضرور موقعہ اور محل دیکھ رہا ہے یہ یہودیوں کا مخبر معلوم ہوتا ہے تم اس کو جا کر قتل کر دو حسان نے کہا اے صفیہ تم جانتی ہو کہ میں تو اس کام کا آدمی نہیں ہوں صفیہ کہتی ہیں جب حسان کا میں نے یہ جواب سنا اور سمجھی کہ ان میں ہمت نہیں ہے تو میں خود ایک لٹھ لے کر قلعہ سے باہر نکلی اور اس یہودی کو میں نے لٹھ مار مار کر مار ڈالا' پھر حسان سے آن کر کہا اے حسان میں اس کو قتل کر آئی ہوں تم جا کر اس کے کپڑے اور ہتھیار لے آؤ چونکہ عورت ہوں اس سبب سے میں نے اس کے کپڑے نہیں اتارے' حسان نے کہا اے صفیہ مجھ کو اس کے کپڑوں کی ضرورت نہیں ہے۔

دشمنوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے نعیم بن مسعود کی ایک تدبیر

جب مسلمان اس شدت اور تنگی میں تھے کہ چاروں طرف سے دشمنوں نے ان کو گھیر رکھا تھا اس وقت نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلادہ بن اشجع بن ریث بن غطفان حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میری قوم کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہیں ہے حضور نے فرمایا تم اکیلے آدمی ہو تم سے جو کچھ مسلمانوں کی خیر خواہی ہو سکے کرو اور اَلحَربُ خَدعَۃٌ کے ماتحت کوئی ایسی ترکیب کرو جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے نعیم نے عرض کیا بہت بہتر ہے۔ پھر نعیم حضورؐ کے پاس سے بنی قریظہ کے پاس آئے اور پہلے یہ ان کے بڑے دوست تھے بنی قریظہ سے انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا کیسا دوست ہوں بنی قریظہ نے کہا کہ بیشک تم ہمارے بڑے سچے دوست ہو نعیم نے کہا قریش اور غطفان کے کہنے سے جو تم نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عہد شکنی کی ہے اچھا نہیں کیا قریش اور غطفان اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے پھر تم پر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حملہ کریں گے اس وقت تم کیا کرو گے اور تم میں محمدؐ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اس واسطے میں کہتا ہوں کہ تم قریش اور غطفان سے چند آدمی بطور یرغمال اپنے

پاس رکھو تاکہ اگر محمدؐ تم پر حملہ کریں تو قریش اور غطفان تمہاری مدد کو آ جائیں بنی قرینظہ نے کہا اے نعیم واقعی یہ بہت اچھی رائے تم نے بتلائی ہے ہم ایسا ہی کریں گے اور بغیر اس کے ہرگز قریش کا ساتھ نہ دیں گے۔

نعیم قرینظہ کو یہ سبق پڑھا کر قریش کے پاس آئے اور کہا تم لوگ مجھ کو کیسا خیال کرتے ہو قریش نے کہا ہم تم کو نہایت سچا اور نیک سمجھتے ہیں نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کی بات کہنے آیا ہوں کیونکہ مجھ کو تم لوگوں سے محبت ہے اسی سبب سے تم پر ظاہر کرتا ہوں کہ قرینظہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عہد توڑ کر بہت نادم ہوئے ہیں اور محمدؐ سے انہوں نے کہلا بھیجا ہے کہ ہم لوگ آپ سے بہت شرمندہ ہیں اور اس گناہ کے کفارہ میں ہم چاہتے ہیں کہ قریش اور غطفان کے سرداروں کو گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لائیں اور آپ ان کی گردنیں مار دیں اور محمدؐ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے پس اب قرینظہ نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم سے چند آدمی بطور یرغمال مانگیں اور پھر ان کو محمدؐ کے پاس بھیج دیں اور محمد ان کو قتل کر دیں اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز اپنا ایک آدمی بھی قرینظہ کو نہ دینا ورنہ تم پچھتاؤ گے۔

پھر نعیم قریش کے پاس ہو کر غطفان کے پاس آئے اور کہنے لگے اے غطفان تم میری قوم اور قبیلہ ہو اور سب سے زیادہ مجھ کو پیارے ہو مجھ کو یقین ہے کہ تم مجھ کو جھوٹا نہ جانو گے غطفان نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو ہم تم کو سچا ہی جانتے ہیں نعیم نے کہا لیکن تم سے ایک راز کی بات کہتا ہوں اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو اور پھر جو قریش سے کہا تھا وہ غطفان سے بھی کہا۔

۵ ھ کے ماہ شوال میں ہفتہ کی رات کو ابوسفیان بن حرب اور غطفان کے سرداروں نے بنی قرینظہ کے پاس عکرمہ بن ابی جہل کے چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور کہا کہ کل محمد پر حملہ کے واسطے تیار ہو جاؤ کیونکہ ہم یہاں پڑے پڑے سخت پریشان ہو گئے ہیں۔

بنی قرینظہ نے ان کو یہ جواب دیا کہ کل ہفتہ کا روز ہے ہم اس میں نہیں لڑ سکتے اور دوسری بات یہ ہے کہ جب تک تم چند آدمی اپنے ہمارے پاس بطور یرغمال نہ بھیجو

سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا تب حضورؐ نے مجھ کو طلب کیا میں کھڑا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے خدیفہ تم جا کر دیکھو کہ دشمن کیا کر رہے ہیں اور کسی سے کچھ نہ کہنا سیدھے ہمارے پاس چلے آنا خدیفہ کہتے ہیں جب مشرکوں میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آندھی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ کھڑا ہوتا ہے۔

پھر اسی وقت ابوسفیان کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے قریش قسم ہے خدا کی تم ایسی جگہ آن کر ٹھہرے ہو کہ جہاں جوتیاں تک ٹوٹ گئیں اس جنگ میں بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی اور ایسی باتیں کیں جو ہم کو بہت ناگوار گزریں اور ہوا نے ہم کو ایسا پریشان کیا ہے کہ کسی طرح ہم کو اطمینان نہیں ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ رہتا ہے پس میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اب تم مکہ واپس چلو۔

اس کے بعد ابوسفیان اپنے اونٹ کے پاس آیا اور اس کا پیکڑہ بندھا ہوا تھا ابوسفیان بدحواسی میں اونٹ پر سوار ہو کر اس کو مارنے لگا اور ایک شخص نے اس کا پیکڑہ کھول دیا اور ابوسفیان روانہ ہوا۔ خدیفہ کہتے ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو منع نہ فرماتے تو ضرور میں ابوسفیان کو ایک تیر مار کر قتل کر دیتا۔

خدیفہ کہتے ہیں پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور اس وقت ایک چادر اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے مجھ کو دیکھا تو اپنے پیروں کے پاس بٹھا کر اپنی چادر مجھ پر ڈال دی پھر رکوع اور سجدہ کر کے سلام پھیرا میں نے سارا واقعہ عرض کیا۔

قریش کے واپس جانے خبر سنتے ہی غطفان بھی واپس اپنے علاقہ کو چلے گئے۔

(سیرت ابن ہشام ص ۴ سطر ۱۶)

ہوئے اور کہا ابھی ہتھیار نہ کھولئے کیونکہ میں فرشتوں کے ساتھ کفار قریش کا حمراء الاسد تک تعاقب کر رہا تھا۔ اب خدا کا آپ کو یہ حکم ہے کہ بنی قرینظہ سے جنگ کے لئے چلئے اور میں فرشتوں کے ساتھ جاتا ہوں تاکہ ان کے قلعہ کو ہلا دوں جب تک آپ میرے پاس پہنچیں۔ تو حضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو علم دیا اور جبریلؑ کے پیچھے روانہ کیااور خود تھوڑی دیر توقف فرمانے کے بعد جاکر ان سے ملحق ہو گئے راستہ میں جو شخص آپؐ سے ملتا اس سے پوچھتے کہ اس سوار کو تم نے دیکھاتھا وہ کہتا تھا کہ ہاں وحیہ کلبی گئے ہیں کیونکہ جبریلؑ اس روز انہی کی شکل میں ظاہر ہوئے تھے اور اپنے گھوڑے پر ارغوانی کپڑا ڈالے ہوئے تھے جب آنحضرتؐ کا لشکر قلعہ بنی قرینظہ کے پاس پہنچا ان کے منادی نے ندا دی کہ ابولبابہ بن عبدالمنذر کہاں ہو جناب رسولؐ خدا نے لبابہ سے فرمایا کہ تم کو بنی قرینظہ بلاتے ہیں۔ ابولبابہ ان کے پاس گئے تو وہ سب رونے لگے اور کہا کہ ہم اس لشکر سے جو تمہارے پیچھے آ رہا ہے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ ابولبابہ کا قصہ اس کے بعد مذکور ہوگا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ قریش کے پسپا ہونے اور شکست کھانے کے بعد حی بن اخطب بنی قرینظہ کے قلعہ میں داخل ہوا۔ اور جب امیرالمومنین، نے علم اٹھایا اور قلعہ کے نیچے نصب کیا۔ کعب بن اسید نے قلعہ سے دیکھا وہ مسلمانوں کو گالیاں دے رہا تھااور آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا۔ آنحضرتؐ اس کا کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ بروایت شیخ مفید جب حضرتؐ کو ان لوگوں نے دیکھاان کویاد آیاکہ عمرو بن عبدود کے قتل کرنے والا آگیا تو ان کے دلوں میں بے پناہ رعب پیدا ہوگیا یہاں تک کہ آنحضرتؐ قریب آئے ایک درازگوش پر سوار تھے۔ امیرالمومنینؑ آپؐ کے استقبال کو بڑھے۔ اور عرض کی یارسولؐ اللہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں، قلعہ کے نزدیک مت جایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا جب وہ مجھ کودیکھیں گے تو خدا ان کو اور ذلیل کر دے گا اور جو کچھ کہہ رہے ہیں پھر نہ کہیں گے۔اور جس طرح خدا نے تم کو عمرو بن عبدود کے قتل پر قدرت عطا کی ان کے قتل پر بھی قوت بخشے گا۔ اور تم کوخدا کی جانب سے مدد و نصرت کی خوشخبری ہو۔ حق تعالیٰ نے مجھ کو رعب و ہیبت کے ساتھ نصرت عطا فرمائی ہے کہ میرا خوف ایک مہینے کی راہ کی دوری سے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ غرض جب آنحضرت

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دشمنوں کے قلعہ کے نزدیک پہنچے فرمایا اے بندروں اور سوروں کے بھائیو' اے شیطان کی عبادت کرنے والو مجھے گالیاں دیتے ہو ہم جس گروہ کے قریب انتقام کے لئے پہنچتے ہیں وہ دن ان کے لئے نہایت بد ہوتا ہے۔ یہ سن کر کعب نے قلعہ کے اوپر سے دیکھا اور کہا اے ابوالقاسم خدا کی قسم آپؐ تو کبھی جاہلوں کی طرح گالیاں دینے والے نہ تھے۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے اس کی یہ بات سنی بے انتہا شرم و حیا کے سبب سے عصا آپ کے ہاتھ سے اور ردا دوش مبارک سے گر گئی اور چند قدم پیچھے ہٹے۔ قلعہ کے گرد خرما کے درخت بہت تھے کہ لشکر کے قیام کی جگہ نہ تھی۔ حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے درختوں کو اشارہ کیا اور وہ جنگل میں منتشر ہو گئے اور قلعہ کے پاس میدان کشادہ ظاہر ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لشکر نے پڑاؤ ڈالا اور تین روز تک ان کا محاصرہ کیا۔ اس عرصہ میں ایک شخص بھی ان میں سے باہر نہ آیا نہ اس محاصرہ کا ان پر کوئی اثر ظاہر ہوا۔ تین روز کے بعد غذال ابن شمول باہر نکلا اور عرض کی یا محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہمارے ساتھ بھی وہی طریقہ اختیار کیجئے جو بنی نضیر کے ساتھ آپ عمل میں لائے ہیں یعنی ہم کو امان دیجئے تاکہ ہماری جانیں محفوظ رہیں اور ہمارے تمام مال و اسباب آپ لے لیں۔ ہم آپ کے شہر سے نکل جائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا جب تک تم میرے حکم سے قلعہ سے باہر نہ نکلو گے تاکہ میں جو کچھ چاہوں کروں۔ یہ سن کر وہ واپس چلا گیا۔ پھر چند روز تک وہ لوگ قلعہ میں محصور رہے یہاں تک کہ ان کی عورتیں اور لڑکے بچے تنگی رسد سے بیتاب ہوئے اور رونے چلانے لگے۔ آخر وہ لوگ حضرتؐ کے حکم سے قلعہ سے باہر نکلے۔ شیخ طبرسی کی روایت کے مطابق محاصرہ پچیس روز تک قائم رہا۔ حضرتؐ نے حکم دیا تو ان کے مردوں کے ہاتھ باندھ دیئے گئے جو سات سو افراد تھے اور عورتوں کو الگ کر لیا گیا۔ یہ دیکھ کر قبیلہ اوس کے اشخاص حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ یہ لوگ ہمارے ہم سوگند اور دوست تھے اور ہمیشہ خزرج کے ساتھ لڑائیوں میں ہماری مدد کرتے رہے۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی کی خاطر سے سات سو زرہ پوشوں اور تین سو بے زرہ لوگوں کو ایک روز میں معاف کر دیا ہم ابن ابی سے کمتر نہیں ہیں۔ اس طرح جب

بہت زیادہ سفارش کی تو حضرتؐ نے فرمایا اچھا اس پر راضی ہو کہ میں تمہارے قبیلہ کے ایک شخص کو ثالث مقرر کروں اور وہ جو فیصلہ کرے اس کو منظور کرو گے؟ عرض کی ہاں۔ وہ کون ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا وہ سعد بن معاذ ہیں۔ وہ بولے ہم راضی ہیں۔ پھران کو ڈولی میں لٹا کر لائے اور اوس کے قبیلہ کے لوگ ان کے گرد جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ابو عمرو اپنے ہم سوگندوں' مددگاروں اور دوستوں پر احسان کرو ان لوگوں نے بہت سی لڑائیوں میں ہماری مدد کی ہے۔ جب بہت کچھ کہا تو اس سعادت مند نے جواب دیا کہ وقت اور موقع یہ ہے کہ راہ خدا میں سعد کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرے۔ یہ سنتے ہی قبیلہ اوس کے لوگوں نے افسوس کے ساتھ شور مچایا کہ واقو ماہ خدا کی قسم بنی قریظہ گئے۔ عورتیں اور بچے بھی سعد کے نزدیک گریہ و زاری اور نالہ و فریاد میں مشغول ہوئے۔ آخر جب وہ سب خاموش ہوئے توسعد نے ان سے کہا اے گروہ یہود کیا میرے فیصلہ پر راضی ہو انہوں نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم راضی ہیں اور تم سے احسان و نیکی اور حسن رعایت کی امید رکھتے ہیں۔ پھر سعدؓ نے دوبارہ پوچھا کہ میں جو کچھ فیصلہ کروں اس کو منظور کر لو گے؟ وہ بولے ہاں' یہ سن کر وہ نہایت ادب و احترام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے سعد جو کچھ تم ان کے بارے میں فیصلہ کرو گے مجھے منظور ہے سعد نے کہا یارسولؐ اللہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیجئے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کر لیجئے۔ اوران کے بھیڑ بکریوں اور چوپائیوں کو مہاجرین و انصار میں تقسیم کر دیئے اور بروایت طبرسی یہ کہا کہ ان کے مکانات اور کھیت مہاجروں کے لئے مخصوص فرما دیجئے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے سعد تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو خدا نے آسمان ہفتم پر کیا تھا۔ اس کے بعد سعد کا وہ زخم پھٹ گیا اور ان کی آرزو اور استدعا کے مطابق جو انہوں نے حق تعالیٰ سے کی تھی ان کی روح مقدس ارواح انبیاء و اوصیا و شہداء سے جا کر مل گئی۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے ان قیدیوں کو مدینہ میں لاکر قید کر دیا اور بقیع میں گڑھے کھودے گئے ایک ایک یہودی کو لاتے تھے اور گردن مار کر انہی گڑھوں میں ڈال دیتے تھے۔ حیی بن اخطب نے

کعب بن اسید سے پوچھا کہ ان لوگوں کے ساتھ تمہارے خیال میں کیا کرتے ہیں اس نے کہا تو نہیں جانتا کہ کیا کرتے ہیں۔ قتل کرتے ہیں۔ شاید تو نہیں سمجھتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرے کو لے جاتے ہیں اور جو باہر جاتا ہے واپس نہیں آتا۔ لہٰذا صبر اور استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہو۔ آخر کعب بن اسید کی باری آئی۔ اس کو باہر نکالا۔ ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے اور وہ ایک خوبصورت شخص تھا۔ جب حضرتؑ کی نگاہ اس پر پڑی حضرتؑ نے فرمایا کیا تجھ کو اس عالم دانا ابن حراش کی وصیت سے کچھ فائدہ نہ ہوا جو شام سے آیا تھا۔ اور بیان کیا تھا کہ میں نے شراب پینا اور لذتیں دنیا کی ترک کر دیں اور تنگدستی اور صرف خرما پر بسر کرنا منظور کر لیا اس پیغمبرؐ کی خاطر جو مبعوث ہونے والا ہے جس کا محل خروج مکہ اور محل ہجرت مدینہ ہے اور وہ سوکھی روٹی اور خرمے کے چند دانوں پر اکتفا کرتا ہے۔ دراز گوش پر سوار ہوتا ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے۔ دونوں شانوں کے درمیان پشت پر مہر نبوت ہے۔ وہ کاندھے پر تلوار رکھتا ہے اور جس کے پاس پہنچتا ہے جہاد کرتا ہے۔ اس کی سلطنت تمام روئے زمین تک پہنچے گی۔ کعب نے کہا ایسا ہی اس نے بیان کیا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا کہ یہودی کہیں گے کہ میں قتل ہونے سے ڈر گیا تو ضرور آپ پر ایمان لاتا' اور آپ کی تصدیق کرتا۔ لیکن میں دین یہود پر زندہ ہوں اور اسی پر مروں گا۔ غرض حضرتؑ کے حکم سے اس کی گردن مار دی گئی۔ پھر حیی بن اخطب لایا گیا۔ حضرتؑ نے اس سے فرمایا اے فاسق خدا کی قدرت تو نے اپنے بارے میں مشاہدہ کی اس نے کہا خدا کی قسم میں اپنے تئیں ملامت نہیں کرتا اور آپ کی عداوت نے مجھے پھرایا میں پھرتا رہا اور جو کچھ کوشش سمجھ میں آتی رہی کرتا رہا۔ لیکن جس کی خدا مدد نہ کرے وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ پھر شیخ مفید کی روایت کے مطابق لوگوں کی طرف رخ کر کے کہا ایہا الناس جو کچھ خدا مقدر کرتا ہے وہی ہوتا ہے۔ یہ وہ زراعت ہے جس کو خدا نے بنی اسرائیل کے لئے لکھ دیا ہے۔ جب اس کو امیرالمومنینؑ کے قریب لائے کہ آپؑ اس کی گردن ماریں تو اس نے کہا ایک شریف ایک شریف کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا لوگوں کے نیک ان کے بروں کو قتل کرتے ہیں اور برے لوگ نیکوں کو مارتے ہیں تو وائے ہو اس بر اس کے نیک لوگ اس کو قتل کریں اور سعادت مند

ہے وہ جس کو رذیل اور کفار قتل کریں اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ جب آپ مجھے قتل کر دیں تو میرا لباس نہ اتاریں۔ حضرتؑ نے فرمایا تیرا لباس میرے نزدیک اس سے زیادہ ذلیل و حقیر ہے کہ اس کی طرف توجہ کروں اس نے کہا آپ نے مجھ کو لباس پہنائے رکھا خدا آپ کو بھی ایسا ہی رکھے اور اپنی گردن بڑھا دی۔ حضرتؑ نے اس کو قتل کر دیا اور وہ کشتوں کے درمیان اپنے کپڑوں سمیت ڈال دیا گیا۔ شیخ مفید کی روایت کے مطابق تمام بنی قریظہ قتل کر دیئے گئے تھے لیکن بعض روایتوں کے مطابق حضرتؑ نے دس آدمیوں کو قتل کیا اور باقی یہودیوں کو تمام صحابہ پر تقسیم کر دیا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ان تین دنوں کے درمیان جبکہ اول و آخر روز ہوا ٹھنڈی تھی ان یہودیوں کی گردنیں ماری گئیں اور حضرتؑ کی بیحد تاکید تھی کہ ان تینوں دنوں ان کو عمدہ کھانا اور آب شیریں دیتے رہیں۔ فرماتے تھے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ غرض وہ سب قتل کئے گئے۔ توخدا نے اس مہم کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ○ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرًا ○ (سورۃ الاحزاب پ۲۱ آیت ۲۶، ۲۷) یعنی خدا نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو ان کے قلعوں سے نیچے نکالا جنہوں نے قریش کے لشکر کی مدد کی تھی اور ان کے دلوں میں پیغمبرؐ کا اور پیغمبرؐ کے لشکر کا خوف ڈال دیا اور ان میں سے ایک گروہ کو تم کشاں کشاں اسیر کر کے لاتے ہو اور اپنی غلامی میں لیتے ہو اور خدا نے ان کی زمینیں تم کو میراث میں دے دیں اور ان کے مکانات اور مال بھی دے دیئے۔ اور وہ زمین بھی دے دی جن پر ابھی تمہارا گزر نہیں ہوا اور تمہارے تصرف میں نہیں آئی ہے، یعنی خیبر اور ملک بادشاہان عجم و روم اور وہ تمام ممالک جو بعد میں فتح ہوئے اور خدا ہر شے پر قادر ہے"۔

قرب الاسناد میں امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنگ بنی قریظہ میں بالغ و نابالغ کی شناخت کے لئے فرمایا کہ ان کی پشت کے بال دیکھیں جن کے بال سخت نکلے ہوں وہ بالغ ہیں اور وہ مار ڈالے جائیں اور جن

کے بال نہ اگے ہوں وہ نابالغ قرار دے کراطفال میں شمار و شامل کئے جائیں اور ان کو غلام بنا لیا جائے۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کچھ قیدیوں کوسعد بن زید کے ساتھ نجد میں بھیجا ان کے عوض وہ گھوڑے اور اسلحہ مسلمانوں کے لئے خرید کرلائے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی عورتوں میں سے مرہ دختر حنافہ کو حضرتؐ نے خود لے لیا اور بعض ریحانہ کو کہتے ہیں کہ لے لیا۔

ابن بابویہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کو سعد بن معاذ کی وفات کی اطلاع ہوئی تو حضرتؐ صحابہ کو لے کر ان کے گھر آئے اور ان کو غسل دینے کا حکم فرمایا اور خود دروازہ کے دونوں بازوؤں کے درمیان کھڑے تھے یہاں تک کہ ان کو غسل اور حنوط و کفن دیا گیا اورلوگوں نے جنازہ اٹھایا اور حضرتؐ غمگساروں کی طرح ننگے پیر بغیر چادر کے جنازہ کے ساتھ چلے کبھی داہنے اور کبھی بائیں سے جنازہ کو کاندھا دیتے تھے یہاں تک کہ ان کو قبر تک پہنچایا اورخود حضرتؐ قبر میں اترے اور اپنے ہاتھوں سے ان کو لحد میں رکھا۔ ان کی قبر کو اینٹوں سے چنا اور خالی جگہوں کو گیلی مٹی سے بھر دیا۔ اس سے فارغ ہوکر مٹی سے قبر کو پاٹا اور قبر کو درست کیا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ ان کا جسم ریزہ ریزہ ہوجائے گا لیکن خدا اس بندہ کو دوست رکھتا ہے جو کوئی کام درست اور مستحکم کرتا ہے۔ یہ دیکھ کر سعدؓ کی ماں نے اک طرف سے پکار کر کہا اےسعدؓ تم کو بہشت گوارا اور مبارک ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا اے مادر سعد خاموش رہو اور اپنے پروردگار کو تاکید مت کرو۔ بیشک سعد کو قبر میں فشار کیا گیا۔ پھر حضرتؐ وہاں سے واپس ہوئے تو لوگوں نے پوچھا یا حضرتؐ آپ نے سعد کے جنازہ کا وہ احترام فرمایا جو کسی کے لئے نہیں فرمایا تھا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ بغیر چادر اور ننگے چلنے کا یہ سبب تھا کہ میں نے فرشتوں کو ان کے جنازہ کے ساتھ اس طرح چلتے ہوئے دیکھا میں نے بھی ان کی تاسی کی اور کبھی ان کے جنازہ کو داہنے اور کبھی بائیں سے اٹھانے کی یہ وجہ تھی کہ میرا ہاتھ جبریلؑ کے ہاتھ میں تھا۔ جس جگہ سے وہ تابوت کو پکڑتے تھے میں بھی پکڑتا تھا۔ لوگوں نے کہا آپؐ نے ان پر نماز پڑھی اور اپنے ہاتھوں سے ان کودفن کیا۔ پھر بھی فرماتے ہیں کہ ان پر فشار ہوا۔ حضرت نے فرمایا ہاں اس لئے کہ وہ اپنی زوجہ کے ساتھ کج خلق تھے

اس سبب سے ان پر فشار ہوا۔ دوسری حدیث میں روایت ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ سعدؓ کے مرنے سے عرش کانپ گیا۔ حضرت نے فرمایا وہ تخت جس پر سعد کو لٹایا گیا تھا وہ کانپ رہا تھا۔ اور کلینی اور ابن بابویہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سعدؓ کے جنازہ کی نماز پڑھی تو فرمایا ستر ہزار فرشتے ان کی نماز میں حاضر تھے' انہی میں جبریلؑ بھی تھے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کس عمل سے وہ اس مرتبہ کے مستحق ہوئے کہ اے فرشتو تم لوگ ان کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہو؟ جبریلؑ نے کہا وہ ہمیشہ ہر حالت میں کھڑے' بیٹھے' سوار' پیادہ' چلتے' پھرتے سورۃ قل ہوا اللہ احد پڑھتے رہتے تھے۔ اور تفسیر امام حسن عسکری میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سعدؓ کے معاملہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اے بندگان خدا یہ بندۂ خدا سعادت مند کے نیک بندوں میں سے تھا جس نے خدا کی خوشنودی کو اپنے عزیزوں اور یہودی دامادوں کے غصہ اور ناراضی پر ترجیح دی اور معروف کا حکم دیا اور نہی سے منع کیا اور لوگوں پر غضب و غصہ کیا خدا کے رسول محمدؐ اور حق تعالیٰ کے ولی علیؑ بن ابی طالبؑ کے لئے غرض جب سعد برحمت الٰہی واصل ہوئے اور آپ کا دل بنی قریظہ کی مہم سے مطمئن ہوا اور وہ سب قتل کر دیئے گئے تو فرمایا کہ اے سعدؓ بیشک تم کافروں کے گلے میں اس ہڈی کے مانند تھے کہ اگر زندہ رہتے تو گوسالہ اول کو مدینہ میں جو بیضہ اسلام ہے خلافت کے ساتھ نصب نہ ہونے دیتے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا اور انہوں نے پیغمبرؐ سے کہا کہ ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیجئے تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں۔ حضرتؐ نے ابولبابہ سے کہا کہ اپنے جانشینوں اور دوستوں کے پاس جاؤ۔ وہ جب وہاں پہنچے تو مرد دوڑ کر ان کے پاس آگئے۔ عورتوں اور بچوں نے ان کو گھیر لیا اور سب رونے لگے ان کے لئے مغموم ہوئے۔ ان لوگوں نے کہا اے ابولبابہ تمہارے نزدیک کیا مناسب ہے کیا ہم حضرتؐ کے حکم سے قلعہ سے باہر نکلیں وہ بولے ہاں۔ اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا یعنی قتل کئے جاؤ گے۔ پھر اپنی اس حرکت سے بہت پشیمان ہوئے کہ میں نے خدا و رسولؐ سے خیانت کی۔ اور

قلعہ سے واپس آئے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں نہیں حاضر ہوئے بلکہ مسجد رسولؐ میں چلے گئے اور اپنی گردن میں ایک رسی باندھ کر ایک ستون سے باندھ دیا جس کو اسطوانہ توبہ کہتے ہیں اور عہد کیا کہ میں اس رسی کو نہ کھولوں گا یہاں تک کہ مرجاؤں یا خدا میری توبہ قبول فرمائے۔ حضرتؐ کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا اگر وہ میرے پاس آتے تو میں ان کے لئے خدا سے طلب آمرزش کرتا۔ اب جبکہ وہ خود خدا کی بارگاہ میں جا پہنچے ہیں تو خدا ان کا فیصلہ کرنے کا زیادہ سزاوار ہے۔ ادھر ابو لبابہ دنوں کو روزہ سے رہتے اور رات کو ایک دانہ کے برابر غذا سے افطار کر لیتے۔ ان کی بیٹی شام کو آتی اور قضائے حاجت کے لئے ان کی رسی کھول دیا کرتی تھی۔ جب حضرتؐ وہاں سے واپس آئے ایک رات ام سلمہؓ کے حجرہ میں تھے کہ خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور حضرتؐ کو اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ خدا نے ابولبانہ کی توبہ قبول فرمالی۔ عرض کی یارسولؐ اللہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ان کو خوشخبری دوں۔ فرمایا ہاں۔ تو جناب ام سلمہؓ نے حجرہ سے مسجد کی جانب سر نکال کر فرمایا کہ اے ابولبابہ تم کو بشارت ہو کہ خدا نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ ابولبابہ نے کہا الحمدللہ۔ یہ سن کر مسلمان ان کی رسی کھولنے کے لئے دوڑے۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم کسی کو کھولنے نہ دوں گا بلکہ خود رسولؐ اللہ میری گردن کو کھولیں۔ یہ سن کر آنحضرتؐ تشریف لائے اور فرمایا اے ابولبانہ خدانے تمہاری توبہ اس طرح قبول فرمائی گویا تم اس وقت اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔ ابولبابہؓ نے کہا یارسولؐ اللہ کیا میں اپنا تمام مال صدقہ نہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی دو تہائی؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی آدھا مال تصدق کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ تو بولے اچھا ایک تہائی؟ تو حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (پ ۱۱ آیت ۱۰۲ تا ۱۰۴ سورۃ توبہ) اور دوسرے جن لوگوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اس لئے کہ انہوں نے

لائیں تو کچھ حرج نہیں ہے حضور نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے ان کو میرے تئیں برا بھلا کہتے سنا ہے۔ علی نے عرض کیا جی ہاں فرمایا اگر وہ مجھ کو دیکھ لیں گے تو پھر کچھ نہ کہیں گے۔

پس جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے قلعوں کے پاس پہنچے تو فرمایا اے بندروں کے بھائیو تم نے دیکھا کہ خدا نے تم کو کس طرح ذلیل کیا اور کیسا عذاب تم پر نازل کیا؟ بنی قرینظہ نے کہا اے ابوالقاسم آپؐ تو بہت کریم ہیں ہمیں اس طرح سرزنش نہ کیجئے

بنی قرینظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مع صحابہ کے چند لوگوں کے پاس سے گزر ہوا۔ حضورؐ نے ان سے دریافت کیا کہ یہاں سے کوئی شخص گزرا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خچر پر سوار جس کا زین پوش دیباج کا تھا۔ یہاں سے گزرے ہیں حضور نے فرمایا وہ جبرائیل تھے۔ خداوند نے ان کو اس واسطے بھیجا تاکہ بنی قرینظہ کے قلعوں کی بنیادیں متزلزل کریں اور ان کے دلوں پر خوف اور رعب طاری کریں۔

الغرض جب حضورؐ بنی قرینظہ کے پاس پہنچے انکے ایک کنوئیں پر جس کو بیرانا کہتے تھے آپؐ نے قیام کیا اور مسلمان آپؐ کی خدمت میں آن کر جمع ہونے شروع ہوئے یہاں تک بعض لوگ عشاء کے بعد تک آئے اور عصر کی نماز ان لوگوں نے نہ پڑھی تھی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ سب بنی قرینظہ میں پہنچ کر عصر پڑھیں۔ پس یہ لوگ سامان جنگ کی تیاری کرنے میں مصروف ہو گئے اور حضور کے پاس آنے شروع ہوئے اور یہیں حضور کے پاس عشاء کے بعد ان لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی حضور نے ان لوگوں کو کچھ نہ کہا اور نہ خدا نے اپنی کتاب میں ان کی برائی بیان کی۔

حضور نے پچیّس رات تک بنی قرینظہ کا محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ وہ سخت تنگی میں گرفتار ہوئے اور خداوند تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

قریش اور غطفان کے جانے کے بعد حیّ بن اخطب بنی نضیر کا سردار بنی قرینظہ میں کعب بن اسد کے پاس موافق عہد کے آگیا تھا۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

جب بنی قرینظہ کو یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیان کو مطیع کئے واپس نہ ہوں گے۔ تب کعب بن اسد نے اپنی قوم کو مخاطب ہو کر کہا اے یہود جس حالت اور مصیبت میں تم مبتلا ہو اس کو تم خود دیکھ رہے ہو اب میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں ان میں سے جو بات تم کو پسند ہو اس کو قبول کرو۔ یہود نے کہا وہ کیا باتیں ہیں ان کو بیان کرو کعب بن اسد نے کہا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اتباع کریں اور ان پر ایمان لے آئیں کیونکہ قسم ہے خدا کی یہ بات تم پر ظاہر ہو گئی ہے کہ یہ سچے نبی ہیں اور وہی رسول ہیں جن کو تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی جان ومال' اولاد اور عورتوں کو محفوظ رکھو گے یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم تو رات کے مذہب کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہ دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں۔

کعب نے کہا جب، تم اس بات کو قبول نہیں کرتے تو اپنی تلواریں کھینچ کر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے اصحاب پر جا پڑو اور پہلے اپنے بچوں اور عورتوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو۔ پھر خود لڑ کر قتل ہو جاؤ۔ یا جیسا خدا فیصلہ کرے اگر تم محمدؐ پر غالب ہوئے تو پھر تمہارے واسطے اور بہت سی عورتیں اور اولاد مہیا ہو جائے گی۔ اور اگر تم قتل ہوئے تب تمہیں اپنی ذریات کی طرف سے کچھ کھٹکا نہ رہے گا۔ یہودیوں نے کہا ہم اپنی اولاد اور عورتوں کو کیسے بے گناہ قتل کر دیں۔ پھر ہم کو ان کے بعد اپنی زندگانی کا کیا لطف رہے گا۔

کعب بن اسد نے کہا اچھا پھر یہ کام کرو کہ آج ہفتہ کی رات ہے اور مسلمان تمہاری طرف سے بے فکر ہیں۔ تم راتوں رات ان پر شبخوں مارو۔ شاید اس ترکیب سے تم کامیاب ہو یہودیوں نے کہا ہم ہفتہ کے روز کیسے جنگ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسی ہی بے اعتدالیوں سے ہمارے پہلے لوگ مسخ ہو گئے تھے۔

پھر ان سب لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ابولبابہ بن مقدر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے ہم ان سے مشورہ کریں گے۔ ابو لبابہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھے اور بنی قرینظہ ان کے حلیف تھے حضور نے

ابولبابہ کو بنی قرینظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ابولبابہ ان کے پاس پہنچے بہت سے مرد و عورت بنی قرینظہ ان کے سامنے رونے اور چیخنے لگے۔ ابولبابہ کو ان کی حالت پر رحم آگیا اور انہوں نے کہا اے ابولبابہ کیا تم یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم محمدؐ کے حکم پر اتر آئیں ابولبابہ نے کہا ہاں اور ساتھ ہی اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ ذبح ہونا ہے۔

ابولبابہ کہتے ہیں وہاں سے میں ہلنے نہ پایا تھا کہ اسی وقت مجھ کو خیال آیا کہ میں نے خدا و رسول کی خیانت کی اور اسی وقت وہاں سے واپس ہو کر مسجد شریف میں آیا اور ایک ستون سے اپنے تئیں باندھ دیا اور رونے لگا اور دل میں عہد کیا کہ جب تک خدا میری توبہ قبول نہیں فرمائے گا میں ہرگز اس ستون سے جدا نہ ہوں گا۔ اور بنی قرینظہ میں جہاں میں نے خدا اور رسول کی خیانت کی ہے ہرگز کبھی نہ جاؤں گا۔

جب ابولبابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے میں دیر ہوئی اور حضورؐ کو یہ سارا واقعہ معلوم ہوا۔ فرمایا اگر ابولبابہ میرے پاس حاضر ہوتا میں اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتا' جو خود اس نے ایسی حرکت کی ہے میں بھی اس کو ستون سے نہیں کھولتا جب تک کہ خدا اس کی توبہ قبول نہ فرمائے۔

حضورؐ ام سلمہ کے مکان میں تھے کہ سحر کے وقت ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کا حکم حضورؐ پر نازل ہوا اور حضورؐ ہنسے۔ ام سلمہ نے عرض کیا حضورؐ کس بات سے ہنستے ہیں خدا آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا میں جاکرابولبابہ کو یہ خوشخبری پہنچا دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہیں اختیار ہے پس ام سلمہ نے اپنے حجرہ کے دروازہ میں کھڑے ہو کر آواز دی کہ اے ابولبابہ تم کو خوشخبری ہو کہ تمہاری توبہ خدا نے قبول کی۔ لوگ دوڑے کہ ابولبابہ کو ستون سے کھول دیں۔ ابولبابہ نے لوگوں کو منع کیا کہ خبردار کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب رسول خدا مجھ کو خود اپنے دست مبارک سے کھولیں گے جب کھلوں گا۔ چنانچہ جب حضورؐ صبح کی نماز کے واسطے باہر تشریف لائے تب آپؐ نے ابولبابہ کو کھولا۔

چھ رات ابولبابہ ستون سے بندھے رہے جب نماز کا وقت ہوتا۔ ان کی بیوی

ان کو کھول دیتی تھیں اور نماز کے بعد پھر ان کو باندھ دیتی تھیں۔

جب بنی قرینظہ حضور کے حکم پر اتر آئے تب ثعلبہ بن سعید اور سعید بن سعید اور اسد بن عبید جو بنی ہدل میں سے تھے یعنے نہ قرینظہ میں سے نہ نضیر میں سے بلکہ قرینظہ کے چچازاد بھائی تھے اسی رات اسلام لائے جس رات بنی قرینظہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم پر اترے۔

اور اسی رات عمرو بن سعدی قرظی بنی قرینظہ میں سے نکل کر حضور کے پاسبان محمد بن مسلمہ کے پاس سے گزرا جب محمد بن مسلمہ نے ان کو دیکھا پوچھا کون ہے اس نے کہا میں ہوں عمرو بن سعد اور یہ وہ شخص تھا جس نے بنی قرینظہ کا اس وقت ساتھ نہ دیا تھا جبکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عہد توڑا ہے اور عمرو نے اس وقت کہہ دیا تھا کہ میں محمدؐ سے کبھی غدر نہ کروں گا۔ اب اس وقت تک جو محمد بن مسلمہ نے اس کو پہچانا۔ اس سے کچھ نہ کہا اور جانے دیا۔ عمرو بن سعد وہاں سے مسجد نبوی کے دروازہ پر آیا اور پھر اس کا آج تک پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا۔ حضورؐ سے جب یہ ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا وہ ایسا شخص تھا کہ اس کے عہد کو پورا رکھنے کے سبب سے خدا نے اس کو نجات دی۔

پھر جب صبح کو بنی قرینظہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم پر اتر آئے قبیلہ اوس نے حضورؐ سے گفتگو کی کہ یارسول اللہ یہ بنی قرینظہ. ہمارے موالی ہیں۔ بنی خزرج کے نہیں ہیں اور حضورؐ نے ہمارے خزرجی بھائیوں کے موالی کے حق میں کل ہی وہ فیصلہ فرمایا ہے جس کو حضور جانتے ہیں یعنی بنی قرینظہ سے پہلے جب حضورؐ نے بنی قینقاع کا محاصرہ کیا تھا اور وہ بنی خزرج کے حلیف تھے اور حضورؐ کے حکم پر اتر آئے تب حضورؐ نے ان کو عبداللہ بن ابی سلول کو بخش دیا تھا۔ یہی درخواست اب قبیلہ اوس نے کی۔ حضورؐ نے فرمایا اے اوس کے لوگو! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارے ہی قبیلہ کا سردار بنی قرینظہ کے متعلق فیصلہ کرے۔ اوس نے عرض کیا ہاں اس بات سے ہم راضی ہیں حضورؐ نے فرمایا۔ پس تو سعد بن معاذ کو اختیار ہے وہ جو چاہیں کریں۔

خندق کی جنگ میں سعد بن معاذ تیر کے لگنے سے زخمی ہو گئے تھے اور حضورؐ

نے ان کو ایک عورت رفیدہ نام کے خیمہ میں بھیج دیا تھا یہ عورت ثواب سمجھ کر زخمیوں کا علاج اچھی طرح کیا کرتی تھی اور بڑی تجربہ کار تھی اور حضورؐ نے سعد بن معاذ سے فرمایا کہ جب تک بنی قریظہ کی مہم سے واپس نہ آؤں تم یہیں رہو۔

اب جو حضورؐ نے سعد بن معاذ کو اس فیصلہ کا حاکم بنایا تو انصار فوراً دوڑتے ہوئے سعد بن معاذ کے پاس گئے اور ایک گدھے پر خوب نرم کپڑا ڈال کر ان کو سوار کیا۔ راوی کہتا ہے سعد جسیم اور خوبصورت شخص تھے انصار ان کو حضور کی خدمت میں لے کر آئے اور راستہ میں ان سے کہنے لگے کہ اے سعد تم اپنے موالی یعنی قریظہ پر احسان کرنا کیونکہ حضورؐ نے تم کو اسی واسطے اس فیصلے کا حاکم بنایا ہے تاکہ تم احسان کرو۔ سعد نے کہا سعد ایسا شخص نہیں ہے جس کو خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا ڈر ہو۔ یہ جواب سن کر بہت سے لوگ تو اسی وقت سعد کے پاس سے کھسک گئے اور سعد کے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی فقط اسی بات کو سن کر بنی عبیدالاشہل میں جاکر بنی قریظہ کے قتل کی خبر مشہور کر دی سعد بن معاذ جس وقت حضورؐ کے سامنے پہنچے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے سردار کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ مہاجرین جو قریش میں سے تھے ان کا تو یہ بیان ہے کہ یہ خطاب حضورؐ نے انصار سے کیا اور انصار یہ کہتے ہیں کہ یہ خطاب حضورؐ کا عام طور پر سب سے تھا۔

انصار نے جب سعد بن معاذ کو دیکھا تو کہا اے سعد رسول خدا نے تم کو تمہارے موالی کے متعلق فیصلہ کرنے کے واسطے حاکم بنایا ہے سعد بن معاذ نے کہا تم خدا کے عہد اور میثاق پر قائم رہو اور جو حکم میں کروں اس کو تسلیم کرو انصار نے کہا بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں' راوی کہتا ہے سعد بن معاذ حضورؐ کی تعظیم کے سبب سے حضورؐ کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے تھے سعد نے کہا پس میں یہ حکم دیتا ہوں کہ بنی قریظہ کے جوانمردوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کے اس فیصلہ کو سن کر فرمایا اے سعد تم نے خدا کے حکم کے موافق فیصلہ کیا۔

اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ اور زبیر بن عوام لشکر کے ساتھ بنی قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اس فیصلہ کو سن کر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ آج یا تو میں بھی مثل

حمزہ کے شہید ہوں گا اور یا ان کے قلعہ کو فتح کر کے چھوڑوں گا۔ بنی قرینظہ نے کہا اے محمدؐ ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اترتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ میں لاکر ان کو بنی بخار میں سے ایک عورت بنت حرث کے مکان میں مقید کیا پھر حضور مدینہ کے بازار میں تشریف لائے اور وہاں ایک طرف چند گڑھے کھدوائے۔ پھر یہود بنی قرینظہ کو بلا کر قتل کرنا شروع کیا۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور قتل کئے جاتے تھے یہ سب یہودی چھ یا سات سو تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ آٹھ سو اور نو سو کے درمیان تھے (یہ غزوہ ماہ ذی الحجہ ۵ ھ میں ہوا)

جب ان لوگوں کو لاکر قتل کیا جا رہا تھا تو انہوں نے کعب سے کہا کہ اے کعب یہ ہمارے لوگوں کو کہاں لے جا رہے ہیں کعب نے کہا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جو تم میں سے جاتا ہے وہ واپس نہیں آیا۔ قسم ہے خدا کی یہ لوگ ضرور قتل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سب کے قتل سے فارغ ہوئے۔

اسی وقت دشمن خدا حئی بن اخطب بھی گرفتہ و بستہ مشکیں بندھا ہوا حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھتے ہی اس نے کہا کہ تمہاری عداوت کرنے میں میں نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کی مگر خدا جس کو شکست دے وہ شکست ہی کھاتا ہے پھر اس نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے لوگو خدا کا حکم اور اس کی تقدیر اسی طرح جاری ہوئی تھی اور اس خونریزی کو اس نے بنی اسرائیل کے واسطے لکھ دیا تھا۔ پھر اس کی بھی گردن مار دی گئی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں بنی قرینظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت کے سوا اور کوئی عورت قتل نہیں کی گئی اور اس کو اس واسطے قتل کیا گیا کہ اس نے خلاد بن سوید کے سر پر چکی کا پاٹ گرا کر ان کو شہید کیا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں مجھ کو اس بات کا تعجب ہے کہ یہ عورت بالکل اطمینان کے ساتھ ہنس بول رہی تھی حالانکہ ان کو اپنے قتل ہو جانے کی خبر تھی اور قتل ہونے کے وقت تک میرے پاس بیٹھی ہنستی رہی کہ اتنے میں ایک شخص نے آواز دی فلاں عورت کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا میں یہاں ہوں حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے

کہا تجھ کو خرابی ہو کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ چنانچہ لوگ اس کو لے گئے اور اس کی گردن مار دی۔

بنی قرینظہ میں ایک شخص زبیر بن باطا نام تھا۔ اس نے جاہلیت کے زمانے میں ثابت بن قیس بن شماس پر احسان کیا تھا یعنی بعاث کی جنگ میں جب کہ ثابت گرفتار ہو گئے تھے۔ تب زبیر بن باطا نے ان کی پیشانی کے بال کتر کے ان کو آزاد کر دیا۔ اباس موقعہ پر زبیر بن ثابت کے پاس آیا اور کہا اے ثابت محمد کو پہچانتے ہو ثابت نے کہا ہاں مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو کیوں نہ پہچانے گا۔ زبیر نے کہا اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھ کو پناہ دلواؤ ثابت نے کہا اچھی بات ہے نیکی کا بدلہ نیک دیتا ہے پھر ثابت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ زبیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے احسان کا بدلہ دوں۔ حضورؐ نے فرمایا ہم نے اس کو تجھے بخشا ثابت نے زبیر سے آن کر کہا کہ حضورؐ نے تجھ کو پناہ دے دی اور تیرا خون بخش دیا۔ زبیر نے کہا میں ایک بوڑھا شخص ہوں۔ جب میرے بال بچے زندہ نہ ہوں گے۔ تب میں پھر زندہ رہ کر کیا کروں گا۔ ثابت پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ قربان ہوں اس کی بیوی اور اولاد کو بھی مجھے عنایت فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کو بھی تمہیں بخشا' ثابت پھر اس کے پاس آئے اور کہا تیری بیوی بچوں کا خون بھی حضورؐ نے بخش دیا۔ اس نے کہا حجاز میں ایسے لوگ جن کے پاس کچھ نہ ہو کیونکر زندہ رہیں گے ثابت پھر حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ اس کا مال بھی مجھے بخش دیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا وہ بھی تم کو بخشا۔ ثابت نے زبیر سے آن کر کہا تیرا مال بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخش دیا۔ زبیر نے کہا اے ثابت ہماری قوم کا سردار کعب بن اسد کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ قتل ہو گیا۔ زبیر نے کہا اور ہر غائب و حاضر کا سردار حئی بن اخطب کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا اور عزال بن سمول جو ہمارا پشت پناہ تھا وہ کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا بنی کعب بن قرینظہ اور بنی عمرو بن قرینظہ کیا ہوئے ثابت نے کہا سب قتل کئے گئے۔ زبیر نے کہا اے ثابت بس تو مجھ کو بھی میری قوم کے پاس پہنچا دے۔

میں ان کے بعد زندگی کو بہتر نہیں سمجھتا۔ اور ان سے ملنا چاہتا ہوں ثابت نے لے جا کر اس کی گردن مار دی۔ جب حضرت ابوبکر نے اس کی یہ بات سنی کہ میں اپنی قوم سے ملنا چاہتا ہوں۔ تو فرمایا قسم ہے خدا کی دوزخ میں ہمیشہ ان سے ملتا رہے گا۔

بنی قرینظہ میں سے حضورؐ نے ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ جس کے زیر ناف بال برآمد ہو گئے تھے۔ عطیہ قرظی کہتے ہیں مجھ کو بھی دیکھا گیا مگر میرے زیر ناف بال نہ تھے پس مجھ کو بچہ خیال کرکے چھوڑ دیا۔

سلمٰی بنت قیس منذر کی ماں اور سلیط کی بہن جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ بنی عدی بن بخار میں سے تھیں اور جنہوں نے دونوں قبیلوں کی طرف حضور کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور آپ سے بیعت کی تھی انہوں نے حضور سے رفاعہ بن سمول قرظی کی جان بخشی کا سوال کیا اور عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ رفاعہ کو مجھے بخش دیجئے وہ کہتا ہے میں نماز پڑھوں گا اور اونٹ کا گوشت کھاؤں گا حضورؐ نے اس کو انہیں بخش دیا۔

اس کے بعد حضورؐ نے بنی قرینظہ کی عورتوں اور بچوں اور مالوں کو مسلمانوں پر تقسیم کیا۔ حضورؐ نے اس مال میں سے خمس نکال کر دو حصے گھوڑوں کے مقرر کیے اور ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیدل کا یعنی سوار کے تین حصے اور پیدل کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا۔ اسی بنی قرینظہ کی جنگ میں مسلمانوں کے پاس چھتیس گھوڑے تھے۔

مال غنیمت کی تقسیم کا یہی طریقہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاری ہوا۔

پھر حضورؐ نے بنی قرینظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت ریحانہ بنت عمرو بن خزانہ اپنے واسطے پسند فرمائی اور یہ خاتون حضورؐ ہی کے پاس رہیں یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوا۔ حضورؐ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے شادی کرو اور پردہ میں داخل ہو جاؤ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھ کو آپ اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے' یہ میرے واسطے زیادہ آسان ہے اس پر حضورؐ نے ان کو اسی حالت میں رہنے دیا۔ اور جب حضورؐ نے ریحانہ سے اسلام کی بابت کہا تو ریحانہ نے انکار کیا۔ حضورؐ کو یہ انکار ناگوار گزرا پھر

حضورؐ ایک روز اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو جوتیوں کی آواز آئی فرمایا یہ ثعلبہ بن سعید ریحانہ کے اسلام لانے کی خوشخبری لے کر آتا ہے کہ اتنے میں ثعلبہ آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ خندق اور بنی قریظہ کے متعلق سورۃ احزاب میں جو آیات نازل ہوئیں اور جن میں خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی نعمت پوری کرنے اور دشمنوں کو رفع کرنے اور منافقوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا۔ وہ اس موقع پر ابن ہشام نے تمام نقل کی ہیں۔ ہم اختصار کے لحاظ سے ان کو چھوڑتے ہیں۔ جن صاحب کو ضرورت ہو وہ قرآن کریم سے ملاحظہ فرمائیں۔

جب بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہوگئی تو سعد بن معاذ کا زخم بہنے لگا اور اسی حالت میں ان کی شہادت ہوئی۔

جس وقت سعد بن معاذ کا انتقال ہوا تو وہ رات کا وقت تھا۔ اسی وقت جبرائیل استبرق کا عمامہ باندھ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ یہ ایسا کون بزرگ شخص فوت ہوا ہے جس کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔ جبرائیل سے یہ سنتے ہی حضورؐ اسی وقت اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے سعد کے پاس آئے اور دیکھا تو ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

حضرت عائشہ جب مکہ سے واپس آ رہی تھیں تو اسید بن حفیر ان کے ساتھ تھے فرماتی ہیں راستہ میں اسید کو ایک عورت کے مرنے کی خبر پہنچی اسید اس وقت بہت رنجیدہ ہوئے حضرت عائشہ نے فرمایا اے اسید تم ایک عورت کے مرنے پر اس قدر رنج کرتے ہو حالانکہ تمہارے چچا زاد بھائی کا بھی انتقال ہوا ہے جن کی وفات سے عرش ہل گیا ہے۔

حضرت حسن بصری کی روایت ہے کہ سعد بن معاذ ایک جسیم آدمی تھے جب لوگوں نے ان کا جنازہ اٹھایا تو اس کو بہت ہی ہلکا پایا۔ مسلمان کہنے لگے قسم ہے خدا کی ایسے جسیم شخص کا جنازہ اور اس قدر ہلکا کہ ایسا ہلکا جنازہ ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب لوگوں کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا اس جنازہ کے اٹھانے والے تمہارے علاوہ اور لوگ (یعنے فرشتے) بھی ہیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ملائکہ سعد کی روح کے ساتھ بشارت حاصل کر رہے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔

جابر کہتے ہیں جس وقت سعد کو دفن کیا تو ہم حضورؐ کے پاس موجود تھے۔ پس حضورؐ نے تسبیح پڑھی اور ہم نے بھی حضورؐ کے ساتھ تسبیح پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی۔ پھر صحابہ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ تسبیح اور تکبیر حضورؐ نے کس واسطے پڑھی فرمایا اس نیک بندہ کی قبر تنگ ہو رہی تھی۔ یہاں تک کہ خدا نے اس کو کشادہ کر دیا۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبر ہر شخص پر تنگ ہوتی ہے اگر اس سے کوئی نجات پانے والا تھا تو سعد بن معاذ تھا۔

خندق کی جنگ میں مسلمانوں میں چھ آدمی شہید ہوئے بنی عبدالاشہل میں سے سعد بن معاذ اور انس بن اوس بن عتیک بن عمرو اور عبداللہ بن سہل تین شخص اور بنی جشم بن خزرج کی شاخ سلمہ میں سے طفیل بن نعمان اور ثعلبہ بن غنمہ دو شخص اور بنی نجار کی شاخ بنی دیار میں سے کعب بن زید ایک تیر کی ضرب سے شہید ہوئے جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا کہ کون شخص تھا۔

اور مشرکین میں سے اس جنگ میں تین شخص قتل ہوئے بنی عبدالدار بن قصیٰ میں سے منبہ بن عثمان بن عبید بن سباق بن عبدالدار یہ ایک تیر سے زخمی ہوا اور مکہ میں جا کر مر گیا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ قتل ہوا اس نے خندق پر حملہ کیا تھا اور وہیں قتل ہوا مسلمانون نے اس کی لاش اپنے قبضہ میں کر لی مشرکوں نے کہا اس کی لاش ہمارے ہاتھ فروخت کر دو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم کو اس کی لاش کی یا اس کی قیمت کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور حضور صلی اللہ

چنانچہ جب اوس نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سخت عداوت رکھتا تھا تو خزرج نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اوس کے پیچھے رہ جائیں اور یہ ہم پر فضیلت لے جائیں۔ تب انہوں نے مشورہ کیا کہ اب ایسا کون شخص ہے جو حضورؐ سے سخت عداوت رکھتا ہو جیسے کہ کعب بن اشرف تھا تو یہ بات طے ہوئی کہ ابن ابی الحقیق کو جو خیبر میں رہتا ہے قتل کرو۔ پھر انہوں نے آن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی حضورؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ پس خزرج کے قبیلہ بنی سلمہ میں سے پانچ آدمی اس کام پر مستعد ہوئے عبداللہ بن عتیک اور مسعود بن سنان اور عبداللہ بن انیس اور ابو قتادہ حرث بن ربعی اور غزائی بن اسود ان کے حلیف جو بنی اسلم سے تھے ان میں حضورؐ نے عبداللہ بن غنیک کو سردار مقرر کیا اور اس بات سے منع کر دیا کہ کسی بچہ یا عورت کو قتل نہ کرنا پس یہ پانچوں شخص خیبر میں آئے اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے مکان میں جس قدر گھر تھے سب کے دروازوں کی کنڈیاں لگاتے گئے تاکہ ان میں سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پائے پھر سلام بن ابی الحقیق کے گھر پہنچے۔ اس کو آواز دی اس کی عورت نے کہا تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم عرب ہیں اور غلہ خریدنے کے لئے ابو رافع کے پاس آئے ہیں عورت نے کہا یہاں آؤ جن کو تم پوچھتے ہو وہ یہ ہیں انصار اندر آ گئے اور اندر سے اس کوٹھڑی کو بھی کنڈی لگا دی تاکہ اور کوئی آن کر اس کے قتل میں مانع نہ ہو مگر اس کی بیوی یہ دیکھ کر غل مچانے لگی اور یہ لوگ ابن ابی الحقیق کی طرف دوڑے وہ اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا انہوں نے اسے اپنی تلوار کے نیچے رکھ لیا اور جب اس عورت نے غل مچایا تو ان میں سے ایک نے اپنی تلوار بلند کی مگر پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ممانعت کو خیال کر کے ہاتھ روک لیا ورنہ ایک ہی ہاتھ میں اسی وقت اس کا فیصلہ ہو جاتا جب انھوں نے اس پر تلواریں ماریں تو عبداللہ بن انیس نے اپنی تلوار اس کے پیٹ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ تلوار پیٹ کے پار ہو گئی اور وہ کہنے لگا بس مجھ کو یہ کافی ہے کافی ہے' انصار کہتے ہیں اس کو قتل کر کے ہم واپس ہوئے اور جب اوپر کے درجہ سے نیچے اترنے لگے تو عبداللہ بن عتیک ضعف بصارت کی وجہ سے سیڑھی پر سے گر پڑے اور ان کا ہاتھ اور بقول بعض پیر

اتر گیا ہم ان کو چھڑی پر چڑھا کر خیبر کے ایک چشمہ پر آئے اور وہاں دم لیا اور یہودیوں نے چراغ روشن کر کے چاروں طرف ہم کو ڈھونڈنا شروع کیا اور جب کہیں ہم کو نہ پایا تو وہ واپس چلے گئے اور ہم نے یہ خیال کیا کہ ہم کو کیونکر معلوم ہو کہ واقعی دشمن خدا قتل ہو گیا ہے اس لئے ہم میں سے ایک آدمی واپس گیا اور دیکھا کہ سلام بن ابی الحقیق کی بیوی ہاتھ میں چراغ لئے اس کے منہ کو دیکھ رہی ہے اور لوگوں سے اس واقعہ کو بیان کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ قسم ہے خدا کی میں نے ابن عتیق کی آواز سنی تھی مگر میں نے خیال کیا کہ یہاں اس وقت ابنِ عتیق کہاں پھر اس نے چراغ سے ابن ابی الحقیق کا چہرہ دیکھا اور کہا قسم ہے یہود کے معبود کی اس کا انتقال ہو گیا انصاری کہتے ہیں اس کی بات سے میں بہت خوش ہوا اور پھر میں نے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچائی اور اپنے ساتھی کو اپنی پیٹھ پر لاد کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دشمن خدا کے قتل ہونے کی خبر بیان کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سب اپنی اپنی تلواریں مجھ کو دکھاؤ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلواریں دکھائیں حضورؐ نے عبداللہ بن انیس کی تلوار دیکھ کر فرمایا اس تلوار سے وہ قتل ہوا ہے کیونکہ اس پر میں نے کھانے کا نشان دیکھا ہے۔

عمرو بن عاص راوی ہیں کہ جب میں خندق کی جنگ مع لشکر کے مکہ واپس گیا تو میں نے قریش کے چند لوگوں کو جمع کیا جو اکثر میری رائے سے متفق ہوا کرتے اور میرا لحاظ کرتے تھے پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کہ قسم ہے خدا کی میں ایسا دیکھتا ہوں کہ روز بروز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام بلند ہوتا جائے گا اور انہیں غلبہ اور فتح ہو گی میں نے اس صورت حال کو دیکھ کر ایک بات سوچی ہے تم لوگ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے ان لوگوں نے کہا کہ پہلے تم بیان کرو کہ تم نے کیا سوچا ہے میں نے کہا میں نے یہ سوچا ہے کہ ہم کچھ تحفہ اور ہدیہ لے کر نجاشی بادشاہ حبش کے پاس چلیں اور وہیں رہنا اختیار کریں کیونکہ ان کے ماتحت ہو کر رہنا ہمارے نزدیک محمدؐ کے تابعدار سے بہتر ہے پھر اگر یہاں ہماری قوم غالب ہوئی تب تو ہمارے واسطے بہت ہی بہتر ہو گا اور اگر محمدؐ غالب ہوئے تب بھی ہمارا کچھ حرج نہ ہو گا اور ہم ان کی پہنچ اور دسترس سے باہر ہوں گے عمرو بن

عاص کہتے ہیں میرے دوستوں نے اس بات کو پسند کیا اور عمدہ عمدہ چمڑی جو ہماری ہاں کا تحفہ تھا جمع کر کے ہم نجاشی کے پاس حبش کو روانہ ہوئے ہم اس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ ہم نے دیکھا کہ عمرو بن امیہ غمری کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کے ہمراہ بھیجا تھا اور جس وقت ہم نجاشی کے پاس جا رہے تھے اس وقت عمرو بن امیہ نجاشی کے پاس سے آ رہے تھے میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو عمرو بن امیہ جا رہا ہے میں نجاشی سے اس کو مانگ لوں گا اور قتل کروں گا پھر قریش اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کریں گے تو میں ان کے برابر ہو جاؤں گا عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نجاشی کے سامنے گیا اور میں نے اس کو سجدہ کیا جیسی کہ میری عادت تھی نجاشی نے کہا آؤ میرے دوست آؤ خوب آئے کیا میرے واسطے کوئی تحفہ بھی اپنے شہر سے لائے ہو میں نے عرض کیا اے بادشاہ بہت سی کھالیں اور چمڑہ آپ کے نذرانہ کے واسطے لایا ہوں پھر وہ ہدیہ نجاشی کے سامنے میں نے پیش کیا نجاشی بہت خوش ہوا اور اس کو قبول کیا پھر میں نے کہا اے بادشاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ آپ کے پاس سے ابھی نکل کر گیا ہے وہ ہمارے دشمن کا بھیجا ہوا آپ کے ہاں لایا ہے اس کو آپ مجھے دے دیجئے تاکہ میں اس کو قتل کر دوں عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ نجاشی میری اس بات کو سن کر سخت خفا ہوا اور اس زور سے اپنا ہاتھ اپنی ناک پر مارا کہ مجھ کو یقین ہو گیا کہ ضرور ناک ٹوٹ گئی ہو گی عمرو بن عاص کہتے ہیں اس بات کو کہہ کر میں اس قدر شرمندہ ہوا کہ اگر زمین پھٹ جائے تو میں اس میں سما جاؤں اور میں نے کہا اے بادشاہ اگر میں سمجھتا کہ تم خفا ہو گئے تو میں ہرگز ایسی بات نہ کہتا۔

نجاشی نے کہا اے عمرو کیا تو مجھ سے قتل کرنے کے لئے ایسے شخص کو مانگتا ہے جو اس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا میں نے کہا اے بادشاہ یہ بات سچ ہے نجاشی نے کہا اے عمرو تجھ کو خرابی ہو میری اطاعت کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کر لے بیشک وہ حق پر ہیں اور عنقریب وہ اپنے تمام مخالفین پر غالب ہوں گے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہو گئے تھے میں نے کہا اے بادشاہ کیا آپ مجھ سے اسلام پر بیعت لیں

غزوہ بنی مصطلق

شیخ طبرسی اور شیخ مفید وغیرہم نے روایت کی ہے کہ قبیلہ بنی المصطلق کے لوگ ایک کنوئیں کے قریب رہتے تھے جس کو مریسیع کہتے تھے ان کا سردار ہارث بن ضرار تھا۔ اس نے اپنی قوم کے ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی جمع کر لیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرے۔ جب آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت حضرتؐ کے لشکر میں تین گھوڑے تھے اور سفر میں منافقین کا ایک گروہ مثل عبداللہ بن ابی وغیرہ کے حضرتؐ کے ساتھ تھا حضرتؐ اپنے ساتھ جناب عائشہ کو بھی لے گئے تھے ۲ شعبان ۵. ھ کو روانہ ہوئے بعض نے ۶. ھ بیان کیا ہے جب ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی حارث کے ساتھ اکثر قبیلہ عرب موجود تھے وہ سب ڈر کر بھاگ گئے اور حضرتؐ نے مریسیع میں ان سے مقابلہ کیا کچھ دیر دونوں طرف سے تیر چلتے رہے پھر حضرتؐ کے حکم سے یکبارگی پورے لشکر نے ان پر حملہ کیا اور ان کے دس آدمیوں کو قتل کر دیا اور اولاد عبدالمطلب میں سے بھی کچھ لوگ اس روز شہید ہوئے جناب امیر نے مالک کو اور اس کے لڑکے کو قتل کیا اس سبب سے مسلمانون کو فتح نصیب ہوئی اور ان کے قبیلہ کے دو سو زن و فرزند گرفتار ہوئے دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بھیڑیں غنیمت میں حاصل ہوئیں حضرتؐ نے خمس نکالنے کے بعد اونٹ اور بھیڑوں کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اور جویریہ دختر حارث ابن ابی ضرار کو امیر المومنینؑ نے گرفتار کیا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے حضرتؐ نے اس کو اپنے لئے مخصوص فرمالیا اس کا باپ مسلمان ہونے کے بعد اپنی قوم کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہؐ میری بیٹی زن کریمہ ہے مناسب نہیں ہے کہ اس کو قید کریں حضورؐ نے فرمایا جاؤ اسی کو اختیار دے دو جو وہ پسند کرے میں اسی پر عمل کروں گا اس نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کا احسان ہے پھر لڑکی کے پاس آیا اور کہا بیٹی اپنی قوم کو رسوا مت کر اس نے کہا میں نے خدا و رسولؐ کو اختیار کیا ہے یہ سن کر اس کے باپ نے اس کو گالیاں دیں اور واپس چلا گیا حضرتؐ نے اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا جویریہ کہتی ہیں کہ جب حضرتؐ کا لشکر مریسیع میں ہم پر حملہ

آور ہوا تو میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے سروں پر وہ لشکر آیا ہے جس سے مقابلہ کی ہم کو طاقت نہیں اور میں نے دیکھا کہ اس قدر آدمی اور گھوڑے اور اسلحے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا جب میں مسلمان ہو گئی اور آنحضرتؐ نے مجھ سے نکاح کیا تو میں واپس گئی اور دیکھا تو اس قدر مسلمانوں کی تعداد نہ تھی جس قدر میں نے دیکھی تھی اس وقت میں نے سمجھا کہ وہ رعب تھا جو خدا نے مشرکوں کے دلوں مین ڈال دیا تھا وہ کہتی ہیں کہ حضرتؐ کے آنے سے تین روز پہلے میں نے خواب دیکھا کہ گویا چاند مدینہ کی طرف سے حرکت کر رہا ہے اور میرے پاس پہنچ کر میرے دامن میں آگیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے بیان نہیں کیا جب میں قید ہوئی تو اس خواب کی وجہ سے مجھ کو اچھی امید تھی۔ آخر اس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ ماہ فلک نبوت میری آغوش میں آیا' غرض جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جویریہ سے نکاح کر لیا ہے تو کہنے لگے کہ اس قبیلہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رشتہ دامادی قائم کر لیا ہے لہٰذا ان کی جس قدر عورتیں غنیمت میں ان کو ملی تھیں جو تقریباً" سو کے تھیں سب کو آزاد کر دیا یعنی کوئی عورت مثل جویریہ کے اپنی قوم کے لئے مبارک نہ ہوئی اور اس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ کلمہ تھا: یا منصور امته

شیخ مفید اور طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بنی المصطلق کے لئے تشریف لے گئے تو ایک خوفناک وادی میں قیام فرمایا جب رات آخر ہوئی جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور بیان کیا کہ اس وادی میں کافرانِ جن کا ایک گروہ چھپا ہوا ہے اصحاب کے ساتھ شر و فساد کا ارادہ رکھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنینؑ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ اس وادی میں جا کر خدا کے دشمن جنوں کو دفع کریں اس وقت سے جو خدا ان کے ساتھ مخصوص فرمائی ہے اور سو افراد کو آپ کے ساتھ بھیجا اور فرمایا کہ علی کے ساتھ رہو اور وہ جو حکم دیں ان کی اطاعت کرنا غرض حضرت امیر المومنینؑ روانہ ہوئے اور جب اس وادی کے نزدیک پہنچے ان سو آدمیوں سے فرمایا کہ تم یہیں ٹھہرو میں جب تک نہ کہوں یہاں سے حرکت نہ کرنا اور خود تنہا اس وادی کی طرف چلے اور اس کے کنارہ پر پہنچ کر خدا سے پناہ طلب کی اور اسمائے

اعظم خدا زبان پر جاری کئے پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ سے بلایا اور ایک تیر کی مسافت پر اشارہ سے کھڑے ہونے کے لئے فرمایا اور خود وادی میں داخل ہوئے پھر تو ایک آندھی آئی جس سے قریب تھا کہ خوف کے سبب وہ سب اشخاص منہ کے بل گر پڑیں۔ ان کے قدم لرز رہے تھے امیر المومنینؑ نے نعرہ مارا کہ میں ہوں علی بن ابی طالبؑ رسول خدا کا وصی اور ان کا چچا زاد بھائی۔ اگر چاہتے ہو تو مقابلہ کے لئے کھڑے ہو تاکہ خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرو ساتھ ہی ایک سیاہ فام گروہ ظاہر ہوا رنگیوں کی مانند جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے، اور تمام وادی ان سے بھر گئی حضرت نے کوئی پرواہ نہ کی اور آیات قرآنی کی تلاوت فرما رہے تھے اور اپنی تلوار داہنے اور بائیں چلا رہے تھے آخر وہ گروہ آہستہ آہستہ کالے دھوئیں کی مانند ہو کر زائل ہونے لگا پھر حضرت نے تکبیر کہی اور وادی سے اوپر آئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس کھڑے ہو گئے ان لوگوں نے کہا یا علیؑ آپ نے کیا کیا خوف کی وجہ سے نزدیک تھا کہ ہم ہلاک ہو گئے ہوتے حضرت نے فرمایا خدا کے بزرگ ناموں کے ذریعہ میں نے ان کو شکست دی اور وہ سب بھاگ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پناہ لے گئے اگر وہ کھڑے رہتے تو سب کو ہلاک کر دیتا جب وہاں سے واپس آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علیؑ تمہاری شمشیر سے جو اجنہ بچ گئے تھے میرے پاس آئے اور تمہاری تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ سورۃ منافقین غزوہ بنی المطلق میں نازل ہوا جو ۵ ھ میں واقع ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت اس غزوہ سے واپسی کے بعد ایک کنوئیں کے قریب آکر ٹھہرے تھے جس میں پانی کم تھا اور انس بن سیار جو انصار کے ہم سوگندوں میں سے تھے اور جہجاہ بن سعید غفاری جو جناب عمر کے اجیر تھے کنوئیں پر آئے دونوں نے اپنے اپنے ڈول کنوئیں میں ڈالے اتفاق سے دونوں کے ڈول ٹکرا گئے اسی پر دونوں میں بات بڑھ گئی جہجاہ نے ایک ہاتھ سیار کے منہ پر مار دیا کہ خون جاری ہو گیا سیار نے خزرج کو آواز دی اور جہجاہ نے قریش کو پکارا اور قریب تھا کہ فتنہ عظیم برپا ہو جائے عبداللہ بن ابی نے یہ شور سنا تو پوچھا کیا معاملہ ہے لوگوں نے روئیداد بیان کی تو وہ ملعون بہت غضبناک ہوا اور کہا میں تو سفر میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا اب تو ہم عرب میں سب

سے زیادہ ذلیل ہو چکے ہیں زندہ رہنے کا گمان نہیں رکھتا ہوں کہ ایسی خبریں سنوں اور تدارک نہ کر سکوں پھر اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کر کے بولا کہ یہ تمہارے اقبال و عروج کا پھل ہے تم نے ان لوگوں کو اپنے گھروں میں جگہ دی اپنے مالوں سے ان کی مدد کی اور اپنی جان سے ان کی حاظت کی اپنے سینوں میں ان کے لئے سپر بنایا تمہاری عورتیں ان کی حفاظت کے لئے بیوہ ہوئیں اور تمہارے بچے یتیم ہوئے اگر تم ان کو مدینہ سے نکال دیتے ہوتے تو وہ دوسروں کے دست نگر ہوتے۔ اس کے بعد ایک صحابی نے کہا خدا کی قسم میں تم کو مدینہ میں نہ آنے دوں گا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت نہ دیں گے اور تم کو آج معلوم ہو گا کہ زیادہ عزت والا کون ہے اور ذلیل ترین کون ہے آخر ابن ابی نے کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور اپنے لڑکے کی شکایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لڑکے کو پیغام بھیجا کہ اپنے باپ کو چھوڑ دے کہ وہ مدینہ میں آ جائے لڑکے نے سن کر کہا چونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اور حکم انہی کا حکم ہے پھر چھوڑ دیا۔ آخر وہ ملعون چند روز کے بعد بیمار ہوا اور جہنم واصل ہوا۔

کلینی نے بسند حسن حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ ابن ابی مر گیا آنحضرتؐ اس کے لڑکے کی خاطر سے اس کے جنازہ پر تشریف لے گئے تو جناب عمر نے اعتراض کیا کہ اس منافق کے جنازہ پر کیوں آئے حالانکہ خدا نے آپ کو منع فرمایا ہے کہ کسی منافق کی قبر پر کھڑے ہوں حضرتؐ نے کوئی جواب نہ دیا تو دوبارہ اعتراض کیا تو حضرتؐ نے فرمایا تجھ پروائے ہو تو کیا جانے کہ میں نماز میں اس کے لئے کیا کہتا ہوں میں کہہ رہا ہوں کہ خداوند اس کے شکم کو آگ سے بھر دے اور اس کی قبر کو بھی اور اس کو آتش جہنم میں پہنچا دے حضرت صادق نے فرمایا کہ عمر نے ان کو اس قدر مضطرب کر دیا کہ حضرتؐ جو بات ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے ظاہر فرما دیا۔ (حیات القلوب جلد ۳ ص ۶۳۵ سطر ۱۸)

کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا اس سے بہتر یہی ہے کہ میں خود ہی اس کو قتل کر دوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہمارا اسے قتل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں بلکہ ہم اس سے مہربانی کے ساتھ پیش آئیں گے اور اسے اپنی محفل میں بیٹھنے کا موقع دیں گے اس طرح شاید اس کی اصلاح ہو جائے۔

پھر اس کے بعد عبداللہ بن ابی جب کوئی ایسی ویسی بات کہتا اسی کی قوم اس کو سخت و سست کہتی تھی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بن خطاب سے فرمایا کہ اے عمر جس دن تم نے مجھ سے اس کے قتل کرانے کے واسطے کہا تھا اگر میں اس کو قتل کرا دیتا تو لوگ مجھ سے بدظن ہو جاتے اور اب اگر ان ہی لوگوں کو میں اس کے قتل کا حکم کر دوں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں عمر کہتے ہیں قسم ہے خدا کی میں نے جان لیا ہے کہ حضورؐ کی رائے میری رائے سے افضل ہے۔

مقیس بن صبابہ مکہ سے مسلمان ہو کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور حضورؐ سے اپنے بھائی کا خونبہا چاہتا ہوں یعنی ہشام بن صبابہ کا جس کو مسلمانوں نے بھول کر قتل کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو خونبہا دے دیا یہ چند روز تو مسلمان رہا پھر اپنے بھائی کے قاتل کو غفلت میں موقع پا کر قتل کر کے مکہ روانہ ہو گیا اور اسلام سے بھی پھر گیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں بنی مصطلق کی جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ تھا یا منصور امت امت

غزوہ بنی مصطلق میں سے اس جنگ میں جو لوگ قتل ہوئے ان میں سے حضرت علیؑ نے مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کیا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک شہسوار کو جس کا نام احمر یا احمیر تھا قتل کیا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اس جنگ میں بہت سے قیدی آئے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کیا اور ام المومنین جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بھی انہیں قیدیوں میں تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ

تین ہی رات رہے تھے کہ عینیہ بن حصن بن خدیفہ بن بدر فزاری غطفان کے چند سواروں کو لے کر حضورؐ کے اونٹوں پر آپڑا اور ان کو لوٹ لیا اور ایک چرواہے کو جو بنی غفار میں سے تھا قتل کر دیا اوراس کی عورت کو گرفتار کر کے لے گیا۔ (سیرت ابن ہشام ص ۴۳۴ سطر آخر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی بیویوں پر قرعہ ڈالتے تھے جس کا نام قرعہ میں نکل آتا اسے ہمراہ لے جاتے جب بنی مصطلق کا غزوہ ہوا تب بھی حضورؐ نے قرعہ ڈالا اور حضرت عائشہ کا قرعہ نکلا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھ کو لے کر تشریف لے گئے فرماتی ہیں دوسری عورتیں بدن کی بھاری تھیں اور میں ہلکی تھی میں ہودج میں بیٹھ جاتی تھی اور لوگ میرے ہودج کو اٹھا کر کس دیتے تھے پھر اونٹ لے کر چلے جاتے تھے فرماتی ہیں حضورؐ واپسی میں مدینہ کے قریب پہنچے تو منزل پر حضورؐ نے قیام فرمایا اور رات بھر رہے پہر رات ہی میں کوچ کا حکم دیا اور لوگ روانہ ہونے لگے میں حاجت ضروری کو گئی ہوئی تھی وہاں میری گردن سے ایک قیمتی ہار کھل پڑا میں اس کو ڈھونڈنے لگی مگر وہ مجھے نہ ملا پھر میں جو اپنے مقام میں واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ کوچ کر رہے ہیں میں پر اس ہار کو ڈھونڈنے چلی آئی اور وہ مجھ کو مل گیا پھر جو میں واپس آئی تو دیکھا کہ لوگ چلے گئے تھے اور مجھ کو ہودج میں بیٹھا ہوا سمجھ کر میری ہود اونٹ پر کس کر لے گئے تھے پھر میں نے لشکر کے لوگوں کو تلاش کیا وہاں ایک بھی آدمی نہ تھا مجھ کو نہایت قلق ہوا اور بے چینی ہوئی اور میں اسی جگہ لیٹ رہی تاکہ جو کوئی مجھ کو ڈھونڈنے آئے وہیں دیکھ لے پس صفوان بن معطل سلمی میرے پاس سے گزرا اور میں لیٹی ہوئی تھی صفوان لشکر سے کسی ضرورت کے سبب پیچھے رہ گیا تھا صفوان میرے قریب آیا (صفوان نے پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے مجھ کو دیکھا تھا) اب جو اس نے مجھ کو دیکھا تو کہنے لگا انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اور میں اپنے کپڑے لپیٹ کر بیٹھ گئی صفوان نے مجھ سے کہا کیا حال ہے خدا تم پر رحم کرے؟ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے صفوان کو جواب نہ دیا پھر صفوان نے اپنا اونٹ میرے نزدیک کیا اور خود پیچھے ہٹ گیا میں اس پر سوار ہوئی اور صفوان اس کی نکیل

صدمہ سے قریب تھا کہ میرا جگر پھٹ جائے اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ لوگ میری نسبت کیا کیا باتیں کہہ رہے ہیں اور تم نے مجھ سے ایک بات بھی نہ کہی میری والدہ نے کہا کہ اے بیٹی کچھ رنج نہ کر۔ جس شخص کے پاس خوبصورت بیوی ہوتی ہے اور وہ اس کو چاہتا ہے اور سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو اس پر لوگ ضرور تہمت لگاتے ہیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی کہ حضورؐ کیا بیان فرمائیں گے پس آپ نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! کیا بات ہے کہ بعض آدمی میرے گھر کے لوگوں کی طرف سے مجھ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور حق کے خلاف کہتے ہیں قسم ہے خدا کی میں نے اپنے گھر کے لوگوں کو بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور ایسے شخص کی نسبت کہتے ہیں جس کو میں بہت نیک جانتا ہوں اور میرے گھروں میں سے کسی گھر میں بجز میرے ساتھ کے داخل نہیں ہوتا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس تہمت کا بانی عبداللہ بن ابی سلول تھا اور خزرج کے چند لوگ جن میں مسطح اور حمنہ بنت جحش بھی تھے اس کے ساتھ شریک تھے اور حمنہ کے شریک ہونے کا سبب یہ تھا کہ حمنہ کی بہن زینب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو التفات میری جانب تھا وہ اور کسی بی بی سے نہ تھا زینب کو خدا نے ان کی دینداری کے سبب سے رشک و حسد سے محفوظ رکھا مگر حمنہ کی بہن کی خاطر مجھ سے ضد رکھتی تھی اور اسی سبب سے اس تہمت میں شریک ہوئی جب حضورؐ نے صحابہ میں تقریر مذکور بیان کی اسید بن حضیر نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اگر یہ تہمت اٹھانے والے لوگ اوس میں سے ہیں تو میں ان کی سزادہی کے واسطے کافی ہوں اور اگر وہ ہمارے خورجیوں میں سے ہیں تو آپ مجھ کو حکم دیں قسم ہے خدا کی وہ اس لائق ہیں کہ ان کی گردنیں ماری جائیں۔

عائشہ فرماتی ہیں اسید کا یہ کلام سن کر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے خدا کی تو جھوٹا ہے تو نے یہ بات اس وجہ سے کہی ہے تو جانتا ہے کہ وہ لوگ خزرج سے ہیں اگر وہ تیری قوم سے ہوتے تو ہرگز یہ جو منافقوں کی حمایت کرتا ہے اور یہاں تک

ان دونوں میں بدزبانی ہوئی کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج میں جنگ ہو جائے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم منبر پر سے اتر کر دونوں کو ٹھنڈا کیا اور پھر گھر میں تشریف لے گئے اور علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلا کر مشورہ کیا۔ اسامہ نے تو میرے حق میں اچھی باتیں کیں اور کہا یا رسولؐ اللہ آپ کے لئے عورتوں کی کچھ کمی نہیں ہے آپ بہت سی شادیاں کر سکتے ہیں آپ عائشہ کی لونڈی سے دریافت فرمائیں یقین ہے وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی تب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو دریافت کرنے کے واسطے بلایا اور علی نے بریرہ کو خوب مارا اور کہا سچ سچ کہہ دے بریرہ نے کہا میں نے عائشہ میں کبھی کچھ برائی نہیں دیکھی ہے اور میں عائشہ میں کوئی عیب نہیں پاتی سوائے اس کے کہ وہ نو عمر لڑکی ہیں میں آٹا گوندھ کر رکھتی ہوں اور عائشہ سے کہتی ہوں اس کو دیکھتی رہنا مگر وہ سو جاتی ہے اور آٹا بکری کھا لیتی ہے۔

عائشہ فرماتی ہیں پھر حضورؐ میرے پاس آئے میرے ماں باپ اور انصاری کی ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی میں رو رہی تھی اور وہ عورت بھی رو رہی تھی حضورؐ آن کر بیٹھے اور خدا کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا اے عائشہ جو خبر لوگوں میں تمہاری نسبت مشہور ہو رہی ہے تم نے بھی سنی ہے پس اگر وہ سچ ہے تب تم خدا سے معافی مانگو اور توبہ کر لو۔ خدا بندہ کی توبہ قبول فرماتا ہے فرماتی ہیں حضورؐ کے اس ارشاد سے میرے آنسوؤں کی لڑیاں تھم گئیں اور میں اس انتظار میں ہوئی کہ میرے ماں باپ حضورؐ کو کچھ جواب دیں گے مگر وہ چپ بیٹھے رہے اور میں اپنے تئیں اس مرتبہ کا نہ سمجھتی تھی کہ میری بریت خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں نازل فرمائے گا جو مسجدوں میں نماز پڑھی جائے گی ہاں یہ خیال کرتی تھی کہ شاید خدا تعالیٰ کوئی خواب حضورؐ کو اس طرح کا دکھا دے جس سے میری بریت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو جائے یا ویسے ہی خبر دے دے۔

فرماتی ہیں میں نے اپنے والدین سے کہا تم حضورؐ کو میری طرف سے جواب کیوں نہیں دیتے ہو انہوں نے کہا ہم جواب دیں کوئی جواب ہماری سمجھ نہیں آتا۔

فرماتی ہیں میں نہیں جانتی کہ کسی گھر پر ایسی آفت نازل ہوئی ہوگی۔ جو ان

دنوں میں ابوبکر کے گھر پر نازل ہو رہی تھی فرماتی ہیں جب میرے ماں باپ نے کچھ جواب نہ دیا تو میں رونے لگی اور میں نے کہا میں خدا سے کس بات کی توبہ کروں اگر میں انکار کرتی ہوں تو آپ کو یقین نہ آوے گا حالانکہ خدا جانتا ہے کہ میں اس الزام سے بری ہوں اور اگر اقرار کرتی ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں پاک ہوں تو ضرور آپ کو یقین آ جائے گا۔

پھر میں نے حضرت یعقوبؑ کا نام یاد کیا تو ان کا نام مجھے یاد نہ آیا تب میں نے کہا یوسف کے باپ کی طرح سے میں کہتی ہیں فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (سورۃ یوسف آیت ۱۸) فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی وہیں لیٹے ہی تھے کہ وحی کی آمد ہوئی اور حضورؐ کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا اور چادر اوڑھا دی گئی جب میں نے یہ دیکھا کہ میں تو کچھ نہ گھبرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں پاک و صاف ہوں خدا مجھ پر ظلم نہ کرے گا بلکہ ضرور میری بریت ظاہر فرمائے گا مگر میرے والدین کو ایسا صدمہ تھا کہ قریب تھا کہ ان کی روح پرواز کر جائے۔ اس خوف سے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو تہمت کے موافق آیت نازل نہ فرمائے۔ پھر جب وحی تمام ہو چکی تو حضورؐ بیٹھ کر پیشانی پر سے پسینہ صاف کرنے لگے اور فرمایا اے عائشہ خوش ہو جا کہ خدا نے تیری بریت نازل فرمائی میں نے کہا الحمد للہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور جو آیت نازل ہوئی تھیں ان کو لوگوں سے بیان کیا پھر مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو حد قذف لگانے کا حکم فرمایا کیونکہ یہی لوگ اس تہمت کی اشاعت کے باعث تھے پس حد ان پر لگائی گئی یعنی ہر ایک کو اسی اسی کوڑے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابو ایوب خالد بن زید انصاری کی بیوی ام ایوب نے ان سے کہا اے ابو ایوب تم سنتے ہو کہ لوگ عائشہ کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں ابو ایوب نے کہا ہاں سنتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے اے ام ایوب کیا تم ایسا فعل کر سکتی ہو ام ایوب نے کہا قسم ہے خدا کی میں ایسے فعل کی مرتکب نہیں ہو سکتی جس کی تہمت لوگ عائشہ پر لگا رہے ہیں ابو ایوب نے کہا پھر عائشہ جو تم سے افضل و بہتر ہے وہ کب ایسے فعل کی

سوار پہنچے۔

پہلا سوار جو لٹیروں کے پاس پہنچا یہ محرز بن نضلہ تھا جس کو اخرم بھی کہتے ہیں اور بعض تمیر کہتے ہیں جب مدینہ سے سوار نکل کر روانہ ہونے لگے تو محمد بن مسلمہ کے باغ میں ایک گھوڑا رسی سے بندھا ہوا تھا وہ گھوڑا دوسرے گھوڑوں کی آواز سن کر ہنہنانے لگا بنی عبدالاشہل کی بعض عورتوں نے اس گھوڑے کو باغ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر تمیر سے کہا کہ اے تمیر تم اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچ جاؤ تمیر کہتے ہیں میں نے کہا بہت اچھا اور میں اس پر سوار ہو کر بہت جلد لٹیروں کے سر پر پہنچ گیا اور ان کو قتل کرنا شروع کیا اور ان سے کہا اے بدمعاشو ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ چاروں طرف سے مہاجرین اور انصار تمہاری گوشمالی کو آجائیں مگر لٹیروں میں سے ایک شخص نے تمیر پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا اور گھوڑا ان کا بھاگ کر اپنے مقام پر آگیا اور کسی دشمن کے ہاتھ نہ آیا اس جنگ میں مسلمانوں میں سے سوائے تمیر کے کوئی شہید نہیں ہوا ابن ہشام کہتے ہیں تمیر کے ساتھ وقاص بن محرز مدلجی بھی شہید ہوئے۔

محمود کے گھوڑے کا نام ذوالملمہ تھا اور سعد بن زید کے گھوڑے کا نام لاحق تھا اور مقداد کے گھوڑے کا نام بغرجہ تھا اور بعض کہتے ہیں سبحہ اور عکاشہ بن محصن کے گھوڑے کا نام ذولمہ تھا اور ابو قتادہ کے گھوڑے کا نام حزدہ تھا اور عباد بن بشر کے گھوڑے کا نام لماع تھا اور اسید بن ظہیر کے گھوڑے کا نام مسنون تھا اور ابو عیاش کے گھوڑے کا نام حلوہ تھا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ محرز عکاشہ بن محصن کے گھوڑے پر سوار تھے اور اس گھوڑے کا نام جناح تھا پس محرز کو شہید کر کے لٹیرے جناح کو لے گئے اور ابو قتادہ نے حبیب بن عینیہ بن حصن کو قتل کر کے جو لٹیروں میں سے تھا اپنی چادر اس پر اڑھا دی اور پھر لٹیروں کے مقابلہ پر چلے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم بنا کر مسلمانوں کے ساتھ معرکہ میں تشریف لائے اور مسلمانوں نے حبیب کو ابو قتادہ کی چادر اوڑھے

السراج مبین میں ہے جناب رسول خدا صلی اللہ و آلہ وسلم کو فی الحال دشمنوں سے کسی قدر اطمینان ہو گیا تھا۔ خندق میں پوری ہزیمت اٹھا کر قریش خاموش ہو گئے تھے ان کا سکوت ان کی خاموشی ان کا ضعف ان کی مجبوری ثابت کر رہی تھی اگر وہ اسلام سے ضعیف و مجبور نہ ہو جاتے تو وہ اس طرح کبھی خاموش بیٹھنے والے نہیں تھے ان کی موجودہ حالتیں پر غور فرما کر جناب رسول خدا نے خانہ کعبہ کی زیارت کا قصد فرمایا اس سفر میں آپ کے ساتھ ایک ہزار پانچسو پچتیس اہل اسلام تھے راستہ میں کوئی بھی ان کا مزاحم نہ ہوا یہاں تک کہ آپ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں سے مکہ ایک منزل رہ جاتا ہے یہ ایک موضع ہے اور یہاں ایک کنواں ہے جس کا نام حدیبیہ ہے فوج اسلام نے یہیں مقام کیا اور اپنے پڑاو ڈال دیئے۔ قریش کو بھی اس سفر کی خبر مل گئی تھی انہوں نے بھی دریافت حال کی غرض سے دو چار آدمی ادھر اور ادھر لگا رکھے تھے ان میں پہلا شخص جو مسلمانوں سے ملا وہ بیدل ابن ورقہ تھا اس شخص نے جناب رسول خدا سے بھی بیان کیا کہ قریش پھر اسلام کی مخالفت پر دل سے آمادہ ہیں اور وہ آپ کو حج و عمرہ ادا کرنے سے باز رکھیں گے آپ نے جواب دیا کہ میں تم سے لڑنے نہیں آیا اگر قریش کو یہی منظور ہے تو جنگ کا اشتہار دیں اور پھر کوئی میدان جنگ مقابلہ کے لئے تجویز کریں بدیل نے جو سنا تھا وہ قریش سے دہرا دیا وہ اس کو اسلام کا سازشی ہے بیدل کے بعد عروہ ابن مسعود ثقفی کو جو ان میں نہایت صاحب اعتبار تھا بھیجا اس نے بھی جناب رسول خدا نے یہی کہلا بھیجا آخر کار بہت جدوجہد کے بعد فیما بین اسلام اور قریش کے مصالحت کی تجویز ٹھہری اور آپس میں ذیل کے شرائط طے پائے امسال تو واپس جائیں دوسرے سال آکر حج کریں مگر تین دن سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہریں اور ایک تلوار سے زائد کسی کے پاس ہتھیار نہ رہے دس سال تک لڑائی موقوف ہے اگر قریش میں سے کوئی شخص مدینہ چلا جائے تو جناب رسول خدا واپس دے دیں بخلاف اس کے اگر مسلمانوں میں سے کوئی قریش کے پاس چلا جائے تو قریش اسے واپس نہیں کریں گے جناب رسول خدا نے علی مرتضٰی کو صلحنامہ لکھنے کے لئے بلا بھیجا انہوں نے سرنامہ یوں شروع فرمایا۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ سہیل نے آپ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا کہ لکھو باسمک اللھم جناب رسول خدا نے ایسے ہی لکھ دینے کی

السرج المبین ص ۹۹

غزوہ حدیبیہ

زیادہ مشہور یہ ہے کہ غزوہ حدیبیہ ۶ ھ میں اور بعض کہتے ہیں ۵ ھ میں واقع ہوا۔ علی بن ابراہیم نے بسند حسن بلکہ بسند صحیح حضرت صادق سے قول خدا **اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا** کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ اس سورہ کے نازل ہونے کا سبب اور فتح عظیم یہ ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرت کو خواب میں حکم دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہوں اور طواف کریں اور سر مونڈ وائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے اپنا خواب بیان کیا اور ان کو چلنے کا حکم دیا جب وہ لوگ روانہ ہو کر ذوالحلیفہ تک پہنچے اور اونٹوں کو ہنکایا۔ حضرت نے تریسٹھ اونٹ ساتھ لیے اور اپنے احرام کے نزدیک ان کو اشعار کیا یعنی ان کے کوہان کے ایک طرف شگاف کے خون کو آلودہ کر دیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ ہدی ہیں۔ اور سب لوگوں نے مسجد شجرہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور تلبیہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے۔ اور جو شخص ہدی لایا تھا اپنے ساتھ لے کر چلا۔ بعض برہنہ بعض پر جل ڈالے ہوئے۔ جب قریش کو اس کی اطلاع ہوئی تو پوشیدہ طور سے خالد بن ولید کو دو سو سواروں کے ساتھ آنحضرت کو روکنے کے لیئے بھیجا۔ کہ وہ حضرت کے لئے کمیں گاہ میں رہی اور جہاں موقع ملے حضرت کے لشکر پر حملہ کرے۔ وہ پہاڑوں پر حضرت لشکر کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ راستہ میں نماز ادا کی۔ خالد نے سوچا کہ اثنائے نماز میں ان پر حملہ کروں کیونکہ وہ اپنی نماز نہیں قطع کرتے۔ لیکن دوسری نماز میں جب وہ مشغول ہوں گے جس کو اپنی آنکھوں سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں تب ان پر حملہ کروں گا۔ اسی وقت جبریل نازل ہوئے اور نماز خوف کا یہ حکم لائے "۔ **وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ** الخ (آیت ۱۰۲ سورت النساء پ) (ترجمہ) اے رسول جب تم مسلمانوں کے درمیان ہو تو تم ان کو نماز پڑھاؤ"۔ تو حضرت نے بموجب حکم نماز ادا کی اور مشرکین حملہ نہ کر سکے غرض دوسرے روز حضرت نے حدیبیہ میں قیام فرمایا وہ حرم سے متصل ہے۔ اور

جنگ کرو۔ تو وہ لوگ قریش کے پاس گئے۔ وہ لوگ جنگ کے لئے تیار تھے انپر حملہ کر دیا۔ ذلت کے ساتھ بھاگ آئے اور حضرت کے سامنے سے گزرے تو حضرت مسکرائے اور جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا اے علی تلوار کھینچو اور قریش کا استقبال کرو۔ جو شیر خدا تلوار نکال کر قریش کی طرف بڑھے۔ قریش واپس چلے گئے اور کہا اے علی کا محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اپنے عہدوپیمان پر جو ہم سے کیا ہے پشیمان ہو رہے ہیں؟ حضرت نے فرمایا نہیں آنحضرت اپنے عہد پر باقی ہیں۔ آخر آنحضرت کے اصحاب شرمندہ ہو کر حضرت کی خدمت میں آئے اور معذرت کرنے لگے۔ حضرت نے فرمایا شائد تم سمجھتے ہو کہ میں تم لوگوں کو نہیں پہچانتا۔ تم ہی لوگ میرے وہ اصحاب ہو جو بدر کے روز ڈر گئے اور اضطراب ظاہر کرنے لگے۔ آخر خدا نے فرشتوں سے تمہاری مدد کی۔ آیا تم ہی میرے وہ اصحاب نہیں ہو جو روز احد بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ میں ہر چند تم کو پکارتا رہا تم نے پلٹ کر نہ دیکھا۔ اسیطرح بہت سے موقعوں پر ان کی سستی بیان فرمائی۔ وہ لوگ معذرت چاہتے اور ندامت ظاہر کر رہے تھے اور کہا کہ خدا اور رسول مصلحت کو بہتر جانتے ہیں۔ جو مناسب سمجھئے کیجیے۔ بقیہ روایت علی بن ابراہیم یہ ہے کہ اس کے بعد جحش اور سہیل آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے اور کہا کہ قریش نے وہ شرطیں جو آپ نے پیش کی تھیں منظور کر لیں کہ مسلمان مکہ میں رہتے ہوئے اپنے اسلام کا اظہار کریں ان کو اپنے دین سے پھرنے پر کوئی مجبور نہ کرے گا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے امیرالمومنین کو صلحنامہ لکھنے کے لئے بلایا آپ نے لکھنا شروع کیا **بسم اللہ الرحمن الرحیم** سہیل بن عمرو نے کہا ہم رحمٰن کو نہیں جانتے جس طرح آپ کے آباؤ اجداد لکھا کرتے تھے **باسمک اللھم** آپ بھی لکھیئے۔ جناب رسولخدا نے فرمایا اسی طرح لکھ دو کیونکہ یہ بھی خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اس کے بعد امیرالمومنین نے لکھا یہ فیصلہ اور صلح ہے جس پر خدا کے رسول محمد اور قریش کے بزرگوں نے اتفاق کیا ہے۔ سہیل نے کہا اگر ہم یہ جانتے کہ آپ رسول خدا ہیں تو آپ سے جنگ نہ کرتے۔ اس طرح لکھو کہ یہ فیصلہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے اتفاق کیا ہے۔ اے محمد کیا آپ کی بے عزتی ہے کہ اپنا نسب ظاہر کریں اور اس طرح لکھیں۔ حضرت نے فرمایا میں خدا کا

رسول ہوں اگرچہ تم اقرار نہ کرو۔ پھر فرمایا اے علی اس کو مٹا دو اور محمد بن عبداللہ لکھدو جیسا کہ وہ کہتا ہے حضرت علی نے فرمایا میں آپ کا اسم مبارک پیغمبری سے ہرگز محو نہ کروں گا تو آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے مٹا دیا۔ پھر حضرت علی نے لکھا کہ یہ صلحنامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ اور اشراف قریش اور سہیل بن عمرو نے صلح کی کہ دس سال تک ان کے درمیان آپس میں جنگ نہ ہو گی'۔ ایک دوسرے کی دستگیری کریں گے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لوٹ مار اور خیانت نہ کریں گے'۔ اور اپنے دیرینہ کینہ کو سر بمہر صندوق میں رکھ دیں گے اور پھر نہ کھولیں گے'۔ اور یہ شرط بھی ہے کہ جو شخص چاہے محمد کے عہدوپیمان اور امان میں آتا ہے اور جو چاہے قریش کے عہدوپیمان و امان میں رہے' اور یہ کہ اگر کوئی شخص بغیر اپنے ولی کی اجازت کے محمد کے پاس آ جائے گا تو وہ اس کو واپس کر دیں گے اور آنحضرت کے ہمراہیوں میں سے کوئی قریش کے پاس چلا جائے تو وہ اس کو واپس نہ کریں گے'۔ اور یہ کہ اسلام مکہ میں ظاہر بظاہر رہے گا کسی کو اس کے دین پر مجبور نہ کریں گے اور نہ کسی کو کسی دین کے بارے میں ایذا دیں گے اور ملامت کریں گے۔ اور یہ کہ محمد اس سال واپس جائیں آئندہ سال آئیں' اور تین روز مکہ میں رہیں گے۔ اپنے ساتھ ہتھیار نہ لائیں سوائے ان حربوں کے جن کی مسافروں کو ضرورت ہوتی ہے اور تلواریں نیام میں رکھیں گے۔ علی بن ابی طالب نے اس صلحنامے کو لکھا' اور اس پر مہاجرین و انصار گواہ ہوئے۔ جب حضرت صلحنامے کی تحریر سے فارغ ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا اے علی تم نے انکار کیا اس سے کہ میرے نام سے لفظ رسول خارج کرو اسی خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ایک دن تم کو بھی ان کی اولاد سے ایسا ہی معاملہ درپیش ہو گا ایسی حالت میں کہ تم محزون و مجبور و مظلوم ہو گے۔ آخر روز صفین جب دو حکم پر لوگ راضی ہوئے تو حضرت علی نے لکھا کہ یہ صلحنامہ ہے امیرالمومنین علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان۔ تو عمرو بن عاص نے کہا کہ اگر ہم آپ کو امیرالمؤمنین جانتے تو آپ سے جنگ کیوں کرتے **الہٰذا** لکھیے کہ یہ صلحنامہ ہے جس پر علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے صلح کی۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا۔ حضرت رسول

خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اس واقعہ کی خبر دی تھی۔ اس کے بعد جس طرح عمرو بن عاص نے کہا آپ نے لکھا۔ حضرت صادق فرماتے ہیں کہ جب صلحنامہ آنحضرت اور قریش کے درمیان لکھا جا چکا قبیلہ خزاعہ کے لوگ اٹھے اور بولے کہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدوامان میں ہیں اور بنو بکر نے اٹھ کر ظاہر کیا کہ ہم قریش کے عہدوامان میں ہیں۔ دو صلحنامے لکھے گئے ایک حضرت نے رکھ لیا اور دوسرا سہیل بن عمرو کو دے دیا۔ سہیل صلحنامہ کو لے کر حفص کے ساتھ قریش کے پاس واپس گیا۔ آنحضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ اونٹوں کو نحر کریں اور اپنے سروں کو مونڈوائیں۔ صحابہ نے انکار کیا اور کہا کیونکر سر مونڈوائیں اور نحر کریں حالانکہ ابھی ہم نے خانہ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی ہے۔ حضرت ان کے انکار سے غمگین ہوئے اور اس واقعہ کا تذکرہ ام سلمہ سے کیا۔ وہ بولیں یا رسول اللہ آپ اپنے اونٹوں کو نحر کریں اور اپنا سر مونڈوائیں جب آپ ایسا کریں گے تو وہ لوگ بھی کریں گے۔ حضرت نے جناب ام سلمہ کی رائے بہتر سمجھی اور اونٹوں کو نحر کیا اور سر مونڈوایا پھر صحابہ نے بھی ایسا کیا لیکن شک و شبہ اور کراہت کے ساتھ۔ تو حضرت نے فرمایا خدا سر مونڈوانے والوں پر رحمت نازل فرمائے ان لوگوں نے جو اپنے ساتھ ہے نہیں لائے تھے آنحضرت سے عرض کی یا رسول اللہ مقصروں کے بارے میں بھی ارشاد ہو تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ جو شخص اپنے گمان پر اونٹ نہیں لایا ہے اس کو چاہیئے کہ سر اور ریش کے بال ترشوا لے یا ناخن کٹوالے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ خدا رحمت نازل کرے ان پر جو ہدیے نہیں لائے ہیں اور سر مونڈواتے ہیں۔ پھر صحابہ نے کہا یا رسول اللہ مقصروں کے لیئے بھی دعا کیجیئے۔ حضرت نے فرمایا خدا رحمت کرے انپر جو سر مونڈواتے ہیں اور تقصیر (کمی) کرتے ہیں۔ پھر حضرت نے اونٹوں پر سامان باد کیا اور مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب تنعیم کو پہنچے وہاں ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ وہ لوگ جنہوں نے قریش سے صلح کی مخالفت کی تھی حاضر خدمت ہوئے اور معذرت کرنے لگے اور پشیمانی و ندامت کا اظہا کیا اور التجا کی کہ خدا سے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ اس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں :۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَیَھْدِیَکَ

صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا (پ ۲۶ آیت ۱ تا ۳ سورت فتح) بیشک ہم نے اے رسول تم کو کھلی ہوئی فتح عطا کی یعنی صلح حدیبیہ یا فتح مکہ تاکہ خدا تمہارے گنا کو جو گزر چکے یعنی تمہاری امت کے گناہ یا کافروں کا تم کو گناہگار سمجھنا معاف کر دیا تاکہ تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دے اور ہر امر میں تم کو صحیح راستہ پر قائم رکھے اور تمہاری مدد کرے جو مدد کرنے کا حق ہے اللہ غلبہ دینے والا ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (پ ۲۶ آیت ۴ سورتہ فتح) وہ خدا وہ ہے جس نے مومنین کے دلوں کو آرام و تسکین دی تاکہ وہ اپنے ایمان میں ایمان کے ساتھ اضافہ کریں اور خدا ہی کے لئے زمین و آسمان کا لشکر ہے اور خدا غالب و حکمت والا ہے"۔ علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ وہ جماعت ہے جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مشرکین سے صلح کے بارے میں مخالفت نہیں کی تھی۔ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا تاکہ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ خدا ان کے گناہوں کو محو کر دیگا اور خدا کے نزدیک یہی بڑی کامیابی ہے۔ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا (سورتہ فتح بت ۴ تا ۵ پ۲۶) اور تاکہ خدا مدینہ کے منافقین مردوں اور منافقہ عورتوں اور مکہ کے مشرک مرد و زن اور مشرک عورتوں پر عذاب کرے جو خدا کی طرف سے گمان بد رکھتے ہیں انہی کے لئے خرابی کا دائرہ ہے یعنی وہ لوگ ذلیل و رسوا ہوں گے۔ خدا کا ان پر غضب اور لعنت ہے اور اس نے ان کے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے۔ اور ان کی بازگشت کیا بری جگہ ہے۔ علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ وہ جماعت ہے جس نے صلح کی مخالفت کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس بارے میں متہم کیا تھا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیتیں اس گروہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں جن سے حضرت نے مکہ جاتے وقت مدد طلب کی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ حضرت اس سفر سے واپس نہ آسکیں گے جیسا کہ گزر چکا اور علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ

آیت بیعت رضوان میں نازل ہوئی:۔ **لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ** (پ۲۶ سورت فتح آیت ۱۸) بیشک خدا ان مومنین سے راضی و خوش ہوا جنہوں نے اے رسول درخت کے نیچے تم سے بیعت کی اس بات پر کہ اس کے بعد حضرت جو کچھ فرمائیں گے اور جو کام کریں گے اس کی مخلفت نہ کریں گے۔ پھر آیت رضوان نازل کرنے کے بعد یہ آیتیں خدا نے بھیجیں۔ **اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا**۔ (سورتہ فتح آیت ۱۰ پ ۲۶) یعنی اے رسول جنہوں نے تم سے حدیبیہ میں بیعت کی انہوں نے تم سے نہیں بلکہ خدا سے کی خدا کا ہاتھ انکے ہاتھوں کے اوپر ہے مراد یہ ہے کہ طاقت و قدرت خدا ہی کے لئے ہے یا اس کی نعمت ہے تو جو شخص بیعت توڑے گا تو اس نے بیعت نہیں توڑی بلکہ اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالا اور جس نے اپنے عہد کو پورا کیا تو خداوند عالم جلد آخرت میں اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا"۔ علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ خدا ان سے راضی نہیں ہوا مگر اس شرط پر کہ اس کے بعد خدا کے عہدو پیمان کو پورا کریں اور آیندہ کبھی نہ توڑیں۔ چونکہ قرآن کی ترتیب آگے اور پیچھے کر دی گئی ہے اس لیئے مطلب یہی ہے کہ خدا ان سے اسی شرط پر راضی ہو گا۔ اس کے بعد خداوند عالم نے ان اہل عرب کو تنبیہہ فرمائی ہے جنہوں نے غزوہ حدیبیہ سے روگردانی کی اور حضرت کے ساتھ نہیں گئے جس وقت کہ ان سے کہا گیا کہ حضرت کی مدد کے لئے چلیں۔ جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے :۔ **سَیَقُوْلُ لَکَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَا اَمْوَالُنَا وَ اَھْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِھِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ قُلْ فَمَنْ یَّمْلِکُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا اِنْ اَرَادَ بِکُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ نَفْعًا بَلْ کَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا** (سورت فتح آیت ۱۱ پ ۲۶) اے رسول عنقریب تم سے یہ لوگ کہیں گے جنہوں نے تمہارے ساتھ جانے سے روگردانی کی کہ ہم کو ہمارے اموال اور زن و فرزند کی محبت نے روک لیا تھا تو یا رسول اللہ آپ ہمارے واسطے آمرزش طلب کریں۔ ایسی باتیں یہ اپنی زبانوں سے بظاہر کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں۔ اے رسول ان سے کہہ دو کہ کون ہے تمہاری ضروریات زندگی کا مالک سوائے خدا کے اگر وہ چاہے تو نفع پہنچائے یا چاہے تو نفع پہنچائے بلکہ خدا تمہارے

کرتوت سے خوب واقف ہے"۔ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا (سورت مذکور آیت ۱۲) بلکہ تمہارا گمان تھا کہ اپنے شہر مدینہ میں نہ پیغمبر سلامت واپس آئیں گے، نہ مومنین۔ یہ گمان تمہارے دلوں میں پختہ ہو گیا اور تم نے برا گمان کیا اور تم لوگ تو ہلاک ہونے والے ہی ہو"۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ سے مدینہ کی جانب مراجعت فرمائی اور خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو جو لوگ غزوہ حدیبیہ میں نہیں گئے تھے انہوں نے اس جنگ سے مراجعت فرمائی اور خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو جو لوگ غزوہ حدیبیہ میں نہیں گئے تھے انہوں نے اس جنگ میں چلنے کی اجازت چاہی تو خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (سورت فتح آیت ۱۵ پ ۲۶) اے رسول عنقریب حدیبیہ سے رہ جانے والے لوگ کہیں گے کہ غنیمت حاصل کرنے خیبر کی طرف آپ لوگ جائیے اور ہم کو چھوڑ دیجیے ہم آپ کی پیروی کریں گے یعنی آپ کے پیچھے آئیں گے وہ خدا کے کلام کو بدلنا چاہتے ہیں جیسا کہ اس نے فرمایا ہے کہ اہل حدیبیہ کے علاوہ اور لوگ اس جنگ میں نہ جائیں گے۔ اے رسول تم ان سے کہہ دو کہ تم ہرگز بعد میں نہیں آؤ گے خدا نے ہم کو پہلے ہی خبر دے دی ہے۔ تو وہ کہیں گے کہ خدا نے ایسا نہیں کہا ہے بلکہ تم ہم سے حسد کا اظہار کرتے ہو۔ لیکن منافقین بہت کم سمجھتے ہیں"۔ پھر خدا فرماتا ہے کہ:۔ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (سورت فتح آیت ۲۰ پ ۲۶) یعنی خدا نے تم سے کثیر غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے کہ تم کو حاصل ہوں گی مانند فارس وروم وغیرہ کی غنیمتوں کے جو مسلمانوں کے لشکر کے ہاتھ آئیں۔ اور یہ غنیمتیں تو بہت جلد تم کو ملیں گی یعنی خیبر کی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے تاکہ وہ غنیمتیں مومنین کے لئے پیغمبر کی سچائی پر نشانی قرار پائے تاکہ وہ تم کو سیدھی راہ کی ہدایت کریں"۔ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا

(سورت مذکور آیت ۲۴) وہ خدا وہ ہے جس نے صرف اپنے لطف و کرم سے کفار مکہ کا ہاتھ تم سے روک دیا تو انہوں نے صلح کر لی اور تمہارے ہاتھ ان کی طرف بڑھنے سے وادی مکہ یعنی حدیبیہ میں باز رکھا جبکہ خدا نے تم کو ان پر فتح عنایت کی اور تم اب کر رہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے"۔ علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان جتایا ہے کہ تم نے کافروں سے جنگ کا ارادہ کیا اور ہم خدا کی طرف سے گئے اور خدا نے ایسا کیا کہ کافروں نے تم سے صلح کر لی اس کے بعد جبکہ وہ مدینہ پر چڑھ آئے تھے اور تم سے جنگ کی تھی اور خود تم ان سے صلح کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے قبول نہ کیا تھا۔ شیخ طبرسی کا بیان ہے کہ مسلمانوں کی فتح کے بعد ان کا ہاتھ کافروں سے باز رکھنے سے یہ اشارہ ہے کہ باوجودیکہ مشرکین نے سال حدیبیہ میں چالیس اشخاص بھیجے تھے کہ وہ مسلمانوں کو اذیت پہنچائیں اور وہ سب اسیر ہو گئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو رہا کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اسی افراد تھے جو حدیبیہ میں نماز صبح کے وقت کوہ تنعیم سے اتر کر مکہ سے آئے تھے تاکہ مسلمانوں کو قتل کریں۔ تو حضرت نے ان کو گرفتار کر لیا پھر آزاد کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے تھے اور امیرالمومنین خدمت اقدس میں حاضر تھے اور صلحنامہ لکھ رہے تھے۔ ناگاہ تیس جوان مکمل طور پر مسلح پہنچے اور آنحضرت کی بد دعا سے اندھے ہو گئے تو مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر لیا' پھر حضرت نے ان کو آزاد کردیا۔ پھر علی بن ابراہیم کے بیان کا بقیہ مضمون یہ ہے کہ اس کے بعد خدا نے صلح کے فوائد و حقیقت کی خبر دی اور اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے کہ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (پ ۲۶ سورۃ فتح آیت ۲۵) وہی کافر لوگ ہیں جنہوں نے تم کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے روک دیا اور ہدیوں کو قربانی کرنے سے باز رکھا کہ وہ اپنے قربانگاہ پر پہنچیں۔ تو اگر وہ مومن مرد و مومنہ عورتیں نہ ہوتیں جنکو تم جان سکتے۔ اور ان کو (لا علمی میں) ہلاک کر دیتے تو تم کو ان کے ہلاک کرنے کا گناہ ہوتا یا ننگ و عار یا نادانی کے سبب خون بہا دینا پڑتا

اس سبب سے اہل مکہ کو قتل کرنے سے تم کو منع کیا گیااور اس لیے کہ خدا اپنی رحمت یعنی اسلام میں جس کو چاہے صلح کے بعد داخل کرے۔ اگر وہ مومنین کافروں سے جدا ہو جائیں تو بیشک ہم کافران اہل مکہ پر دردناک عذاب کریں گے"۔ علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ خدا نے یہ آگاہ کیا ہے کہ یہ صلح صرف اس لیئے ہوئی ہے کہ جو مسلمان مرد اور عورتیں مکہ میں تھیں اگر صلح نہ ہوتی اور معاملہ جنگ تک پہنچتا تو وہ لوگ بھی قتل ہو جاتے۔ جب صلح ہوگئی تو انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا اور پہچان لئے گئے اور اس صلح کا فائدہ مسلمانوں کو اس سے زیادہ ہوا جس قدر جنگ کر کے مشرکوں پر غالب ہونے کے بعد ہوتا۔

کلینی نے پسند حسن جو مثل صحیح کے ہے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت ماہ ذیقعد میں غزوہ حدیبیہ تشریف لے گئے احرام گاہ پر پہنچے تو آپ کے ساتھ تمام لوگوں نے احرام باندھا اور اسلحے بھر آراستہ کر لیئے۔ آنحضرت کو اطلاع پہنچی کہ مشرکین نے خالد بن ولید کو اس لئے بھیجا ہے کہ حضرت کو واپس کر دے تو حضرت نے فرمایا کہ ایک شخص کو میرے پاس بلاو جو ہم کو دوسرے راستہ سے لے چلے تو قبیلہ مزنیہ یا قبیلہ جہنیہ کا ایک شخص لایا گیا۔ حضرت نے اس کے بارے میں اس سے معلومات کئے اور واپس کر دیا۔ پھر دوسرے شخص کو طلب کیا لوگوں نے اسی دونوں قبیلوں سے ایک شخص کو حاضر کیا۔ کہ جو شخص اس میں داخل ہو اور طلب آمرزش کرے تو خدا اس کے گناہوں کو بخشدے گا۔ یہ سنکر قبیلہ اوس و خزرج کے انصار جو اٹھارہ سو اشخاص تھے آگے بڑھے اور عقبہ سے اوپر چڑھ گئے اور جب اس کو عبور کر کے دوسری طرف اترے تو ایک عورت کو دیکھا جو اپنے لڑکے کے ساتھ کنویں پر کھڑی تھی۔ جب لڑکے کی نگاہ اس پیکر سپاہ پر پڑی بھاگا۔ اس کی ماں نے جو غور سے دیکھا تو اپنے لڑکے کو پکارا کہ واپس آ۔ یہ تو مسلمان ہیں ان سے تجھ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ حضرت اس عورت کے پاس آئے اور فرمایا کہ پانی کنویں سے نکالو۔ اس نے پانی حضرت کو دیا آپ نے نوش فرمایا اور اپنے چہرہ اقدس کو دھویا۔ باقی پانی اسی کنویں میں ڈالدیا تو حضرت کی برکت سے وہ کنواں آج تک پانی سے لبریز ہے۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ حضرت واپس آگئے۔ پھر ابان بن سعید کو

مشرکین نے لشکر گراں کے ساتھ بھیجا جن میں سب سوار تھے جو حضرت کے پیچھے صف جمائے ہوئے تعاقب کر رہے تھے۔ جب ابان بن سعید نے ہدیئے کے اونٹ دیکھے پہل اس کے کہ حضرت سے کچھ بات کرے آیا اور کہا اے ابوسفیان خدا کی قسم کیا میں نے تجھ سے اسی طور پر قسم کھا کر نہیں کہا تھا کہ کعبہ کے ہدی (قربانیاں) ان کے مقام پر جانے دے۔ ابو سفیان نے کہا چپ رہ تو دیہاتی ہے تو سوجھ بوجھ نہیں رکھتا۔ ابان نے کہا اگر تو محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو آنے دیتا ہے تاکہ وہ مکہ میں آکر اپنی قربانیاں نحر کریں تو بہتر ہے ورنہ میں تمام قبائل عرب کو جو تمہارے ہم سوگند ہیں روک لیتا ہوں اور سبکو علیحدہ ایک کنارہ کئے دیتا ہوں تاکہ وہ میری مدد نہ کریں۔ ابو سفیان نے کہا خاموش رہ۔ ہم تو محمد سے عہد و پیمان لیں گے پھر عروہ بن مسعود کو بھیجا جو قریش کے پاس ایک جماعت کے معاملہ میں گیا تھا جس کو مغیرہ بن شعبہ نے قتل کیا تھا۔ اور اس کا قصہ یہ ہے کہ بنی مالک کے تیرہ افراد کے ساتھ مغیرہ مقواش بادشاب اسکندریہ کے پاس تجارت کے لیئے گیا تھا۔ مقواس نے بنی مالک کو اکرام و انعام میں مغیرہ پر ترجیح دی۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو راہ میں ایک رات بنو مالک نے خوب شراب پی اور مست ہوئے۔ مغیرہ نے حسد کی وجہ سے سب کو قتل کر دیا اور ان کا مال لوٹ لیا اور حضرت کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو گیا۔ حضرت نے اس کو مسلمان تو کر لیا لیکن اس کے مال میں سے کوئی چیز قبول نہ فرمائی اور نہ اس کے مال کا خمس ہی لیا اس لیے کہ اس نے دھوکے اور فریب سے حاصل کیا تھا۔ جب ابو سفیان کو یہ حال معلوم ہوا تو عروہ کو آگاہ کیا کہ مغیرہ نے ایسی حرکت کی ہے تو عروہ بنی مالک کے سردار مسعود بن عمرو کے پاس گیا اور اس سے گفتگو کی کہ وہ خونبہا لینے راضی ہو جائے۔ وہ راضی نہ ہوئے بلکہ مغیرہ کے عزیزوں سے قصاص طلب کیا اور ان کے درمیان جنگ کی آگ بڑک اٹھی۔ آخر عروہ نے بڑی کوششوں اور ترکیبوں سے اس فتنہ کی آگ کو بجھایا اور اس جماعت کے خونبہا کا اپنے مال سے ضامن ہوا۔ غرض جب عروہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نظر آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص شتران ہدیہ کی تعظیم کرتا ہے قربانی کے اونٹوں کو لشکر کے آگے کھڑا کر دو۔ جب وہ آنحضرت کی خدمت میں پہنچا تو پوچھا آپ کس غرض سے آئے ہیں فرمایا اس لئے کہ کعبہ کا طواف کروں اور صفا و مروہ

کے درمیان سعی کروں اور ان اونٹوں کو نحر کروں اور ان کے گوشت تمہارے باسطے چھوڑ جاوں۔ عروہ نے کہا لات و عزیٰ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ایسے بزرگ کو ایسے ارادہ سے کوئی مانع ہو۔ پھر بولا کہ آپ کی قوم آپ کو قسم دیتی ہے ک خدا کے واسطے اور رحم اور قرابتمندی کے واسطے آپ ان کے شہر میں بغیر ان کی اجازت کے داخل نہ ہوں اور ان سے قطع رحم نہ کریں اور ان کے دشمنن کو انپر دلیر نہ کریں۔ حضرت نے فرمایا جب تک داخل ہو کر اپنا فرض پورا نہ کروں گا واپس نہ جاؤں گا۔ عروہ جسوقت حضرت سے گفتگو کر رہا تھا اپنا ہاتھ حضرت کی ریش پر خوشامد سے پھیرتا جاتا تھا۔ مغیرہ حضرت کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اس نے عروہ کے زبردست ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اور بولا کہ اپنے ہاتھ کو روک اور بے ادبی مت کر۔ عروہ نے پوچھا اے محمد یہ کون ہے فرمایا یہ تیرے بھائی کا لڑکا ہے مغیرہ۔ عروہ نے کہا اے مکار خدا کی قسم میں مکہ اس لئے آیا ہوں کہ تیرے عمل قبیح کی اصلاح کروں۔ پھر عروہ قریش کے پاس واپس گیا اور کہا خدا کی قسم میں نے محمد کے مثل شریف کسیکو نہیں دیکھا کہ ایسے بہتر مقصد اور کام سے ان کو روکا اور واپس کر دیا جائے۔ ان لوگوں نے سہیل بن عمرو اور حو یطب بن عبدالعزیٰ کو حضرت کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت نے دور سے دیکھتے ہی فرمایا کہ قربانی کے اونٹ ان کے سامنے کر دو۔ جب وہ لوگ حضرت کے پاس پہنچے تو پوچھا کہ آپ کس مقصد سے آئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ عمرہ بجا لاؤں گا اور اونٹوں کو نحر کروں گا اور ان کا گوشت تمہارے واسطے چھوڑ جاؤں گا۔ ان دونوں نے کہا آپ کی قوم آپ کو خدا کی اور رحم و کرم کی قسم دیتی ہے کہ بغیر ان کی رضا مندی کے ان کے شہر میں داخل نہ ہوں اور ان کے دشمنوں کو انپر دلیر نہ کریں۔ حضرت نے منظور نہ کیا اور فرمایا ضرور مکہ میں داخل ہوں گا۔ پھر حضرت نے جناب عمر کو پیغام دے کر قریش کے پاس بھیجنا چاہا۔ وہ بولے یا رسول اللہ میرے رشتہ داروں اور اہل قبیلہ میں سے اب مکہ میں بہت کم لوگ ہیں اور ان کو مجھ پر کچھ اعتبار بھی نہیں ہے۔ آپ عثمان بن عفان کو بھیج دیجئے۔ حضرت نے جناب عثمان کو حکم دیا کہ مکہ میں اپنی قوم کے مومنین کے پاس جاؤ اور ان کو خوشخبری دو اس امر کی جس کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے۔ عثمان روانہ ہوئے۔ ابان بن سعید سے راستہ میں ملاقات

ہوئی۔ ابان اپنے گھوڑے سے اتر گئے اور ان کو آگے بٹھایا اور خود پیچھے زین پر بیٹھ گئے اور عثمان مکہ میں داخل ہوئے اور آنحضرت کا پیغام ان لوگوں کو پہنچایا۔ وہ لوگ جنگ کے لیئے تیار تھے۔ سہیل حضرت کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور عثمان قریش کے پاس تھے۔ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مسلمانوں سے بیعت رضوان لی۔ اور شیخ طبرسی کی روایت ہے کہ مشرکین نے جناب عثمان کو قید کر لیا اور آنحضرت کو یہ خبر پہنچی کہ ان کو قتل کر دیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اس جگہ سے حرکت نہ کروں گا جب تک ان سے جنگ نہ کرلوں۔ لوگوں کو بیعت کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ فرما کر اٹھے اور ایک درخت کے سہارے پشت لگا کر بیٹھ گئے۔ صحابہ نے آنحضرت سے بیعت کی کہ مشرکین سے جہاد کریں گے اور نہ بھاگیں گے کلینی کی روایت ہے کہ حضرتؑ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر عثمان کی طرف سے بیعت لی کہ اگر وہ اس بیعت کو توڑیں گے تو اپنی گناہ عظیم اور شدید تر عذاب ہو گا۔ اسوقت مسلمانوں نے کہا کہ عثمان کا کیا کہنا کعبہ کا طواف بھی کیا' صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی کی اور محل ہو گئے (احرام سے باہر ہو گئے)۔ حضرت نے فرمایا وہ ایسا نہیں کریں گے۔ جب عثمان واپس آئے' حضرت نے پوچھا کہ تو نے طواف کیا عرض کی آپ نے چونکہ نہیں کیا تھا اس لیئے میں نے بھی طواف نہیں کیا۔ غرض جو سابق روایت میں گزر چکا وہ سب واقع ہوا یہاں تک کہ صلح کے معاملات طے ہو گئے تو آنحضرت نے امیرالمومنین سے فرمایا کہ لکھو **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ سہیل نے کہا میں نہیں جانتا کہ رحمٰن و رحیم کون ہیں۔ ہم تو رحمٰن مسیلمہ کو جانتے ہیں جو یمن میں ہے۔ ہم جس طرح لکھا کرتے ہیں **باسمک اللھم** لکھو۔ پھر حضرت نے فرمایا لکھو یہ وہ معاملہ ہے جو رسول خدا نے سہیل بن عمرو کے ساتھ طے کیا ہے۔ سہیل نے کہا اگر آپ کو ہم رسول خدا ہی جانتے تو آپ سے جنگ کیوں کرتے۔ حضرت نے فرمایا میں خدا کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ مسلمانوں نے کہا کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ لکھو محمدؐ بن عبداللہ۔ پھر اس صلحنامہ میں لکھا کہ جو شخص ہم میں سے آپ کے پاس آئیگا آپ اسے واپس کر دیں گے اور اس کو اپنا دین بدلنے پر مجبور نہ کریں گے' اور جو شخص آپ کی طرف سے ہمارے پاس آئے گا ہم اس کو واپس نہ دیں گے۔ حضرت نے

فرمایا کہ جو شخص ہمارے پاس سے بھاگ جائے اور تم سے پناہ طلب کرے مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں۔ دوسری شرط یہ لکھی گئی کہ مکہ میں مسلمان آزادانہ خدا کی عبادت کریں ان سے کوئی مزاحمت نہ کرے۔ حضرت صادق فرماتے ہیں کہ اس صلح کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل مکہ واہل مدینہ کے مابین ربط و ضبط اور میل جول اس درجہ بڑھا کہ لوگ کپڑے اور چادریں مدینہ سے مکہ کو ہدیہ بھیجتے تھے۔ اور کوئی معاملہ مسلمانوں کے لئے اس صلح سے زیادہ با برکت و نفع نہیں ہوا۔ مکہ میں اسلام کی ایسی اشاعت ہوئی کہ قریب تھا کہ اہل مکہ پر اسلام غالب آجائے۔ بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ بعد تحریر صلحنامہ سہیل نے اپنے لڑکے ابو جندل کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ پہلا شخص ہے جس پر اپنی صلح کا حکم جاری کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ اس وقت آیا تھا جبکہ صلح منعقد نہیں ہوئی تھی۔ سہیل نے کہا اے محمد آپ تو کبھی غدار و مکار نہیں رہے ہیں اور ابو جندل کو کھینچ لیا۔ ابو جندل نے کہا یا رسول اللہ مجھے آپ ان کے حوالے کیئے دیتے ہیں حضرت نے فرمایا میں نے تنہا تمہارے واسطے یہ شرط نہیں کی تھی باوجودیکہ تم شرط میں داخل نہ تھے۔ پھر دعا کی کہ پروردگار تو ابو جندل کے لیئے خیر و نیکی قرار دے۔

شیخ طبرسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت چودہ سو اشخاص کے ساتھ عمرہ کے لیئے روانہ ہوئے۔ جب حضرت کا ناقہ حدیبیہ تک پہنچا کھڑا ہو گیا۔ ہرچند اس کو بڑھانے کی کوشش کی گئی مگر جب آگے نہ بڑھا تو حضرت نے فرمایا جس خدا نے ہاتھی کو روک دیا تھا اسی نے میرے اونٹ کو بھی روک دیا تاکہ حرم میں جبراً داخل نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم قریش جس امر کا بھی مجھ سے سوال کریں گے جو خدا کی حرمتوں کی تعظیم سے متعلق ہو گا میں قبول کروں گا۔ پھر ایک کنویں کے قریب اترے جس میں تھوڑا سا پانی تھا اور ذرا ذرا سا پانی نکلتا تھا۔ صحابہ نے پیاس کی شکایت کی۔ حضرت نے اپنا ایک تیر نکالا اور فرمایا کہ کنویں کی تہہ میں پہنچا دو۔ پھر تو حضرت کے اعجاز سے پانی کنویں کی تہہ میں جوش مارنے لگا اس قدر کہ سو سیراب ہو گئے۔ بدیل بن ورقاء خزاعی جو مکہ والوں کا سب سے زیادہ خیر خواہ تھا حضرت کے پاس آیا اور بولا کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے مکہ کے تمام چھوٹے بڑے لوگوں سے اتفاق کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے

دیں- حضرت نے فرمایا میں ان سے جنگ کے لئے نہیں آیا ہوں عمرہ کرنے آیا ہوں اور اگر کوئی مانع ہو گا تو جب تک میری جان باقی ہے جنگ کروں گا- بدیل نے یہ خبر قریش کو دی تو عروہ بن مسعود اٹھا اور بولا کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں منظور کر لو اور ان کو آنے سے مت روکو- میں جاتا ہوں ان سے گفتگو کروں گا- جب وہ حضرت کی خدمت میں آیا دیکھا کہ صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت و تعظیم کس درجہ کرتے ہیں یعنی جب کسی کام کو کہتے تو سب ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگتے ہیں- جب حضرت ہاتھ دھوتے ہیں یا وضو کرتے ہیں اس پانی کو جو حضرت کے ہاتھ یا دہن مبارک سے ٹپکتا اور گرتا ہے لوگ حاصل کرنے کے لیئے آپس میں لڑنے لگتے ہیں- جب وہ آپس میں باتیں کرتے ہیں ادب کے سبب آواز بلند نہیں ہونے دیتے بلکہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں- اور حضرت کی جانب تیز نگاہوں سے نہیں دیکھتے- تو جب وہ باتیں آنحضرت کے اور اس کے درمیان ہوئیں جو بیان ہو چکیں- تو وہ اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور کہا میں بہت بلندمرتبہ بادشاہان عجم و روم و حبشہ- - - - - - - - - کے پاس جا چکا ہوں بخدا میں نے ان میں سے کسی بادشاہ کی ایسی اطاعت اور اس کی تعظیم کرتے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھا جیسی محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب محمد کی تعظیم و اطاعت کرتے ہیں- بیشک تم کو ان کی بات مان لینا چاہیئے اور ان سے جنگ مت کرو- اس کے بعد کنانہ کے ایک شخص نے کہا میں جاتا اور ان سے گفتگو کرتا ہوں- غرض وہ آیا اور جب اس نے حضرت کی تلبیہ کی صدا سنی اور قربانی کے اونٹوں کو دیکھا واپس گیا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ان کو کعبہ کے طواف سے روکنا مناسب نہیں ہے- یہ سنکر مکرزبن حفض آیا اور بیہودہ باتیں کرنے لگا- اس کے بعد سہیل بن عمرو آیا اور صلح کی باتیں طے ہوئیں- اور جب یہ شرط کی جو شخص حضرت کے پاس آجائے گا خواہ وہ مسلمان ہو حضرت اس کو واپس کر دیں گے' اور جو شخص مشرکین کے پاس چلا جائے گا وہ اس کو واپس نہ دیں گے تو مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ آپ مسلمانوں کو کیسے واپس دے دیں گے حضرت نے فرمایا جو شخص ہم میں سے ان کے پاس چلا جائے گا تو اس سے خدا و رسول بیزار ہیں- اور جو شخص ان میں سے ہمارے پاس آئے گا ہم ان کو دے دیں گے- اگر خدا اس کے دل میں اسلام دیکھے گا تو

اس کو نجات دے گا۔ اسی اثناء میں ابو جندل پسر سہیل بن عمرو جس کو سہیل نے مسلمان ہونے کے سبب زنجیروں میں جکڑ دیا تھا آیا اور مسلمانوں کے درمیان گر پڑا۔ اس وقت سہیل نے کہا صلح کا حکم میں اسی پر سب سے پہلے جاری کرتا ہوں'۔ اس کو مجھے واپس دے دیجئیے۔ حضرت نے فرمایا ابھی صلحنامہ مکمل نہیں ہوا ہے۔ تو اس نے کہا پھر میں صلح نہیں کرتا۔ حضرت نے فرمایا اس کو میری خاطر سے امان دیدے اس نے کہا ہرگز نہیں۔ پھر فرمایا کہ میری بات مان لے۔ اس نے کہا مجھے منظور نہیں۔ آخر انہوں نے اس کو پکڑ لیا تاکہ لے جائے تو حضرت نے دعا کی خداوندا اگر تو جانتا ہے کہ ابو جندل سچ کہتا ہے تو اس کو جلد کشائش و نجات دے۔ جب مسلمانوں نے اس بارے میں باتیں شروع کیں تو حضرت نے فرمایا کہ وہ اپنے باپ ماں کے پاس جارہا ہے اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ صلح ہو جائے کیونکہ تمام مسلمانوں کے لیئے یہی بہتر ہے۔ اور عامہ اور خاصہ نے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا میں نے حضرت کی نبوت میں کبھی شک نہیں کیا مگر اسی روز۔ حالانکہ یہ غلط کہا بلکہ وہ ہمیشہ شک کرتے رہے پھر حضرت پر اعتراض کیا اور کہا کیا آپ پیغمبر نہیں ہیں فرمایا کیوں نہیں۔ کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں فرمایا ہاں ہم حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ تو بولے پھر ایسی ذلت ہمارے لئے کیوں قرار دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں پیغمبر ہوں جو کچھ خدا فرماتا ہے عمل میں لاتا ہوں اور وہی میرا مددگار ہے۔ عمرو نے کہا کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں گے اور موچھیں مونڈوائیں گے۔ حضرت نے فرمایا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال کریں گے انشاء اللہ اس کے بعد طواف وغیرہ سب کریں گے۔ غرض جب صلحنامہ لکھا گیا تو حضرت نے اونٹوں کو نحر کیا احرام سے باہر ہوئے اور واپس چلے۔ قریش میں سے ایک شخص ابو بصیر مسلمان ہو کر مکہ سے بھاگ آیا اور حضرت کی خدمت میں مدینہ پہنچا۔ کفار قریش نے دو شخصوں کو اس کی خدمت میں بھیجا اور شرط یاد دلائی۔ حضرت نے ابو بصیر کو ان کے حوالہ کر دیا۔ جب وہ دونوں اس کو مدینہ سے دو فرسخ تک لے گئے تو ایک مقام پر ناشتہ کے لیئے ٹھہرے۔ ابو بصیر نے ان میں سے ایک شخص سے کہا کہ تمہاری تلوار کتنی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اس نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر کہا یہ بڑی عمدہ تلوار ہے بہت مرتبہ تجربہ

دیکھا فرمایا یہ شخص عذر کرنے والا ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی فرمایا کہ ہم زیارت کو آئے ہیں جیسا کہ بدیل سے فرمایا تھا اس نے قریش سے آن کر یہی بیان کیا۔

قریش نے پھر حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو مختلف قبیلوں کی فوج کا سردار تھا حضورؐ کے پاس بھیجا یہ شخص بنی حرث بن عبدا مناۃ کے قبیلہ سے تھا جب اس کو حضورؐ نے آتے ہوئے دیکھا فرمایا ان لوگوں میں سے جو خدا کے ماننے والے ہیں اس کو قربانی کے اونٹ دکھا دو تاکہ اس کو ہماری بات کا زیادہ اعتبار ہو جب اس نے قربانی کے اونٹ دیکھے وہیں سے قریش کے پاس الٹا چلا گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھی نہیں آیا۔ اور قریش سے جا کر سارا قصہ بیان کیا قریش نے اس سے کہا تو ایک دیہاتی آدمی ہے تجھ کو ان باتوں کی کیا خبر جا تو اپنی جگہ پر بیٹھ۔

حلیس اس بات کو قریش سے سن کر بہت خفا ہوا اور کہا اے قریش قسم ہے خدا کی اس بات پر ہم نے تم سے عہد نہیں کیا ہے کہ اور نہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص خانہ خدا کی زیارت کو آئے ہم اس کو روک دیں قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو تم محمدؐ کو زیارت کرنے دو ورنہ میں ایک دم میں اپنے تمام لشکر کو لے کر چلا جاتا ہوں قریش نے مصلحت وقت کو خیال کر کے کہا خفا نہ ہو ہم خود ایسی بات کی فکر میں ہیں جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔

پھر قریش نے حضورؐ کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی کو روانہ کیا عروہ نے کہا اے قریش ان لوگوں کو دیکھ بھال چکا ہوں جن کو تم نے محمدؐ کے پاس بھیجا اور پھر ان کے ساتھ سخت کلامی کی اور تم جانتے ہو کہ تم میرے بجائے والد کے ہو اور میں تمہارے بجائے فرزند کے ہوں اور عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کے بیٹے تھے عروہ نے کہا میں نے اس ضرورت کو سن لیا ہے جو اس وقت تم کو لاحق ہے اور میں نے اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو میری رائے سے متفق ہیں اور پھر میں خود تمہاری رفاقت کے واسطے آیا ہوں قریش نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو اور تم ہمارے نزدیک معتبر ہو۔

پھر عروہ بن مسعود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور

سامنے بیٹھ کر عرض کیا اے محمدؐ آپ نے مختلف اقسام کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے اور پھر آپ اپنے بیضہ کی طرف آئے ہیں تاکہ اس کو شکستہ کر دیں یہ قریش کے لوگ ہیں انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں اور درندوں کی کھالیں پہنی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے اور قسم ہے خدا کی وہ آپ سے بہت نزدیک ہیں اور کل آپ کے مقابل آ جائیں گے اور آپ کو بھگا دیں گے حضرت ابوبکر حضورؐ کے پس پشت بیٹھے تھے انہوں نے ایک غلیظ گالی دے کر کہا چل دور ہو کیا ہم لوگ حضورؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے عروہ نے عرض کیا اے محمدؐ یہ کون شخص ہے فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہیں عروہ نے کہا اگر آپ کا لحاظ مجھ کو نہ ہوتا تو میں اس کو بتا دیتا۔

عروہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگانے لگا اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرتا جاتا تھا مغیرہ بن شعبہ حضورؐ کے سرہانے ہتھیار لگائے ہوئے کھڑے تھے انہوں نے اس کے ہاتھ پر جب وہ حضورؐ کی طرف بڑھاتا مارنا شروع کیا عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے حضورؐ نے کہا یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے عروہ نے مغیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے احسان فراموش ابھی کل کا ذکر ہے کہ میں نے تیری برائی کو کس طرح مٹا دیا تھا۔ (مغیرہ نے اسلام لانے سے پہلے ثقیف میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر دیا تھا ثقیف اس بات پر بہت برہم ہوئے تب عروہ نے مغیرہ کی طرف سے ان تیرہ آدمیوں کو خون بہا دے کر اس قصہ کو طے کیا)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عروہ سے بھی وہی گفتگو کی جو اور لوگوں سے کی تھی۔

اور عروہ نے دیکھا کہ جب حضورؐ وضو کرتے ہیں تو صحابہ آپ کے وضو کے پانی کی ایک بوند بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تبرکاً سب ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اس بات کو دیکھ کر عروہ حیران ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر کہا اے قریش میں نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے مگر ایسی سلطنت نہیں دیکھی جیسی محمدؐ کی دیکھی ہے پس اب جو تمہاری رائے ہو اس کو قائم کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خراش بن امیہ خزاعی کو اونٹ پر سوار کر

کے جس کا نام ثعلب تھا قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا قریش نے اس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور اس کو قتل کرنا چاہا مگر لوگوں کے منع کرنے سے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پہنچا۔

قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس واسطے حضورؐ کے لشکر کی طرف روانہ کئے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابیوں میں سے کوئی شخص ان کے ہاتھ لگ جائے تو اس کو پکڑ کر لے آئیں مگر ان احمقوں نے حضورؐ کے لشکر پر تیر پھینکنے شروع کئے صحابہ نے ان کو گرفتار کر کے حضورؐ کی خدمت میں پیش کئے حضورؐ نے معاف فرمایا اور ان کو چھوڑ دیا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمر بن خطاب کو بلایا تاکہ ان کو مکہ میں اشراف قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ حضورؐ کی زیارت کر لینے دیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ وہ میری ان سے عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جس قدر ان پر سخت کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی بن کعب میں سے بھی کوئی مکہ میں نہیں جو مجھ کو بچا لے گا میں آپ کو ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہتر ہے اور عزیز ہے یعنی عثمان بن عفان۔

تب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عثمان کو طلب کیا اور ابو سفیان وغیرہ اشراف کے پاس بھیجا تاکہ عثمان ان کو خبر دے دیں کہ حضورؐ جنگ کے واسطے نہیں آئے ہیں صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں۔

عثمان مکہ کی طرف روانہ ہوئے ابان بن سعید بن عاص مکہ میں داخل ہونے سے پہلے یا س کے بعد حضرت عثمان کو ملا اور ان کے ساتھ ہو لیا یہاں تک کہ انہوں نے حضورؐ کا پیغام قریش کو پہنچا دیا ابو سفیان وغیرہ نے عثمان سے کہا اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو عثمان نے کہا جب تک حضورؐ طواف نہ فرمائیں گے میں نہیں کر سکتا اس پر قریش نے ناراض ہو کر حضرت عثمان کو پکڑ لیا اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان شہید کر دیے گئے ہیں۔

جب حضورؐ کو یہ اطلاع ملی کہ عثمان قتل کئے گئے تو فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ

جاؤں گا جب تک کہ مشرکوں سے بدلہ نہ لے لوں گا اور اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے واسطے بلایا اور یہی بیعت بیعت رضوان ہے جو ایک درخت کے نیچے لی گئی۔

لوگوں کا بیان یہ ہے کہ حضورؐ نے ہم سے مرنے پر بیعت لی ہے اور جابر کہتے ہیں کہ ہم سے مرنے پر حضورؐ نے بیعت نہیں لی بلکہ اس بات پر بیعت لی کہ ہم جنگ سے نہ بھاگیں سب مسلمانوں نے اس بات پر بیعت کی سوا ایک جد بن قیس سلمٰی کے جابر کہتے ہیں میں نے اس کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا پھر حضورؐ کے پاس خبر آئی کہ عثمان قتل نہیں ہوئے ابن ہشام کہتے ہیں پہلے جس شخص نے حضورؐ کی بیعت کی وہ ابو سنان اسدی تھے۔

پھر قریش نے سہیل بن عمرو عامری کو حضورؐ کی خدمت میں روانہ کیا اور کہا تو جا کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات پر صلح کر کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں ورنہ تمام عرب یہ کہیں گے کہ محمد نے زبردستی عمرہ کر لیا اور قریش کچھ نہ کر سکے اور اس میں ہماری بڑی بدنامی ہو گی سہیل بن عمرو حضورؐ کے پاس آیا حضورؐ نے جب اس کو آتے دیکھا فرمایا اس کو قریش نے صلح کے واسطے بھیجا ہے پس جب سہیل حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بڑی لمبی چوڑی تقریر کی پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔

جب سب باتیں طے ہو گئیں اور صرف لکھنا باقی رہ گیا تو عمر دوڑ کر ابو بکر کے پاس آئے اور کہا اے ابوبکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول نہیں ہیں؟ ابوبکر نے کہا بے شک ہیں عمر نے کہا پھر ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابوبکر نے کہا بیشک ہیں عمر نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے دین میں کمزوری اختیار کریں ابو بکر نے کہا اے عمر میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضورؐ خدا کے رسول ہیں عمر نے کہا یہ گواہی میں بھی دیتا ہوں ابوبکر نے کہا پس تو جو کچھ حضورؐ کریں تم اسی کو بہتر سمجھو پھر عمر حضورؐ کے پاس آئے اور یہی تقریر کی جو ابوبکر سے کی تھی حضورؐ نے فرمایا خدا نے فرمایا میں خدا کا بندہ اور رسول ہوں میں اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا اور نہ وہ مجھ کو برباد اور ضائع کرے گا۔

عمر کہتے ہیں میں نے اس روز اپنی گفتگو سے نادم اور شرمندہ ہو کر بکثرت

قریب تھا کہ اس رنج سے ہلاک ہو جائیں۔

سہیل بن عمرو نے اپنے بیٹے ابوجندل کو کھڑا دیکھا تو ایک طمانچہ ان کے منہ پر مارا اور حضورؐ سے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے تمہارے درمیان میں قضیہ اس کے آنے سے پہلے فیصل ہو چکا ہے یعنی میں اپنے بیٹے ابوجندل کو تمہارے ساتھ نہ جانے دوں گا حضورؐ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے سہیل نے ابوجندل کو کھینچ کر پیچھے کرنا چاہا تاکہ قریش میں پہنچا دے ابوجندل نے غل مچایا کہ یا رسول اللہ اور اے مسلمانو! کیا میں کافروں میں واپس کر دیا جاؤں گا تاکہ وہ مجھ کو تکلیفیں پہنچائیں مسلمانوں کو اس بات سے بہت قلق ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے ابوجندل تم چند روز اور صبر کرو عنقریب خدا تعالیٰ تمہارے واسطے کشادگی کرے گا میں مجبور ہوں کہ میں نے عہد کر لیا ہے اور عہد کے خلاف نہیں کر سکتا۔

عمر بن خطاب اٹھ کر ابوجندل کے پاس آئے اور کہا اے ابوجندن تم چند روز اور صبر کرو یہ لوگ مشرک ہیں اور ان میں سے ہر اک کا خون ایسا ہے جیسا کتے کا خون ہو۔ پھر عمر کہتے مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ابوجندل اپنے باپ کو قتل نہ کرے اور پھر قضیہ زیادہ پھیل جائے۔

جب صلح نامہ کے لکھنے کے بعد فارغ ہوئے اور اس پر چند مسلمانوں اور چند مشرکوں کی گواہیاں ہوئیں مسلمانوں میں سے یہ لوگ گواہ تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب عبدالرحمان بن عوف عبداللہ بن سہیل بن عمر رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، محمود بن مسلمہ مکرز بن خفص جو اس وقت تک مشرک تھا اور حضرت علی جو کاتب تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مقام حل میں بے چین تھے اور حرم میں نماز پڑھتے تھے جب صلح سے فارغ ہوئے تب کھڑے ہو کر آپ نے اپنے اونٹ کو قربان کیا اور خراش بن امیہ خزاعی سے سر منڈوایا لوگوں نے جب حضورؐ کو دیکھا تو سب نے قربانیاں کر کے سر منڈوالیے اور بعضوں نے فقط بال ہی کتروائے حضورؐ نے فرمایا خدا سر منڈوانے والوں پر رحم کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بال کترانے والوں پر فرمایا بال

کتروانے والوں پر بھی۔ عرض کیا یا رسول اللہ حضورؐ نے سر منڈوانے والوں کے واسطے تو رحم کو ظاہر فرمایا اور کتروانے والے کے واسطے رحم کو ظاہر کیوں نہ فرمایا اس واسطے کہ انہوں نے شک نہیں کیا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ قربانی کے اونٹوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوجہل کا اونٹ بھی مشرکوں کو جلانے کے واسطے لائے تھے اور اس اونٹ کی نکیل چاندی کی پڑی ہوئی تھی۔

زہری کہتے ہیں پھر حضورؐ مکہ سے واپس ہو کر مدینہ کو آ رہے تھے جب آپ مکہ مدینہ کے درمیان میں پہنچے تو سورۃ فتح نازل ہوئی "اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا" مُّبِیْنًا" الخ

زہری کہتے ہیں حدیبہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی کیونکہ جنگ موقوف ہو گئی تھی اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہو گئے تھے پس جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا زہری کے اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ جب حضورؐ حدیبیہ میں آئے ہیں تو آپ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے جیسا کہ جابر نے بیان کیا ہے مگر اس کے دو ہی برسوں بعد جب فتح مکہ کے واسطے آئے ہیں تب آپ کے ساتھ سات ہزار آدمی تھے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صلح سے فارغ ہو کر مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو ابو بصیر بن اسید بن جاریہ جو مکہ میں قید تھے اور مسلمان ہو چکے تھے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ازہر بن عبد عوف بن عبدالحرث بن زہرہ اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے ان کی بابت حضورؐ کو خط لکھا اور بنی عامر بن لوئی سے ایک شخص کو یہ خط دے کر ابو بصیر کے لانے کے واسطے حضورؐ کی خدمت میں روانہ کیا اور ایک اپنا غلام بھی اس کے ساتھ کیا۔ یہ دونوں شخص ازہر اور اخنس کا خط لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبصیر سے فرمایا کہ اے ابوبصیر ہم نے ان لوگوں سے عہد کر لیا ہے جو تم کو معلوم ہے ہم اس کے خلاف نہیں کر سکتے اور خدا تمہارے اور تمہارے غریب ساتھیوں کے واسطے ضرور کشادگی پیدا کرنے والا ہے تم اپنی قوم کے پاس مکہ چلے جاؤ ابوبصیر نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجھ کو مشرکین کی طرف

واپس کرتے ہیں جو میرے دین سے مجھ کو فتنہ ڈالتے ہیں حضورؐ نے پھر فرمایا اے ابو بصیر تم چلے جاؤ عنقریب خدا تمہارے واسطے کشادگی اور مخرج پیدا کرے گا ابوبصیر یہ سن کر ان لوگوں کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مقام ذی الحلیفہ میں پہنچے تو ابو بصیر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے یہ دونوں شخص بھی بیٹھ گئے ابو بصیر نے کہا اے بھائی عامری یہ تلوار تمہاری ہے؟ اس نے کہا ہاں کیا میں اس کو ذرا دیکھ لوں؟ اس نے کہا دیکھ لو ابو بصیر نے اس تلوار کو میان سے نکال کر دیکھا اور پھر ایسا ہاتھ لگایا کہ سیدھا جہنم کو پہنچا دیا غلام یہ حالت دیکھ کر ایسا بھاگا کہ سیدھا حضورؐ کی خدمت میں آیا حضورؐ نے جو اسے آتے دیکھا فرمایا ضرور یہ گھبرایا ہوا ہے فرمایا تجھ کو خرابی ہو کیا ہوا غلام نے کہا تمہارے ساتھی نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور اسی وقت ابو بصیر تلوار لگائے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کے عہد کو پورا کر دیا آپ نے مجھ کو ایسے لوگوں کے حوالہ کر دیا تھا جو ہرگز مجھ کو میرے دین پر قائم نہیں رہنے دیتے میں نے اپنے دین کو بچالیا حضورؐ نے یہ الفاظ سنے تو سمجھ لیا کہ آپ مجھے پھر قریش کے پاس واپس لوٹا دیں گے اس لئے وہ چپکے سے باہر نکلے اور سمندر کے کنارہ پر مقام عیص میں جو ذی مردہ کے پاس ہے جا رہے یہ راستہ قریش کے شام سے آنے جانے کا تھا۔

جب ابوبصیر کے یہاں رہنے کی خبر مکہ میں ان مسلمانوں کو پہنچی جو قریش کے ہاتھوں میں مجبوراً گرفتار تھے اور حضورؐ کے اس عہد و پیمان سے جو قریش کے ساتھ ہوا تھا مجبور اور نا امید ہو گئے تھے نکل نکل کر ابو بصیر کے پاس پہنچنے شروع ہوئے یہاں تک کہ قریب ستر آدمیوں کے ابو بصیر کے پاس جمع ہو گئے اور قریش کو انہوں نے تنگ کر مارا جو آدمی قریش کا ان کے ہاتھ لگتا فوراً اس کو قتل کر ڈالتے اور جو قافلہ ادھر سے گزرتا اس کو لوٹ لیتے۔

جب قریش ان لوگوں سے بے حد مجبور ہوئے تب انہوں نے حضورؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رحم اور رشتہ داری کا واسطہ دلا کر لکھا کہ ہمیں ان لوگوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے آپ شوق کے ساتھ ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لیجئے ہم معاہدہ کی اس

شرط کو منسوخ کرتے ہیں کہ جو مسلمان مکہ سے مدینہ چلا جائے گا وہ مکہ واپس کر دیا جائے گا تب حضورؐ نے ان سب لوگوں کو بلا کر مدینہ رکھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب سہیل بن عمرو کو ابو بصیر کے عامری کو قتل کرنے کی خبر پہنچی اس نے کعبہ سے اپنی پشت لگا کر کہا قسم ہے خدا کی جب تک اس کا خونبہا نہ دیا جائے گا میں اپنی پشت کعبہ سے نہ ہٹاؤں گا ابو سفیان نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تیری جہالت ہے اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا تین مرتبہ ابو سفیان نے یہی کہا۔

اور انہی ایام میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ام کلثوم کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید بن عقبہ کے بیٹے حضورؐ کی خدمت میں اپنی بہن کے لینے کے واسطے اسی عہد کے سبب سے آئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام کلثوم کو بھیجنے سے صاف انکار کر دیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے واقعہ کے بعد مدینہ میں آئے تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضورؐ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ہم امن کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوں گے حضورؐ نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال داخل ہوں گے؟ اس نے کہا یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا فرمایا بس یہ اسی کے موافق ہے۔ (سیرت ابن ہشام ص ۴۹ سطر ۲۲)

غزوہ خیبر

ہم برابر لکھتے آ رہے ہیں کہ یہودیوں کے مختلف قبیلے اپنی شرارت' مفسدی' سرکشی او سرتابی کی سزائیں اسلام کے ہاتھوں پا کر خیبر میں پناہ گزیں ہوئے تھے بس ایسا سمجھ لو کہ اسلامی سلطنت کے خونخوار اور خوفناک مجرموں کے لئے خیبر کا نیو کائنا تھا (New Guiond) یا انڈمن اٹیلس (Andamen Tsls) اسلام نے جب ایسے مجرموں کی سیاست کی طرف توجہ کی اور جلا وطنی کی سزا تجویز ہوئی۔ تو وہ خیبر چلے جانے پر راضی ہو گئے۔ ہاں اتنا فرق کہ اس وقت کے گورنمنٹ (Government)ایسے مجرموں کو خود وہاں جانے کے لئے مجبور کرتی ہے اور وہاں کے مجرمین خود چلے جانے پر راضی ہو جاتے ہیں یہودیوں نے خیبر کو کیوں پسند کر لیا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ شہر خیبر مدینہ سے ۸۰ میل کے فاصلے پر تھا اور یورپ کے گوشہ کی طرف واقع ہے یہ مقام مدینہ سے چار دن کی راہ ہے اس شہر کے قریب متعدد قلعے تھے جس میں قلعہ القموس بہت مشہور تھا یہ قلعہ ایک دشوار گذار پہاڑی پر واقع تھا جس پر فوج کا لے جانا نہایت مشکل تھا خیبر میں قبیلہ بنی نضیر اور بنی قریظہ کے لوگ کثرت سے بستے تھے یہاں کے خاص یہودی اسلام کو ایک سخت اور لا علاج نفرت سے دیکھتے تھے اسپرٹ آف اسلام ص ۱۸۷ ابن اثیر اور ابوالفدا نے ان قلعوں کی تعداد پانچ لکھی ہے اور مورخین نے اس سے زیادہ ہم انہیں دو نو مورخین کی تحقیقات سے اتفاق کرتے ہیں ان پانچوں قلعوں کے نام بھی مختلف ہیں۔ ناعم' مصعب' و یلح' سلام' قموص یہ پانچوں قلعے جنگی حالات سے درست تھے یہودیوں نے اسلام سے اپنی حفاظت کے لئے اسی مقام کو مناسب سمجھا اور یہیں رہنے لگے حقیقت میں اگر یہودی خیبر میں قیام نہ کرتے تو پھر ان کو اسلام کے ہاتھوں اتنے دن بھی اطمینان سے کسی دوسری جگہ رہنا میسر نہ ہوتا حسن اتفاق سے وہاں کے باشندے بھی یہود تھے اور مخالفت اسلام میں ان کے ہم سبق ان جلاوطن یہودیوں کو ہر صورت سے اطمینان آرام ملنے گئے اور وہ یکے بعد دیگرے اپنے گھر بار چھوڑ چھاڑ کر یہیں چلے آئے۔

اگر ذرا بھی یہود سنجیدہ ہوتے اور اپنی عقل سے کام لیتے تو ایسے خانمان خراب برباد اور ذلیل ہو کر کچھ دن تو اسلام کی مخالفت میں خاموش رہتے اپنے شریک قوم قریش کے آخر نتیجہ کو دیکھ لیتے کہ اسلام کی مخالفت ان کی قسمتوں کا کیا اخیر فیصلہ کرتی ہے مگر نہیں وہ تو قریش سے

عداوت اسلام میں قدم دو قدم کیا کوسوں آگے تھے وہ مدینہ ہی سے بھرے آ رہے تھے یہاں قرار واقعی صورت آرام دیکھ کر اسلام کی مخالفت کا زیادہ تحمل نہ کر سکے حدیبیہ کی صلح نے ان کے منصوبوں کو اور بڑھا دیا اور اس کے آسان اور ملائم شرط نے ان کے غرور و نخوت کو اور سخت کر دیا ان غلط فہمیوں نے گمان نہیں بلکہ کامل یقین کر لیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قریش سے بے شک دب گئے تب تو ایسی نرمی سے قریش کی ایسی سخت شرائط پر راضی ہو گئے جب ہمارے شریک سے دب کر یوں صلح کر لی گئی تو ذرا سی تہدید پر اسلام ہم سے بھی اسی طرح صلح کرے گا ان کی مخالفت یا ان کی شامت کے یہی اسباب تھے جن پر وہ پھول کر اور اسلام کی مخالفت پر فورا" آمادہ ہو کر نکل پڑے مدینہ پر چڑھائی اور اسلام کے مقابلہ فکرین ہونے لگے طلحہ ابن خویلد اسدی قبیلہ بنی اسد کا سردار عینین بن حصین بن بدر فراری قبیلہ بن غطفان کا سردار بھی مل گیا لڑائی کے سامان درست ہو گئے اور مقابلہ کے انتظام کے لئے استحکام اور مضبوطی میں بہت بڑی کوشش کی گئی اس وقت خیبریوں کے اس دس ہزار سے فوج ہرگز کم نہیں تھی معاملات حدیبیہ کے چار مہینے بعد جناب رسالت ماب کو ان کی مخالفت کی خبر معلوم ہوئی آپ نے مدینہ میں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنا مصلحت نہ سمجھا چودہ سو اہل اسلام کے ہمراہ آپ نے مکہ کی طرف کوچ کیا یہودیوں نے بھی اہل اسلام کے مقابلے کا سامان پہلے سے درست کر رکھا تھا اور اپنے دس ہزار ذرہ پوش جوانوں کی کثیر جماعت کو سب قلعوں میں جمع کر دیا اور برقعہ کا ایک جداگانہ افسر تھا جس کے زیر فرمان ایک معتدبہ فوج بھی تھی اور پورا قلعہ بھی اسلام کو ایک خیبر کی لڑائی میں حریف سے پانچ چھ مختلف مقاموں پر مقابلہ کرنا پڑا اور ہر مرتبہ یہودیوں کے لئے انتظام اور نئے سامان کو توڑتا ہوا مسلمانوں نے سب سے پہلے یہودیوں کا وہ قلعہ فتح کیا جس کو حصین ناعم کہتے ہیں بعد اس کے مصعب سلالم اور ملیح وغیرہ اہل اسلام ان چھوٹے چھوٹے قلعوں پر فتح یاب ہوتے ہوئے اب اس قلعے کے قریب آ پہنچے جو مضبوطی اور استحکام میں سب سے بڑھا ہوا تھا تمام مورخین اس کو القموص بتاتے ہیں مگر علامہ ابن اثیر اور ابن ہشام اس کے خلاف ہیں وہ لکھتے ہیں کہ یہ قلعہ یا تو حصن و طیح یا سلالم تھا کوئی قلعہ ہو ہمارا مراد اسی قلعہ سے ہے جس کی فتح ہے خیبر کی فتح مراد ہے۔ لشکر اسلام اس اخیر قلعہ کے قریب پہنچا جس کی فتح و شکست پر یہودیوں کی قسمت کا فیصلہ تھا یہ قلعہ ایک ایسے ڈھالو پہاڑی پر واقع تھا جس پر فوج مقابل کا عبور نہایت دشوار تھا اس قلعہ میں فوج بھی اور قلعوں سے زیادہ تھی اور قلعوں میں تو خیر جیسی

فوج ہو مگر یہاں وہی نبرد آزما اور تجربہ کار افسرانِ فوج رکھے گئے تھے جن کی قوت پر یہودیوں کو پورا اعتماد تھا یہودیوں نے اس قلعہ کی حفاظت میں ابتداء سے بڑے انتظام کئے اور اس ہوشیاری سے چوطرفہ فوجیں بٹھائی تھیں کہ مقابل کی طرف سے ان پر دست رس ہو ہی نہیں سکتا تھا یہی وجہ تھی کہ اہل اسلام نے اور قلعوں کو تو کھڑے کھڑے فتح کر لیا مگر اس قلعہ سے مقابل ہوتے ہی ان کو معلوم ہو گیا کہ اس قلعہ پر فتح پانا آسان نہیں ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لشکر اسلام نے یہودیوں کے مقابلہ میں پے در پے تین بار ہزیمت اٹھائی اور میدان کارزار سے بے نیل مرام واپس آئے تیسری ہزیمت جو انہوں نے یہودیوں کے ہاتھ سے اٹھائی وہ بہت سخت تھی اس ہزیمت پر یہودیوں کو اطمینان تھا کہ اہل اسلام کی ندامت اگر وہ اس ندامت ہی پر اکتفا کرتے تاہم خیریت تھی مگر ان کی ندامت نے آپس میں بغاوت شروع کر دی اور اس میں اتنا طول ہو گیا کہ لشکر اسلامی کے مجاہد اپنے سردار پر نامرادی اور بزدلی کا الزام لگانے لگے اور وہ ان پر اسی حالت میں جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرتؐ اس دن درد شقیقہ میں مبتلا تھے اور نہایت بے چین ایک علالت ہی آپ کی پریشانی اور غیر اطمینانی کے لئے کیا تھوڑی تھی اس پر فوج اسلامی کے پے در پے ہزیمتوں نے آپ کو اور بھی مجبور کر دیا تھا تمام اہل اسلام کا مجمع عام تھا شام قریب تھی اور ہر شخص کو اسلام کی متواتر شکست اٹھانے پر سخت اضطراب لاحق تھا تھوڑے غور کے بعد آپ نے حاضرین کو مخاطب فرما کر ارشاد کیا **لا عطین الرایۃ غدا "رجلا" کرار" غیر فرار یحب اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ** اب کل یہ علم فوج میں اس کو دوں گا جو کرار غیر فرار ہے اور خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں اتنے علماء کرام نے اس حدیث کی تصدیق کی ہے۔ اخرج احمد و البخاری و المسلم عن سہل ابن سعد و احمد و النسائی و البراز عن ابن عباس و الطبرانی عن علی و ابن عمرو النسائی ابو حاتم عن ابی ھریرہ و البخاری و المسلم و ابو حاتم عن سلمہ ابن اکوع و النسائی و الطبرانی عن عمران ابن حصین و ابو لیلی و احمد و النسائی عن ھیرہ ابن مریم و احمد و النسائی و ترمذی عن سعد و احمد عن ابی سعید الخذری و ابن اسحاق عن سلمہ و النسائی عبداللہ ابن بریدہ۔ ان کے علاوہ ملاحظہ ہو مغازی الصادقہ و اقدی ص ۳۱۳ تاریخ ابو لفدا جلد ثانی ص ۲۳۲ تاریخ الانبیاء جلد دوم ص ۳۱۴ خصائص امام نسائی مطبوعہ کلکتہ ص ۱۰ و ۱۱ روضتہ الصفا جلد ثانی ص ۱۰۸ علامہ ابوالفدا نے اپنی تاریخ میں اس حدیث کی نسبت اتنا اضافہ کیا ہے کہ وہ شخص بڑا حملہ آور بہادر ہے بلکہ وہ اس علم کو

زبردستی چھین لے گا۔ اور وہ جنگ کا عاشق ہے ابو لفدا ص ۳۳۲ ایک لا معلوم الاسم شخص کی نسبت ایسے اعلیٰ مراتب و فضائل کی بشارت مخبر صادق کی زبانی سن کر تمام اہل اسلام کی عموماً" اور ان لوگوں کی خصوصاً" کیا حالت ہوئی ہو گی جو بیچارے غنیم کے مقابلے میں دو مرتبہ سے زیادہ کوشش صرف فرما چکے ہیں اس نعمت غیر مترقبہ کے حاصل کرنے کے لئے اور جناب رسالتمابؐ کی اس پیشین گوئی کے مستحق ٹھہرنے کے لئے کوئی شخص فوج اسلامی میں ایسا بچ نہیں رہا تھا جس نے حتی المقدور کوشش نہیں کی تھی ہر شخص نے اپنے دل میں اس سعادت کے حصول کو اپنے خوش قسمت ہونے کا پورا ذریعہ سمجھ لیا تھا اس کی خواہش نے سب سے زیادہ جن کو بے چین کر رکھا تھا وہ ایک سعد ابن ابی وقاص دوسرے عمر ابن الخطاب تھے۔ حضرت عمر کا قول ہے کہ مجھ کو کسی روز سرداری و علمداری کی ایسی ہوس نہیں ہوئی جیسی کہ آج کیروز اسلامی کیمپ میں رات بھر حدیث لوا کی کہانی ہوتی رہی اور کسی نے اس شاہد تمنا کے اشتیاق میں صبح تک سے پلک پلک نہ لگائی۔ **فبات الناس یدوکون لیلتھم ایھم یعطاما** صحابہ نے ساری رات اسی فکر میں بسر کر دی کہ دیکھیں یہ علم کس کو ملتا ہے بخاری باب المغازی و المسلم باب المناقب خدا خدا کر کے رات کٹی سب سے پہلے جو رسول اللہ کی خدمت میں اس تحصیل سعادت کے لئے آیا وہ سعد ابن ابی وقاص تھے۔

نخست آمدش سعد وقاص پیش　　بذوق لوا کردہ تزئین خویش
کلہ خود بر فرق و جوش ببر!　　بدستش کمان و بدوشش سپر
او گر ترکش و تیغ کیں درمیاں　　کمندش ببازوئ در کف سنان
ابزانو در آمد بہ پیش نبی　　کہ من حاضرم گر تو رایت دہی

ان کے بعد اور بھی اہل اسلام آتے گئے مگر آنحضرت نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا جب تمام مجاہدان اسلام یکے بعد دیگرے دربار رسالت میں حاضر ہو چکے تو آنحضرتؐ نے آہستہ پوچھا علی کہاں ہیں؟ حاضرین نے جواب دیا کہ یہیں تو ہیں مگر بیکار ان کی آنکھوں پر اس شدت سے آشوب آیا ہوا ہے کہ بیچارے زمین کی طرف تو دیکھ ہی نہیں سکتے کسی سے مقابلہ کیا کریں گے آنحضرت نے فرمایا کہ ان کو میرے پاس

اہل اسلام کے دیدہ انتظار نے رات بھر پلک سے پلک نہیں لگائی تھی۔ عطا فرمایا **ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِی مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیم** معارج النبوۃ ص ۲۱۴ خصائص امام نسائی مطبوعہ دارالسلطنیہ کلکتہ ۱۲۳ مسند امام احمد حنبل جزو اول ص ۱۲۶ تاریخ الخمیس مطبوعہ مصر ص۴۹۔ بہر حال جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اس شوکت و تجمل سے علمدار لشکر اور لشکر اسلام کے سپہ سالار بن کر قلعۂ قاموص کی طرف بڑھے اس وقت انتہا درجہ کی جلالت اور صولت کے آثار آپ کے چہرے سے نمودار تھے .خیبر والوں نے ایک یہودی کو پہلے ہی سے قلعہ کے دروازے پر اس غرض سے کھڑا کر دیا تھا کہ وہ ان کے مقابل سے اس کا نام و نشان پوچھ لے اور اہل قلعہ کو اس سے اطلاع دے یہ شخص منجم تھا وہ جناب علی مرتضیٰؑ کو دیکھ کر بہت خائف ہوا پھر ڈرتے ڈرتے نام پوچھا علی مرتضیٰؑ کا نام سنتے ہی اس نے قلعے والوں سے چلا کر کہا **علیھم و ما انزل موسی** موسیٰ آ گئے اور تم سب مغلوب ہوئے اس سے خبر سن کر تمام اہل قلعہ گھبرا گئے اور ہر شخص اپنی انتہا درجہ کی حالت اضطراب میں دوسرے کی صورت دیکھنے لگا۔ سیرت ابن ہشام جزو ثانی ص ۱۸۷ تاریخ الخمیس ص ۱۲۹ مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۴۹۲ روضتہ الصفا ثانی قلمی ص۱۰۹۔

جنگ خیبر کے تمام و کمال واقعات کو کسی مورخ نے اس شرح وبسط کے ساتھ نہیں لکھا ہے جیسا علامہ میبذی نے۔تمام تاریخوں میں وہی باتیں درج ہیں جو برابر پڑھتے اور سنتے چلے آئے ہیں علامہ موصوف کی تحقیقات ان سب سے وسیع ہیں اسی لئے میں نے اس غزوہ کی نسبت اس کتاب سے بہت کچھ لکھا ہے.بہر حال یہودیوں کا مخبر قلعہ میں داخل ہوا اور اہل قلعہ کو علی مرتضیٰؑ کے آنے کی خبر پہنچائی اور حارث بھی اسی امید موہوم پر شیر دل ہو کر قلعہ سے نکلا اس نے نکلتے ہی تین مسلمانوں کو اپنی جھنجلاہٹ اور غصہ میں مار ڈالا اس وقت فوج کو آئندہ حملہ سے باز رکھ کر جناب علی مرتضیٰؑ اس سے مقابل ہوئے اور ذیل کے اشعار پڑھے۔

ستشھدون بالکروالطعن راسہ حیاتی الطھر النبی المھنب
و یعلم ان فی الحروب اذا بطل بیرانھا اللیث الھموس المھرب
و متلی لا فی الھول معطعاتہ و قل لہ الحیش الخمیش العطبص

و قل علم الاحیاء انی رعیھا و انی الذی الحرب العلیق المرجب

(ترجمہ) "میرے حملہ اور نیزہ بازی پر علم جو مجھ کو میرے نبیؐ برگزیدہ نے فرمایا گواہی دے گا مجھ کو لڑائی کے وقت شیر غضب ناک اور تجربہ کار جانتے ہیں۔ سختی اور مصیبت کے وقت میری نظر نہیں ہے۔ میرے واسطے وہ لشکر بھی کم ہیں جو ۵ حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ وہ قدمہ، ساقہ، قلب، میمنہ، میسرہ"

حارث کو اپنی نخوت اور اپنی تاب و طاقت کے خیالوں میں اتنی فرحت کہاں تھی جو مقابل کو اس طرح تیار دیکھا اور نہیں تو صرف نام پوچھ لے اس کے تو دل سے لگی تھی کہ فوج اسلامی میں سب کا قاتل میں ہی ہوں جو نکلے گا وہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا ان خیالوں میں وہ ایسا بے ہوش تھا کہ اس نے اپنے مقابل سے پوچھا اور ایک ہی بار شمشیر آبدار کرنے لگا حارث تیز دست بہت تھا اگر اس کا وار روکا جاتا تو اپنے وار کی فرصت نہیں تھی اور اگر اپنا وار کیا جاتا تو اس کی رد کا وقت نہیں مگر جناب علی مرتضیٰؑ کی دلیر ہمت نے ان مشکلوں کو فوراً آسان کر دیا اور موقع پا کر حارث کو ایک ضرب شمشیر سے مقتول کر دیا۔ حارث کے مقتول ہونے سے اہل اسلام کو بہت اطمینان ہوا علیؑ مرتضیٰ نے ان کے لئے خونخوار، اور لاف گو دشمن کو آج دو تین روز سے ان کی جان کے پیچھے لگا ہوا تھا اور ہر روز ان میں سے دو چار کو مار کر بقیتہ السیف کو پسپا کر دیتا تھا ہمیشہ کے لئے دور کر دیا اس کے ایسے خونخوار دشمن کو مقتول دیکھ کر فوج اسلامی کے دل مضبوط اور ہمتیں قوی ہو گئیں وہ اضحلال اور انتشار جو کئی روزوں سے ان کا دامن گیر ہو رہا تھا آج دفع ہو گیا علی مرتضیٰ علیہ السلام نے میدان نہیں چھوڑا اس کو مار کر آپ دوسرے مقابل کے انتظار میں کھڑے رہے اور ہل من مبارز کے نعرے بلند کرتے رہے حارث کے مرنے کی خبر قلعہ میں پہنچی ایسے مشہور شجاع کے مقتول ہونے پر جو تن تنہا فوج اسلام کو تین بار پسپا کر چکا تھا قلعہ والوں کو صرف استعجاب ہی نہیں بلکہ اضطراب بھی ہوا۔ حارث مرحب کا چھوٹا بھائی تھا یہودیوں میں مرحب کی شجاعت اور قوت کی دھاک بندھی ہوئی تھی قلعہ والوں میں مرحب ذی عزت اور صاحب شوکت گنا جاتا تھا وہ ایک قبیلہ یہود کا رئیس بھی تھا اور متمول بھائی کی خبر سن کر اس کے تو ہوش و حواس جاتے رہے اس

نے قلعے والوں سے کسی قسم کا مشورہ یا صلاح بھی اپنی نسبت نہیں لی بھائی کی محبت میں فورا" قلعہ سے باہر نکل کھڑا ہوا مرحب پہلے ہی سے مسلح تو تھا ہی مگر اپنے مقابل کو ایسا ہی قوی سمجھ کر کہ اس نے حارث جیسے دلیرانہ اور نبرد آزما پہلوان کو تہ تیغ کر ڈالا اپنے جسم کی کامل حفاظت کی اور اس سلاح پر جو پہلے سے پہنے تھا ایک دوسری سلاح اور پہن لی۔ احتیاط" دو تلواریں کمر سے لگائیں دو عمامے سر سے لپیٹے اور ان پر دو آہنی خود رکھ لئے روضتہ الصفا جلد دوم ص ۱۲۲ مرحب اس شان اور شوکت سے میدان کارزار میں آیا بھائی کو خون میں غلطاں دیکھ کر اس کے غیظ و غضب کے شعلے اور بھی مشتعل ہو گئے ایک تو میدان جنگ کے سامان ہی مردان نبرد کی پر جوشیوں کے لئے کافی ہوتے ہیں اور پھر یہ قیامت کہ بھائی کی لاش پھڑک رہی ہے اور اس کا قاتل شمشیر خون آلودہ لئے سر پر کھڑا ہے اب ایسے وقت میں مرحب سے شجاء قوی ہمت اور دلیر کو ضبط کہاں اس کی آنکھوں میں تو یہ ساماں دیکھ کر خون اتر آیا اور معا" شمشیر آبدار کھینچ کر مقابل کے سامنے آیا اور اپنی شجاعت اور تاب و طاقت کے اظہار میں نہایت پر جوشی سے رجز میں ذیل کے اشعار پڑھے۔

قد علمت خیبرانی مرحب　　شاکی السلاح بطل بحرب
اذا الحروب اقبلت تلهب　　واحجمت عن صولتہ المحجب
ان غلب الا مرفانی اغلب　　و القرن عندی بالدماء مخضب
اذا لحروب اقلت تلهب　　اطعن احیانا و ضیاضر
و احجم من صولتی المحجب　　خات حما می ابدا" لایقرب

(ترجمہ) "اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں اور وہ پہلوان آزمودہ کار جو ہمیشہ ہتھیاروں میں پوشیدہ رہتا ہے جو بادشاہ یا سردار اپنی شوکت و صولت کی وجہ سے حجاب میں رہتا ہے وہ بھی حملوں کے حملوں سے الٹے پیروں پھر جاتا ہے اگر سارا زمانہ مجھ پر غلبہ کرے تو میں اس پر بھی غالب آؤں گا جو پہلوان میرے سامنے آتا ہے خون میں ڈنکا جاتا ہے جب معرکہ کارزار گرم ہوتا ہے اور اس کے شعلے میرے سامنے آتے ہیں تو میں کبھی نیزہ مارتا ہوں کبھی تلوار لگاتا ہوں جس مقام کو میں محفوظ کر لوں اس کے قریب جانے کی کوئی جرات نہیں کر سکتا"

فواتح میبذی ص ۲۳۶ و ایہ تفسیر الفاظ صحیح مسلم کتاب ا لجہاد المرتضٰی ۳۹ دیوان علی علیہ السلام ص ۶۳

جناب علی مرتضٰیؑ نے یہودیوں کے بہت سے رجز سنے تھے اس کا جواب تو ایسا ضروری تھا نا مگر چپ رہ جانا اور صرف سکون اختیار کرنا بھی خلاف مصلحت تھا اس کی رجز خانی کے بعد ہی آپؑ نے نہایت خوش بیانی سے اس کے جواب میں یہ اشعار پڑھے۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ ○ ضرغام اجام ولیث قسورہ ○ عنید الرا اربعین شدید القصر کلیث غابات کریہ المنظرہ ○ الیکم بالسیف کیل السندرہ ○ اضربکم ضربا" بین الفقرہ و اترک القرتد بقا ع جرزہ ○ اضرب بالسیف رقاب الکفرہ ○ ضرب غلام ملحد حزورہ ○ من برک الحق بقوم صغرہ ○ اقتل منہم سبعہ او عشرۃ ○ فکلہم اہل فسوق خجرہ

(ترجمہ) "میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے' میں وہ شیر بیشہ کارزار ہوں جو شکار کو چیر ڈالتا ہے' میرے بازو زیادہ زبردست اور مضبوط ہیں' میری گردن سب سے گندہ اور قوی ہے جیسے جنگل کے شیر نہایت ہی ہولناک ہوتے ہیں میں اپنی شمشیر آبدار سے تمہیں اس طرح سے ناپوں گا جس طرح عذ کسی بہت بڑے پیمانہ سے ناپا جاتا ہے میں تم سب کو ایسی ہی ضرب لگاؤں گا جو تمہاری پشت کی ہڈیوں کو کاٹ ڈالے گی اور اس میدان جنگ میں جو میرے مقابلہ کو آئے گا اسے جانوروں کے آگے ڈال دوں گا کہ وہ اسے کھالیں میں کفار کی گردنوں میں ضرب لگاؤں گا۔ ایسی ضرب لگاؤں گا جو ایک نوجوان عالی خاندان قوت دست لگاتا ہے اور بہت بڑے سردار کے شایاں رہے جو شخص راہ حق کو چھوڑ دے گا اس کی کجی کو درست کر دوں گا۔ اور ان یہودیوں میں سے سات یا دس پہلوانوں کو قتل کر ڈالوں گا کیونکہ وہ گنہگار اور بدکار ہیں"

فواتح میبذی مطبوعہ دہلی ۱۱۴ صحیح مسلم میں باب ا لجہاد تبغیر الفاظ المرتضٰیؑ صفحہ ۴۰ یہ دونوں رجز تمام و کمال فواتح میبذی ص ۲۳۶ و ص ۱۱۴ میں درج ہیں۔ صحیح مسلم میں تین شعرا اور تاریخ ابوالفدا ص ۲۳۲ و مدارج النبوہ جلد دوم ص ۴۶۴ میں

صرف جانبین کے ایک ایک شعر درج ہیں۔

رجز کا خاتمہ اور مقابلہ کا آغاز ساتھ ہی ہوا مرحب نے پیش دستی کی نیت سے علی مرتضیٰؑ پر ہاتھ اٹھایا مگر آپ کی شجاع اور فنون جنگ کے واقف کاریوں نے اسے کامیاب نہ ہونے دیا اور فوراً" اپنی ذوالفقار گرانبار کے ایسے جوہر دکھلائے کہ اس کے دونوں خود دونوں عمامے دونوں زرہیں اور دونوں جوشن کاٹ کر تیغ آبدار قربوس زین تک اتر آئی مرحب جیسا قوی ہیکل دو ٹکڑے ہو کر زمین پر لوٹنے لگا ابوالفدا جلد دوم ص ۲۳۲ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۱۵۸۰

مرحب جیسا نمودار اور منتخب روزگار دلیر مارا جائے اور یہودیوں کو انتشار نہ ہو کیا معنی سچ پوچھو تو مرحب کے مرتے ہی علامہ ابوالفدا تحریر فرماتے ہیں خیبر فتح ہو گیا ص ۳۳۳ اس میں تو شک نہیں کہ جنگ سے ان کے دل ٹوٹ گئے۔ جو ارادے ہزیمت اسلام کے لئے کر رہے تھے جاتے رہے تمام یہودیوں کے چہروں پر پریشانی اور غیر اطمینانی ظاہر ہونے لگی مگر ایک ہی بار میدان جنگ سے منہ پھرانا اور قلعہ خالی کر دینا یہودیوں نے اپنی ہمت و جرات کے خلاف سمجھا ابھی دو چار ان میں سے ایسے باقی تھے جو اپنی قوت اور شجاعت پر ناز کر رہے تھے اور اہل قلعہ کی تسکین اور تشفی کر رہے تھے انہیں لوگوں میں اہل قلعہ کی قسمتوں کا اخیر فیصلہ منحصر تھا اسد اللہ الغالب علے ابن ابی طالب۔ مرحب جیسے دلیر کو قتل فرما کر فوج یہود سے مخاطب ہوئے اور ذیل کے اشعار پڑھنے لگے۔

انا علی ابن عبدالمطلب ○ مھنب ذوسطوت و ذوحسب ○ قرن اذالاقیت قرنا لم اھب من یلقنی المنایا و الکرب ○ عنیت فی الحرب و عصیان التوب ○ من بیت عزلیس فیہ مشعب ○ و فی یمینی صارم تجلوا لکرب ○ من یلقینی بلق المایا و العطب ○ اذ کف مثلی بالروس یلصب

(ترجمہ) """میں علیؑ ہوں عبدالمطلب کا فرزند صاحب تہذیب ہوں۔ صاحب سطوت اور صاحب حسب میں وہ شجاع ہوں کہ جب کبھی کسی پہلوان سے سامنا ہوتا ہے تو مجھے کسی قسم کا ہراس نہیں ہوتا جو پہلوان میرے سامنے آتا ہے وہ میرے سامنے نہیں آتا بلکہ اپنی موت کے سامنے آتا ہے۔ میں ہمیشہ بے پرواہی حوادثات زمانہ جنگ کے

تذکروں میں پیدا ہوا ہوں اور اس ذی عزت گھر میں پرورش پائی ہے جس میں فساد کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ میرے سیدھے ہاتھ میں شمشیر بریدہ ہے جو غم و اندوہ کو دور کر دیتی ہے جو اس کے پاس آتا ہے وہ اپنی موت کے پاس آتا ہے" فواتح میبذی ص ۱۱۸ اوپر کے دو شعر درج ہیں۔ دیوان علی ص ۶۳ میں یہ اشعار رجز تمام و کمال درج ہیں جناب علی مرتضیٰؑ غنیم سے میدان کو خالی پا کر گھوڑا بڑھاتے قلعہ کے قریب پہنچے علی مرتضیٰؑ کے رہوار کے ساتھ ہی یہودیوں کے اضطرار اور انتشار بڑھتے جاتے تھے یہودیوں میں عام طور سے پریشانی اور غیر اطمینانی پھیلی ہوئی تھی اگر تھوڑی دیر تک ان میں سے کوئی علی مرتضیٰؑ کے مقابلہ کی جرات نہ کرتا تو وہ ضرور قلعہ خالی کر دیتے اور بھاگ نکلتے مگر داؤد ابن قابوس بکری نے ان کے اکھڑے ہوئے دلوں کو تھوڑی دیر کے لئے اور تھام لیا یہ شخص بھی یہودیوں میں شجاع اور طاقتور مشہور تھا اپنی قومی ہمدردی کے جوش میں سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر علی مرتضیٰ علیہ السلام کے مقابل میں ذیل کے اشعار پڑھتا ہوا قلعہ سے باہر نکل پڑا۔

یا ایها الجاهل بالترعم ما ذا ترید من فتی غشمشم
اے خشمگین جاہل تو سرد دلاور ہے کیا چاہتا ہے
اردع مفضال مصور هیصم ماذا تراى بباز معقم

(ترجمہ) "وہ ایک ایسا حسین شخص ہے جس کا حسن سب کو خوش کرنا ہے وہ شیر درندہ ہے تجھ کو اس سن رسیدہ سے جو بہت کچھ زمانہ کی مصیبتیں جھیل چکا ہے اور جو جری اور پیش قدمی کرنے والا ہے مقابلہ کا وقت ہے"

داؤد کا رجز سن کر جناب علی مرتضیٰؑ نے فورا" اس کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

انا /لذی سمبتنی امی حیدره ضرغام اجام و لیث فسوره
اثبت لحال لله ان لم تسلم لوقع سیف مشرتی خضرم
تحمله متی بنان المعصم احمی به کتابی و احتمی
انی و رب الحجر المکرم قد جلت الله بلحمی ودی

(ترجمہ) "میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ وہ شیر مبشر کار زار

ہوں جو شکار کو چیر ڈالتا ہے ۔ خدا تجھ پر لعنت کرے اگر تو اسلام نہ لاوے اس تیغ ابدار کی ضرب کے لئے ذرا ٹھہر جا جس کا پانی بہت گہرا ہے۔ جسے میں اپنی انگلیوں میں تھامے ہوں اور جس سے اپنی فوجوں کی حمایت اور حفاظت کرتا ہوں۔ قسم ہے حجر اسود کے پیدا کرنے والے کی میں نے اپنا گوشت اور خون خدا کی راہ میں نذر کر دیا ہے" میبذی ص ۴۱۷

سبحان اللہ جناب علی مرتضیٰؑ کے اس اخیر شعر کی وقعت اور آپ کے اس سچے اور صحیح دعویٰ کی صداقت تو انہیں لوگوں کی نگاہوں میں کامل طور سے معلوم ہو گی جن کو اسلامی تاریخوں سے ذرا بھی دلچسپی ہو گی اور جنہوں نے جناب علی مرتضیٰؑ کے محاسن خدمات کو غور سے پڑھا ہے وہ جناب علی مرتضیٰؑ کے اس وعدے کی صحیح ہونے کا کامل طور سے اندازہ کر سکتے ہیں بہر حال داؤد بن قابوس علی مرتضیٰؑ کے ساتھ تھوڑی دیر تک دست بدست لڑتا رہا آخر کار آپ کی شمشیر آبدار نے اس کی آتش مزاجیوں کو ٹھنڈا کر دیا اور وہ ایک ہیوار میں مقتول ہو کر زمین پر گر پڑا داؤد ابن قابوس کے مرتے ہی ربیع ابن ابی الحقیق کی حمیت جوش میں آئی ابن الحقیق قلعہ قموص کا امیر تھا علی مرتضیٰؑ نے میدان کار زار میں اس کو آمادہ پیکار پا کر اس کی عالی ہمتی اور دلیری کی طرف اشارہ کیا ہے جس کی خبر آپ کے رجز میں صاف صاف پائی جاتی ہے۔ **انا علی و ابن عبدالمطلب ○ احمی دماری و ادب عن حسب ○ والموت خیر الفتی من الھزن** (ترجمہ) "میں علیؑ ہوں عبدالمطلب کا فرزند جن چیزوں کی شجاعوں کو حمایت کرنا لازم ہے ان کی حمایت کرتا ہوں اور اپنی حیثیت پر کوئی الزام آنے نہیں دیتا جوان اور دلیر آدمی کے لئے بھاگ جانے سے مر جانا بہتر ہے" فواتح میبدی ص ۱۱۸ مگر ابی الحقیق سا دلیر بھی مقابلہ کے کچھ نہ نکلا یہ تو ظاہر ہے کہ بغیر کسی استقلال کے اپنے فوری جوش میں نکل کھڑا ہوا تھا پھر وہ اطمینان سے کیا لڑتا اس میں شک نہیں کہ اس نے جناب علی مرتضیٰؑ سے مقابلہ کیا اور ضرور مقابلہ کیا مگر تھوڑی ہی رد و بدل کے بعد شمشیر ید اللہی نے اس کا کام تمام کر دیا ابن ابی الحقیق کے بعد قلعہ والوں نے کنانہ ابن ابی الحقیق کو سردار بنایا اس وقت عنتر کو اپنے نئے بادشاہ کے سامنے اپنی شجاعت اور جاں نثاری کا اظہار سب سے پہلے منظور ہوا اس نے شاہی

شاہی تخت کو چوما اور اپنی موجودہ تاب و طاقت پر مغرور ہو کر قلعہ سے باہر نکلا مرحب کے بعد اگر کوئی قوی ہمت یہودیوں میں بچ رہا تھا تو یہی تھا عنتر اپنے ہم عصروں میں بہت بڑا شجاع اور بہت بڑا طاقتور اور بہت بڑا دلیر مشہور تھا علی مرتضیٰؑ سے مقابلہ کا ارادہ تو اس نے قلعہ ہی سے کر لیا تھا سامنے آتے ہی رجز میں یہ اشعار پڑھے۔

انا ابو للیث و اسمی عنتر شاکی اصلاح و ملادی خیبر
اشجع مفقال مزبرازور جھم عبوس بارز ممتر
عنداللبوث اللبوث قسور

"میں ابوالليث ہوں (شیروں کا باپ) اور میرا نام عنتر ہے۔ دریائے آہن میں غرق ہوں خیبر میرا مسکن ہے میں ایک نہایت شجاع اور بزرگ ہوں اور ایسا شیر غضب ناک ہوں جو ہمیشہ اپنا سینہ ابھارے رہتا ہے اور میں ترشرو و تلخ مزاج ہوں شیروں کے سامنے شیروں کو پھاڑ ڈالتا ہوں" فواتح ص ۳۳۰ اس کی رجز خوانی کے بعد جناب علی مرتضیٰؑ نے ان اشعار میں عنتر کو جواب دیا۔

انا علی البطل المظفر غشمشم القلب بنالک اذکر
و فی یمینی للقاء احضر یلع من جافیہ برق یزھر
للطعن و الضرب الشدید محضر مع النبی الطاھر المطھر
اختارہ اللہ العلی الاکبر الیوم یرضیہ و یخزی عنتر

(ترجمہ) "اے عنتر میں علیؑ ہوں اور ہمیشہ مظفر و منصور ہوں شجاع اور شیر دل ہوں اور اسی طرح لوگ مجھے یاد کرتے ہیں میرے ہاتھ میں وہ شمشیر آبدار ہے جس کی باڑہ بجلی کی مانند چمکتی ہے میں سخت نیزہ زنی اور تیغ افگنی کے لئے موجود ہوں اور اس پیغمبرؐ کے ساتھ ہوں جو پاک و پاکیزہ ہے جس پرور نے اس کو برگزیدہ کیا ہے وہی اس کو راضی اور خوشنودی کرے گا۔ اور عنتر کو ذلیل و رسوا کرے گا" فواتح میبذی ص ۲۴۰

عنتر میں اتنا تحمل کہاں تھا کہ وہ جناب رسولؐ خدا کے اوصاف اور مدحت اور اپنی بے وقعتی اور ذلت سنتا اور خاموش رہ جاتا تلوار کھینچ کر فوراً علی مرتضیٰؑ

سے مقابل ہوا اپنی شجاعت اور دلیری کے جوہر دکھلانے لگا آخر کار اس کا نتیجہ بھی وہی نکلا جو اورں کا۔ اس کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا چھلکنے کی دیر تھی اوپر علی مرتضیٰؑ کی ضرب لگی ادھر اس کا خون پانی ہو کر پانی پر بہنے لگا عنتر کا سا مشہور اور دلیر جوان مرد کی تیغ آزمائی اور معرکہ آرائی کے اشتیاق میں قلعہ والے اپنی پوشیدہ گاہوں سے نکل نکل کر اکٹھا ہو گئے تھے جنگ کے اخیر نتیجہ دیکھ کر ان کی آنکھوں سے خون بہنے لگا جناب علی مرتضیٰؑ نے ان تماشائیوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا

هذ ا لکم یا معشر الاحزاب من فالق الهامات و الرقاب
فاستعجلو الطعن و الضر اب و استبسلو اللموت و الماب
صبر کم سیفی الی العذ اب بعون ربی الواحد الوهاب

(ترجمہ) "اے گروہ اہل شرلو یہ ضرب اس تلوار کی ہے جو سروں کو اور گردنوں کو اڑا دیتی ہے اب بے عزتی اور نیزہ بازی میں جلدی نہ کرو اور معرکہ مرگ و بازگشت میں کود پڑو یاد رکھو کہ میری تلوار نے خدائے وہاب کی مدد سے تمہیں ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا کیا" فواتح میبذی ۱۱۷ دیوان ص ۶۴

قلعہ کے باقی ماندہ لوگوں میں یا ان میں جس کی طرف جناب علی مرتضیٰؑ نے مخاطب ہو کر یہ رجز پڑھا اور ان کو اپنے مقابلہ کی طرف آمادہ کرنا چاہا تھا اور کسی کو تو نہیں مگر مرہ ابن مردان دارمی کو البتہ اپنی شجاعت دلیری اور حمیت کا جوش آیا سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر قلعہ سے باہر نکلا اور اسد اللہ الغالب کے مقابل میں آ کر ذیل کے اشعار رجز پڑھنے لگا۔

انا الغلام العربی عند النسب احمی جواری و اذ ب عن حسب
و اقتل القرن الحربی عند الغضب الضرب و الطعن الشد ید انتصب

(ترجمہ) "میں جوان عربی النسل ہوں اپنے حسب و نسب کو درست رکھتا ہوں غصہ کے وقت جری پہلوانوں کا خون بہاتا ہوں اور تیغ زنی اور نیزہ بازی کے واسطے ہمیشہ سیدھا کھڑا رہتا ہوں" فواتح ص ۱۱۹

جناب علی مرتضیٰؑ نے اس کے جواب میں یہ اشعار پڑھے۔

انا علی و ابن عبدالمطلب احوالنبی المصطفی المنتجب

رسول رب العلمین قد غلب بینہ رب السماء فی الکتب
و کلکم یعلم لا قول کذ ب ولا برو رحین یدعی بالنسب
صافی الا دیم و الجبین کالذھب الیوم ارضہ یضرب و غضب
ضرب غلام ارب سن العرب الیس بحواز بھی عند النکب

اثبت لضرب سن حسام کاللھب

(ترجمہ) "میں علیؑ ہوں فرزند عبدا لمطلب' نبیؐ برگزیدہ اور بزرگ کا بھائی ہوں وہ رسولؐ رب ا لعلمین ہے جو ہمیشہ غالب رہتا ہے پروردگار آسمان نے اس کا ذکر آسمانی کتاب میں کیا ہے سب لوگ جانتے ہیں یہ بات جھوٹ نہیں ہے جس وقت اس کا نام حسب و نسب کے ساتھ ہوتا ہے اس کو سب جان جاتے ہیں اس کی جلد نہایت صاف اور پیشانی اس کی مانند طلائے بینش کے ہے آج میں اس کو اپنی تیغ زنی اور غیظ و غضب سے خوشنود کروں گا اور آج حملے کروں گا جو عرب کے ایک جوان دانش مند کو جو مصیبت کے وقت کسی طرح نہیں دبتا ہے کرنا چاہئے اے مرد اس تلوار کی ضربت کے لئے کھڑا رہ جو آتش شعلہ کی طرح چمک رہی ہے" فواتح میبذی ص ۱۱۹ مطبوعہ دہلی۔

رجز خوانی کے بعد حسب دستور جانبین سے مقابلہ کی نوبت آئی مرہ میدان میں پہنچا ٹھہرا دو تین وار کے بعد ذوالفقار کی ایک ضرب نے اس کا زور شور ٹھنڈا کر دیا اور وہ مقتول ہو کر اپنے ہمراہیوں میں جا ملا حارث ' مرحب' داؤد ابن ابی الحقیق' ربیع ' عنتر اور مرہ سات جوانوں کو جو فوج یہود کی جان تھے اور جن کے دست و بازو کی طاقت پر خیبر کے مستحکم قلعہ کی عمارت تھمی ہوئی تھی ایک علی مرتضیٰؑ نے کھڑے کھڑے چن لیا یہودیوں کی غیر اطمینانی مرحب کے مرتے ہی پھیل چلی تھی اب جوانوں کے پے در پے قتل ہو جانے سے ان کا انتشار و اضطرار اور زیادہ ہو گیا قلعہ تو بند تھا نہ کوئی حاکم تھا نہ محکوم نہ سوار تھے نہ پیادے جناب علی مرتضیٰؑ کے رجز سن کر جس کو غیرت آتی تھی یا یوں سمجھ لو جس کو موت بلاتی تھی وہ قلعہ سے باہر آتا تھا اب خیبر والے ہیں اور علی مرتضیٰؑ کی تیغ تیز ہے اور وہ میدان رست و خیز مرہ کو قتل فرما کر آپ اپنی شجاعت' جرأت'

جسارت اور فتح یابیوں کے جوش میں بڑھتے ہوئے قلعہ خیبر کے اور قریب آ گئے اور آسمان کی طرف نگاہ فرما کر اپنے خالص الایمانی کے پرزور جوش میں اپنے خدائے پاک کی درگاہ میں ذیل کے دعائیہ اشعار پڑھے۔

الیک ربی لا الی سوا کا اقبلت عملا اتبغی رضا کا
اسئلک الیوم بما دعا کا ایوب ادخل بہ بلا کا
ان بک منی فلدنا فصبا کا رب فبارک لی من لقا کا

(ترجمہ) "اے خدا میں تیرے سوا کسی کے پاس نہیں آتا آج دل سے تیری رضا چاہتا ہوں حاضر ہوا ہوں اور یہی دعا کرتا ہوں جو حضرت ایوب نے نزول بلا کے وقت کی تھی بار الٰہا اگر تیری قضا مجھ سے قریب آ گئی ہو تو اپنی ملاقات میرے لئے مبارک اور سزاوار کر ابھی یہ مناجات تمام نہ ہوئی تھی کہ یاسر خیبری نکلا مگر ڈرا اور سہما ہوا قلعہ سے اپنی بہادری کے جوش میں نکل تو پڑا مگر علی مرتضیٰؑ کے سامنے آتے ہی اس کے پاؤں تھرتھرانے لگے آپ نے خود اس کی طرف سبقت فرمائی اور فوج یہود کے باقی ماندہ لوگوں کو مخاطب فرما کر ارشاد کیا۔

ھنا لکم من الغلام الغالب من ضرب صلق و قصاء واجب
و فالق الھا مات و المناکب احمی بہ قمائم الکتائب

(ترجمہ اشعار) "اے گروہ کفار یہ ضرب اور قضائے مبرم تمہارے لئے اس جوان کی طرف سے ہے جو غالب رہنے والا ہے سردار شانوں کو کاٹ ڈالتا ہے اور بڑے بڑے لشکروں کا حامی ہوتا ہے" فواتح میندی ص ۱۱۷ دیوان ص ۶۳

اب تک قلعہ والوں میں کچھ جان باقی تھی حالانکہ وہ انتہا درجہ کی پریشانی اور غیر اطمینانی کی حالت میں تھے مگر تاہم علی مرتضیٰؑ کی جرأت و ہمت دیکھ کر ایک نہ ایک کو کسی قدر غیرت آ ہی جاتی تھی یاسر خیبری ایک مشہور دلاور تھا وہ سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر مقابلہ کے لئے قلعہ سے باہر نکلا مقابل تو کچھ دور تھا ہی نہیں سامنے آتے ہی ذیل کے اشعار رجز خوانی میں شروع کر دیئے۔

قد علمت خیبر انی یاسر شاکی السلاح بطل معافر
اذ اللیوث اقبلت بنادر و احجمت عن صولتی تجاذر

(ترجمہ اشعار) "اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں یاسر شجاع دریائے آہن میں غرق ہوں اور پہلوان ہوں جو اپنے آپ کو دریائے جنگ میں ڈال دیتا ہے جب کہ شیران درندہ میرے مقابلہ کو آتے ہیں اور ڈرتے ہوئے میرے حملہ کے خوف سے پلٹ جاتے ہیں ایسے ہنگامہ میں میری نیزہ بازی سے موت دست بستہ حاضر رہتی ہے" فواتح میبذی ص ۲۳۹

علی مرتضیٰؑ نے اس رجز کے جواب میں اپنی سیف زبان کے یوں جوہر دکھائے

اتبعا و تعسالک یا بن الکافر انا علی هازم العساکر
انا الذی اضربکم و ناضر اله حق وله مهاجر
اضربکم بالسیف فی المصاغر اجود بالطعن و ضرب ظاهر
مع ابن عمی و السراج الزهرا حتی تدینو اللعلی القادر
ضرب غلام صارم ماهر

(ترجمہ اشعار) "اے ابن الکافر تیرے لئے ہلاکت ہو میں علیؑ ہوں لشکروں کا پسپا کر دینے والا اور وہ شخص ہوں کہ تلوار سے ضرب لگاتا ہوں میرا مددگار میرا پروردگار برحق ہے اسی کے لئے میں نے ہجرت کی ہے میں بہت ذلت سے تجھے قتل کر ڈالوں گا اور نیزہ بازی اور تیغ زنی سے کبھی بخل نہ کروں گا میں اپنے پسر عم اور شمع روشن کے ساتھ ہوں اور جب تک کہ تم سب لوگ پروردگار قاہر و برتر کی اطاعت نہ کرو گے میں جہاد کئے جاؤں گا ایسی ضرب لگاؤں گا جو دشمنوں کی کاٹ ڈالنے والی جوان اور ماہر فن حرب کی ضربت ہو" فواتح میبذی ص ۲۴

اس رجز خوانی کے بعد طرفین سے تھوڑی تیغ زنی کی نوبت بھی آئی مگر تاہم علی مرتضیٰؑ کی شمشیر برق تاثیر سے یاسر کو پناہ نہیں ملنے والی تھی نہ ملی ایک کاری ضرب کھا کر گھوڑے سے زمین پر آ رہا اور ٹھنڈا ہو گیا یاسر کو مار کر جناب اسد اللہ الغالب نے پھر خیبریوں کو مخاطب فرمایا اور ذیل کے اشعار ارشاد فرمائے۔

ینصرنی ربی و خیر ناصر امنت بالله بقلب شاکر
ان طعانی فیه موت حاضر

اضرب بالسیف علی المغافر . مع النبی المصطفٰے المهاجر
(ترجمہ اشعار) "اے کفار پروردگار جو بہترین مددگار ہے میری مدد کرتا ہے میں پروردگار پر ایسے سچے دل سے ایمان لایا ہوں جو اس کا شکر گزار ہے اور نبی برگزیدہ اور ہجرت کنندہ کے ساتھ پہلوانوں کے مغفروں پر تلواریں لگایا کرتا ہوں" فواتح میبذی ۲۴۰

یاسر کے بعد صحیح خیبری ان کے مقابل ٹھہرا مگر آپؑ نے اس کے مقابلہ میں اتنی عجلت سے کام لیا کہ نہ صحیح ہی کو کچھ کہنے دیا اور نہ کچھ خود ہی فرمایا صحیح اور اس کی قضا میدان میں ساتھ آئی اور آتے ہی علی مرتضٰی علیہ السلام کی ایک ضرب میں دو نیم ہو کر خاک پر لوٹنے لگا صحیح کے قتل میں آپ نے اتنی تیز دستی سے کیوں کام لیا اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ اتنے پہلوانوں کو تہ تیغ کر کے علی مرتضٰیؑ کو خیبریوں کے رہے سہے جرأت و ہمت کا پورا اندازہ ہو چکا تھا کوئی ایسا شیر دل جوان قلعہ میں نہیں دکھائی دیتا تھا جو کامل طور سے مقابلہ کرتا اور جم کر لڑتا دروازہ بند تھا اور فوج پوشیدہ مقابل کا آئندہ انتظار بیکار دیکھ کر جناب علی مرتضٰیؑ نے پہلے مقابلہ سے قلعہ کا چھین لینا ضروری سمجھا اور یہی مناسب بھی تھا کیونکہ اب تک مقابل کا انتظار اگر اسی طرح سے برابر کیا جاتا اور اسی طرح سے یہود ایک ایک کر کے باہر نکلا کرتے تو پھر اس مقابلہ میں اتنا طول کھنچتا کہ شاید کئی مہینوں تک جناب علی مرتضٰیؑ کو جنگ خیبر سے فرصت نہ ملتی فوج اسلام سے لشکر کفار کی جمعیت کہیں زیادہ تھی اگر بیس بیس تیس تیس یہود بھی روز مارے جاتے تو جناب علی مرتضٰیؑ کو فتح خیبر میں برسوں کی مدت گزر جاتی لشکر اسلام پر فتح یاب ہونے کے گمان جو یہودیوں کے نزدیک یقین کے درجہ تک پہنچے ہوئے تھے علی مرتضٰیؑ کی شجاعت نے بالکل مٹا دیئے ان کے چہروں سے یقین اور اطمینان کی جگہ انتشار اور پریشانی ظاہر ہونے لگی اتنے مشہور اور دلیر جوانوں کے مارے جانے پر کہ جن کے ذریعہ سے وہ ہزیمت اسلام کی امید قوی رکھتے تھے وہ اپنی کامیابی سے بالکل مایوس ہو گئے تھے نہ ان میں وہ جوش باقی رہا تھا نہ ہمت نہ قوت تھی نہ طاقت ایسی حالت میں غنیم کو باری باری مقابلہ کے لئے اتنا وسیع وقت دینا اصول جنگ کے خلاف تھا بقیتہ السیف یہودیوں کے لئے اس وقت وہی ہر طرح سے

مناسب تھا جو جناب علی مرتضیٰؑ نے تجویز فرمایا علی مرتضیٰؑ کی قتل صحیح میں جلدی صاف صاف بتلا رہی ہے کہ آپ اس موقع کو خوب سمجھ چکے تھے اور اب مجبور شدہ غنیم کو ذرا بھی فرصت دینا نہیں چاہتے تھے بہر حال انہیں خیالوں سے جناب اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب نے صحیح کو میدان میں آتے ہی تہ تیغ کیا اور اس کو زمین پر لوٹتا چھوڑ کر فوج یہود کو مخاطب فرما کے یہ اشعار پڑھے۔

انا علی ولدتنی بنی ہاشم لیث حروب للرجال قاصم
معصوصب فی بقعہما و مقام من یلقنی بلقاہ موت ہاجم

(ترجمہ اشعار) "اے گروہ اشقیاء میں علی ہاشمی ہوں۔ معرکہ ہائے حرب کا شیر ہوں پہلوانوں کو قتل کرنے والا ہوں۔ میدان جنگ میں جب پہلوانوں کے مقابلہ سے تتق گرد اوڑانے لگتا ہے اس وقت میں اسی مقام پر جما رہتا ہوں اور جو میرے سامنے آتا ہے وہ گویا اپنے مرگ مفاجات کے سامنے آتا ہے" فواتح میبذی ص ۴۱۸

یہودیوں کی وہ فوج جو قلعہ کی محافظت کے لئے دروازہ پر معین تھی۔ علی مرتضیٰؑ کی پر تاثیر تقریر سن کر ایکباری دہشت زدہ ہو گئی خائف تو وہ پہلے ہی سے ہو رہی تھی اور کیوں نہ ہوتی اتنے جرار سے جرار اور نمودار سے نمودار جوانوں کو قلعے سے نکلنے اور ذوالفقار سے دو ہوتے دیکھ رہی تھی حارث کہ ایسا جوان مرحب کے لئے شہ زور عنتر کے ایسے قوی ابن ابی الحقیق کے ایسا رئیس اور سردار قبیلہ کو علی مرتضیٰؑ کی تیغ آبدار سے دو ٹکڑے ہوتے ہوئے آنکھوں سے دیکھ چکی تھی ان کی علی مرتضیٰؑ کے آگے کچھ نہ چلی تو یہ معمولی سپاہیوں کی بھرتی علی مرتضیٰؑ کے سامنے کیا ٹھہرتی افسر پہلے ہی مارے جا چکے تھے اب بے سردار کی فوج باقی رہ گئی تھی وہ کیا کر سکتی تھی جناب اسد اللہ الغالب ایسی کچھ دور بھی نہ تھے فوراً" شمشیر آبدار میان سے نکال کر ان پر جا پڑے اور اپنی سرعت اور تیز دستی کے جوہر دکھانے لگے جنگ سے یہودیوں کے دل ہی اکھڑ گئے پھر پاؤں کیا جمتے فوراً" منتشر ہو گئے اور کسی کو اتنی غیرت بھی نہ آئی کہ میدان جنگ سے بھاگتے بھاگتے دو ہاتھ تو لڑ لیتے جب جناب علی مرتضیٰؑ نے دو چار حملوں میں فوج یہود کی یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو ان بھاگنے والوں کی طرف باواز بلند یہ اشعار پڑھے۔

هنا من الغلام الهاشمی من ضرب صلق فی ذری الکائم
ضرب یقود سعر الجماجم بصارم ابیض ای صارم
احمی بہ کتائب القماقم عند مجال الخیل بالا قادم

(ترجمہ اشعار) "قلعہ کے بھاگنے والے کی طرف کہاں بھاگتے ہو۔ تمہارے مغزوں پر سچے ہاتھ کی ضرب پڑا چاہتی ہے اس جوان کے ہاتھ سے جو ہاشمی ہے ایسی ضرب جو سر کے بالوں تک کو کھینچ لاتی ہے اس تیغ آبدار کی ضرب سے جو نہایت ہی تیز ہے اور سفید رنگ ہے۔ دیکھو تو کیسی تلوار ہے نہ صرف اس سے لڑتا ہی ہوں بلکہ میں اس تلوار سے ان جنگوں کے میدان میں کہ جہاں گھوڑے اپنے پاؤں سے زمین کو پامال کرتے پھرتے ہیں اپنے بزرگوں کے لشکر کی حمایت بھی کرتا ہوں" فواتح میبذی ص ۴۱۸

قلعہ کے نیچے دروازہ کے پاس اس باقی ماندہ فوج سے کچھ تیغ زنی کی نوبت بھی آئی مگر یہ مقابلہ یا یہ جنگ قابل لحاظ نہیں انہیں بزدلوں میں سے کسی نے آپ کے سر پر ایک ضرب لگائی آپ کے ہاتھ سے سپر جاتی رہی وہ بزدل تو نگاہوں میں غائب ہو گیا مگر اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب کا جوش شجاعت اس بزدلانہ حرکت پر اور زیادہ ہو گیا آپ نے صرف اپنی شمشیر آبدار سے کام لینا شروع کیا سامنے کی صف کو پسپا کر کے آپ نہایت غیظ و غضب کے ساتھ دروازے کی طرف جھپٹے دروازہ تو پہلے ہی سے بند تھا آپ نے اس کے آہنی حلقہ میں ہاتھ ڈال کر اور اس کو کئی بار جھٹکا دے کر تکبیر کے نعرے کے ساتھ

وہ در اکھاڑا تھا جو گراں سنگ سخت سے جس طرح توڑ لے کوئی پتا درخت سے

(میر انیس مرحوم)

ایسے گراں بار قلعہ کا کھلنا تھا کہ قلعہ داروں کی قلعی کھل گئی یہودیوں میں جس قدر ہمت اور جرأت والے تھے وہ دروازے پر کھڑے تھے اور جو بزدل تھے وہ قلعہ کے اندرونی حصوں میں پوشیدہ ہو گئے تھے جناب اسد اللہ الغالب لشکر اسلامی کو لے کر ایک شجاع دلیر اور صاحب ہمت فاتح کی پوری شان سے قلعہ میں داخل ہوئے اور بقیۃ السیف یہودیوں کو جو اس وقت تک اپنی زندگی کے دن اور کفر کا دم بھر رہے تھے تہ تیغ کر لیا

اس وقت یہودیوں میں وہی انتشار تھا جو جانوروں کے گلہ میں کسی شیر غضب ناک کے دفعتا" جانے سے پیدا ہو جاتا ہے کوئی کسی کا پرساں نہیں تھا اب نہ بنی نضیر کی خبر بنی کنانہ کو تھی نہ بنی قینقاع کی خبر بنی غطفان کو نہ سردار کی حفاظت جسمانی کا خیال نہ قلعے اور اہل قلعے کی پرواہ ہر شخص کو اپنی جان کی پڑی تھی اور قلعہ بھر میں قیامت برپا تھی۔ لشکر اسلام تعاقب میں مصروف تھا قلعہ کے موجودہ یہودی جو سرسے مجبور کمزور اور از حد خائف ہو رہے تھے فورا" بھاگے مارے گئے جو پکڑے گئے پکڑے گئے جو بچ گئے وہ اپنی جان کو غنیمت سمجھ کر ایسا بھاگے کہ پھر خیبر کی طرف جھوٹوں بھی نہ دیکھا ایسی کامل اور لاجواب فتح کے بعد جناب علی مرتضیٰؑ نے قلعے والوں کو گرفتار کر کے ان کا جائزہ لیا بہت یہودی گرفتار ہوئے ایک معتدد رقم غنیمت بھی ہاتھ میں آئی انہیں مقیدین میں صفیہ بنت حی بن اخطب قلعہ خیبر کی رئیسہ اور سلطانہ بھی تھیں جو مشرف باسلام ہو کر جناب سید المرسلین و امہات المومنین میں داخل ہوئیں بقیہ مقیدین یہود خدمت علی مرتضیٰؑ میں اپنی جانوں کی امان مانگنے لگے یہ وہی یہودی تھے جو آج پانچ برس سے اسلام کے فریق مخالف ہو رہے تھے اور ایسے مخالف جو آپ تو آپ دوسروں کو بھی اسلام کی عداوت اور جناب رسول خدا صلعم کی خصومت پر ان کے گھر جا جا کر آمادہ اور مستعد کرتے تھے۔ یہ وہی یہود ہیں جو خندق سے جنگ عظیم میں شریک تھے اور شریک بھی کیسے شریک غالب اگر یہود قریشیوں کے ساتھ اس لڑائی میں ساتھ نہ دیتے اور اپنے قبیلہ کے لوگوں سے ہتھیاروں سے مال و اسباب سے ان کی پوری مدد نہ کرتے تو واقعی ابوسفیان کو خندق جیسی جنگ عظیم کی کبھی جرأت نہ ہوتی اس کے علاوہ یہ وہی یہود ہیں جنہوں نے آج پانچ برس سے خیبر کو مخالفین اسلام کی ایک کالونی یعنی آبادی (COLONY) قرار دے رکھا تھا اور کئی برس سے وہاں استیصال اسلام اور مخالفت جناب سید الانام علیہ السلام کے اسباب فراہم کرتے تھے قلعوں کو آراستہ کیا فوجوں کو درست کیا چاروں طرف سے شرکائے جنگ کو بلایا یہاں تک کہ اپنے پاس سے دس ہزار کی پوری جمعیت تیار کر لی پھر اسلام سے مقابلہ کیا تو ایسے ہو گئے کہ ایک بار کیا دو دو تین تین بار اسلام کو اپنے منہ نہ چڑھنے دیا جب فوج اسلامی سے مقابلہ ہوا ہزیمت دی اور

پسپا کیا کبھی ایسے بھی عروج پر قسمت تھی اور ایسی ذلت نصیب ہوئی کہ ہاتھوں کو جوڑے آنکھوں کو جھکائے سروں کو نیہوڑائے قطار کی قطار پچاس' ساٹھ یہود جناب رسالت مابؐ کی خدمت میں کھڑے ہیں اور نہایت لجاجت نہایت سماجت سے اسی حالت میں اپنی عرض حال کر رہے ہیں تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر آخر کار جناب رسولؐ خدا کے خلق عمیم نے ان کے ایسے خو نخوار اور سفاک دشمنوں کی طرف سے بھی روئے شفقت نہ پھیرا اور ان کی التجا کو قبول فرمایا ان کی جان بخشی کی اور ذیل کے شرائط منظور ہو کر جانبین سے ان پر دستخط ہو گئے۔

(۱) تمام اہل خیبر کو اور ان کے اہل و عیال کو جان سے امان دی جائے۔
(۲) تمام اہل خیبر اپنا مال و اسباب تاوان جنگ کے طور دے دیں لیکن اگر کوئی شخص اپنا مال چھپا رکھے تو اس سے جان اور اہل و عیال کے امن کا معاہدہ قائم نہ رہے گا۔
(۳) تمام زمین خیبر ان کی ملکیت میں نہ رہے گی مگر وہ صرف اپنے گھروں میں آباد رہیں گے اور اپنی زمینوں پر بھی قابض رہیں گے اور ان کی پیداوار کا نصف حصہ بطور خراج دیا کریں گے کسی بد عہدی پر جناب رسالت مابؐ کو اختیار ہو گا کہ ان کو جلا وطن فرمائیں (اعجاز التنزیل ۴۰۲)

علی مرتضیٰؑ نے جنگ خیبر میں جناب رسول خدا کی لاا عطین الرا یۃ کی پیشین گوئی کو نہایت خوبی سے ظاہر فرما کر ثابت کر دیا کہ اسلام کے اتنے معزز اور دلاور جوانوں میں اس اعلیٰ درجہ کے خطاب سے مخاطب اور فاتح خیبر کہلانے کے لائق اگر کوئی شخص تھا تو وہ ہم تھے جس نے اسلام کی ہزیمت یافتہ لشکر کو اپنی شجاعت اور اپنی جرأت دکھلا کر تازہ دم کر دیا اور انہیں مخالفین کے مقابلے میں جن کے دل اس وقت اور بڑھے ہوئے تھے بے باکانہ چلا گیا اور تھوڑی دیر میں اپنی شمشیر شجاعت کے ایسے جوہر دکھلائے کہ غنیم کے بڑے نمودار جوان خیبر کے میدان میں کھیت رہے نہ حارث کا نشان تھا نہ مرحب کا پتہ نہ عنتر کا ٹھکانا نہ یاسر کی خبر غرض ان سب کو قتل فرما کر جناب علی مرتضیٰؑ نے خیبر کی فتح حاصل فرمائی یہ فتح وہی فتح تھی جس کے اشتیاق اور

انتظار کے لئے جناب رسالتمابؐ کی پاک بشارت نے تمام اہل اسلام کو کئی دن سے بے چین کر رکھا تھا۔ جناب اسد اللہ الغالب خیبر کے قلعے کو فتح فرما کر جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرتؐ ان کو آتا دیکھ کر اس قدر مسرور ہوئے کہ اپنے خیمہ سے باہر نکل آئے ان کا استقبال فرمایا چھاتی سے لگایا اور آنکھوں کا بوسہ لے کر (عرب میں یہ غایت درجہ کی محبت و الفت کا اظہار ہوتا ہے) فرمانے لگے یا علیؑ میں تمہاری سعی مشکور سے نہایت خوش ہوا خدا بھی خوش ہے اور اس کے تمام فرشتے بھی ۔ معارج النبوۃ رکن چہارم ص ۲۱۶ علامہ میبذی اخطب خوارزمی اور ملا سید علی ہمدانی کے اسناد کے مطابق آنحضرت نے اس موقع پر نہایت طولانی حدیث جناب علی مرتضیٰؑ کے فضائل میں بیان فرمائی جسے ہم بخوف طوالت اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ یوم فتحت خیبر لو لا ان تقول طائفۃ امتی ما قالت النصاری فی عیسی ابن مریم لقلت فیک الیوم مقالا یحیث لا قمر علی ملاء من المسلمین الا اخذ والتراب سر بخت رجلیک و فضل ظھورک یستفشون بھما و لکن حسبک الا ان تکون منی و انا منک ترثنی وارثک و انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی یا علی انت تو دی دینی و تقاتل علی سنتی و انت فی الآخرۃ اقرب الناس منی و انک غدا علی الحوض خلیفتی و انت اول من یرد علی الحوض و انت اول داخل فی الجنۃ من امتی حربی حربک سلمی سلمک و سری سرک و علانیتی علانیتک و سریرۃ صدری کسریرہ صدرک و انت باب علمی و ان ولدک ولدی و لحمی لحمک و دمی دمک و ان الحق معک و الحق علی لسانک و فی قلبک و بین عینیک والایمان مخالط لحمک و دمک کما خالط لحمی و دمی و ان اللہ تعالٰی امرنی ان ابشرک انک انت و عترتک فی الجنۃ و عدوک فی النار لا یرد علی الحوض مبغض لک و لا یغیب عنہ محب لک قال علی علیہ السلم فخررت ساجدا اللہ تعالٰی و حمدتہ علی ما من علی من الاسلام و القران و جنبنی الی خاتم النبین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ○

ینابیع المودۃ ص ۲۳ مطبوعہ قسطنطنیہ جناب علی مرتضیٰؑ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فتح خیبر کے دن کہ اگر تمہاری نسبت میری

امت کے لوگ وہ باتیں نہ کہنے لگتے جو نصاریٰ حضرت عیسیٰ مریم علیہ السلام کی نسبت کرتے ہیں تو میں آج تمہاری شان میں وہ باتیں کرتا کہ جدھر تم جاتے اور اس طرف مسلمان ہوتے تو وہ تمہارے قدم کی گرد تک نہ چھوڑتے اور بچے ہوئے آب طہارت سے شفائے کلی حاصل کرتے تاہم اسی قدر کہنا کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے تم میرے وارث اور میں تمہارا وارث تم مجھ سے وہی ہو جو ہارونؑ موسیٰؑ کے تھے لیکن میرے بعد نبی نہ ہو گا تم میرا قرض ادا کرو گے تم میری سنت پر جہاد کرو گے تم روز آخرت سب میں مجھ سے قریب ہو گے تم حوض کوثر پر سب سے پہلے میرے پاس پہنچو گے تم سے جنگ کرنا مجھ سے جنگ کرنا ہے تمہاری صلح میری صلح ہے تمہارا راز میرا راز ہے تمہارا اعلان میرا اعلان ہے جو تمہارے سینے میں ہے وہ میرے سینے میں تم میرے شہر کے در ہو تمہاری اولاد میری اولاد ہے تمہارا گوشت میرا گوشت ہے تمہارا خون میرا خون ہے۔ حق تمہاری زبان پر ہے حق تمہارے دل میں ہے حق تمہاری آنکھوں میں ہے اور ایمان تمہاری رگ و پے میں اس طرح مخلوط ہے جس طرح میری رگ و پے میں اے علیؑ میں خدا کے حکم سے تم کو بشارت دیتا ہوں کہ تم اور تمہارے دوست جنتی اور دشمن دوزخی ہیں اور وہ کبھی حوض کوثر تک نہیں پہنچ سکتے اور کوئی دوست تمہارا کبھی حوض کوثر سے محروم نہیں رہ سکتا جناب علی مرتضیٰؑ فرماتے ہیں یہ سن کر میں خدا کے سجدے میں جھک گیا اور حمد خدا بجالایا کہ اس نے اسلام اور قرآن کی نعمت مجھے عطا کی اور جناب خاتم النبیینؐ کا محبوب قرار دیا"انخاف"[1]

حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے خیبر کے واقعہ کو ذیل کے اشعار میں نظم فرمایا ہے جس کو ہم عینی شرح بخاری کی اسناد سے لکھتے ہیں۔

و کان ارمد ا بعین ینبغی　　دواء فلما لم یجد مداویا
شفاء رسول اللہ بنقلہ　　و بورک رقبا و بورک راقیا
اعطی الرایتہ الیوم فارسا　　فداک محب الرسول موانیا
یحب الا للہ و الا لہ یحب　　فیضح ھائک الحصون التوالیا
محض بھادون البریتہ کلھا　　علیا و سماہ الوصی المواخیا

(ترجمہ اشعار) "علیؑ کو آشوب چشم تھا اور وہ دوا تلاش کرتے تھے پس جب کہ کوئی دوا کرنے والا نہ پایا تو رسول اللہ صلعم نے ان کو اپنے لعاب دہن سے شفا دی اور مبارک تھا وہ فسوں اور مبارک تھا وہ افسوں کرنے والا اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آج کے دن اپنا علم اس شخص کو سپرد کروں گا جو رسول اللہ کو دوست رکھتا ہے اور موافقت کرنے والا ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ دوست رکھتا ہے وہ فتح کرے گا۔ ان سب قلعوں کو جو لگاتار ہے پس مخصوص کیا علیؑ کو آنحضرت نے تمام خلقت میں اور ان کا نام وصی اور اخی رکھا ہے" السراج المبین ص ۱۰۳ سطر ۱۰

حیات القلوب

شیخ مفید، شیخ طبرسی، قطب راوندی، ابن شہر آشوب اور تمام راویان و محدثان خاصہ و عامہ نے مختلف سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غزوہ حدیبیہ سے واپس آکر بیس روز مدینہ میں قیام فرمایا اس کے بعد خیبر کے قلعوں کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ جب خیبر کے قریب پہنچے فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ تمام ہمراہی کھڑے ہو گئے تو حضرتؐ نے یہ دعا پڑھی **اللھم رب السموات السبع وما اضللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن انا نسئلک خیر ھذہ القریتہ و خیر اھلھا و خیر ما فیھا ونعوذبک من شر ھذہ القریتہ وشر اھلھا وشر ما فیھا** اس کے بعد فرمایا کہ خداوند رحمٰن و رحیم کے نام کے ساتھ آگے بڑھو۔ پھر حضرتؐ نے ان اہل خیبر کا محاصرہ کیا اور خود ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ باقی اس تمام روز اور دوسرے روز ظہر تک گزارا پھر منادی کرا دی تو لوگ حضرتؐ کے پاس جمع ہوئے وہاں حضرتؐ کے پاس ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ حضرتؐ نے لوگوں سے بیان فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ یہ شخص آیا اور میری تلوار نیام سے نکال لی۔ جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ میرے سرہانے کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ بتاؤ اس وقت تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ میں نے کہا خدا بچا سکتا ہے تو اس نے تلوار پھینک دی اور اس طرح بیٹھا ہے اور بقدرت خدا حرکت نہیں کر سکتا۔ پھر حضرتؐ نے اس کو معاف کر دیا اور چھوڑ دیا بیس روز بعد زیادہ محاصرہ، خیبر کو گزر گئے۔ حضرتؐ کا علم امیرالمومنینؑ کے ہاتھ میں تھا۔ پھر جناب امیرؑ کی آنکھیں آشوب کر آئیں اور ان میں نہایت شدت کا درد پیدا ہوا۔ اہل خیبر سے مسلمان قلعہ کے باہر ہی جنگ کرتے رہے۔ یہودیوں نے قلعہ کے گرد خندق کھود رکھی تھی۔ ایک روز مرحب یہودی جو شجاعت میں مشہور تھا لشکر گراں لے کر خیبر سے باہر نکلا اور جنگ کے آمادہ ہوا۔ آنحضرتؐ نے علم لشکر ابوبکر کو دیا اور گروہ مہاجرین وانصار کے ساتھ ان کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ وہ گئے اور شکست کھا کر چلے آئے وہ اپنے ساتھیوں کو ملامت کر رہے تھے اور لشکر ان کو برا بھلا کہہ رہا تھا دوسرے روز حضرتؐ نے علم لشکر

عمر کو دیا اور مقابلہ کے لئے بھیجا۔ وہ تھوڑی دور گئے تھے کہ بھاگ آئے۔ اور لشکر ان کو بزدل کہہ رہا تھا اور وہ لشکر کو۔ آخر حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس علم کے سزا وار نہیں ہیں۔ کل میں علم اس کے ہاتھ میں دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ جنگ میں بڑھ بڑھ کر حملے کرنے والا ہے ' وہ بھاگنے اور پیٹھ پھیرنے والا نہیں ہے ' خدا اسی کے ہاتھ پر فتح عنایت کرے گا۔ یہ سن کر اس رات تمام صحابہ اس علم کی تمنا میں سوئے کہ شاید کل علم اس کو مل جائے۔ صبح کو سب اسی کی آرزو میں آنحضرتؐ کی خدمت میں دوڑے ہوئے آئے۔ حضرتؐ نے فرمایا علیؑ ابن ابی طالب کہاں ہیں لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو حاضر کرو۔ جب لوگ ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرتؐ کے پاس لائے۔ آپؐ نے فرمایا اے علیؑ کیسا درد ہے ؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ ایسا درد ہے کہ کوئی چیز نہیں دیکھ سکتا ہوں اور سر پھٹا جاتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ ۔ اور اپنا سر میری گود میں لاؤ۔ پھر اپنا بابرکت لعاب دہن اپنے دست مبارک سے حضرت علیؑ کی آنکھوں اور سر پر ملا اور فرمایا **اللھم قد الحر و البرد** خداوند اس کو گرمی و سردی سے محفوظ رکھ۔ اس کے ساتھ ہی حضرتؑ کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور درد سر و چشم زائل ہوگیا۔ پھر حضرتؐ نے اپنا سفید رایت ان کو عطا فرمایا اور فرمایا جاؤ جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں اور نصرت تمہارے آگے چل رہی ہے اور خوف و رعب ان مشرکین کے دلوں میں طاری ہوگیا۔ اے علیؑ یاد رکھو کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص کہ ان کو ہلاک کرے گا اس کا نام ایلیا ہے۔ تو تم ان سے کہنا کہ میں علیؑ ہوں۔ انشاء اللہ وہ ذلیل ہوں گے۔ امیرالمومنینؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں ان سے یہاں تک جنگ کروں کہ وہ ہمارے مثل ہو جائیں یعنی مسلمان ہو جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا آہستہ آہستہ ان کے میدان میں پہنچو اور ان کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو حقوق خدا سے جو ان پر واجب ہیں آگاہ کرو۔ خدا کی قسم اگر خدا ایک شخص کی بھی تمہارے ذریعہ سے ہدایت کرے تو اس سے بہتر ہے کہ شتران سرخ تمام کے تمام تم کو مل جائیں۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں روانہ ہوا اور ان کے قلعوں کے قریب پہنچا۔ مرحب قلعہ سے باہر

نکلا۔ زرہ پہنے ہوئے' خود سر پر رکھے ہوئے اور ایک گراں پتھر سوراخ کر کے اپنے سر پر بالائے خود رکھے ہوئے تھا اور رجز پڑھنے لگا کہ خیبر کے یہودی جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں ' اپنے ہتھیاروں میں غوطہ لگانے والا ہوں اور دلیری کا حربہ رکھتا ہوں۔ اس کے جواب میں میں نے کہا میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدرؑ رکھا ہے ' شیر زیاں کے مانند میدان میں قدم رکھتا ہوں ' تم کو دانہ کے مانند زمین سے اٹھا کر پھینک دوں گا۔ جب دو وار دونوں طرف سے رد ہوئے میں نے ایک ضربت اس کے سر پر لگائی ' جس سے وہ پتھر اور خود اور اس ملعون کا سر دو ٹکڑے ہوگیا اور میری تلوار نے اس کے دانتوں کو توڑ ڈالا اور وہ گھوڑے سے چکر کھا کر زمین پر گر پڑا۔ دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ میں ہوں علی ابن ابو طالب۔ ان کے عالموں میں سے ایک شخص نے کہا تو اب مغلوب ہو گئے اس کتاب کی قسم جو خدا نے موسیٰؑ کے لیے بھیجی تھی۔ پھر تو رعب عظیم ان کے دلوں میں پیدا ہوگیا۔ جب حضرتؑ نے مرحب کو قتل کیا تو جو لشکر اس کے ساتھ تھا قلعہ میں بھاگ کر اس نے دروازہ قلعہ کو بند کرلیا۔ وہ بہت بڑا دروازہ نہایت مضبوط تھا کہ بیس آدمی اور ایک روایت کے مطابق چالیس آدمی اس کو بند کرتے اور کھولتے تھے۔ امیرالمومنینؑ نے قوت ربانی کے ساتھ اس دروازہ کو پکڑ کر اس طرح ہلایا کہ تمام قلعہ لرز گیا اور دوازہ کو اکھاڑ لیا اور ماتھ میں لے کر جنگ کرنے بڑھے یہان تک کہ فتح کرلی تب دروازہ کو پھینک دیا۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ میں چھ افراد کے ساتھ گیا تاکہ ہم مل کر اس کو حرکت دیں لیکن ہلا نہ سکے۔ عامہ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جابرؓ بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ نے روز خیبر دروازہ کو ہاتھ میں پکڑلیا اور خندق پر پل بنادیا جس پر سے تمام مسلمان گزر کر قلعہ میں پہنچے۔ اس کے بعد جو دروازہ کو پھینکا تو چالیس افراد اور بروایتے ستر اشخاص نے مل کر چاہا کہ اس دروازہ کو اٹھائیں لیکن نہ اٹھا سکے۔ اور ابو عبداللہ جدلی کہتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ آپ نے کتنا وزن اٹھا رکھا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا اس کی گرانی میرے لیے اس سپر کے برابر معلوم ہوتی تھی۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ روز خیبر ایک بلند قامت بڑے سر والا مرد

قلعہ سے نکلا جس کو موجب کہتے تھے اور یہودی اس کی شجاعت اور مال کی زیادتی کے سبب سے اس کو اپنا امیر مانتے تھے۔ صحابہ میں سے جو شخص اس کے مقابلہ پر جاتا تھا وہ کہتا کہ میں مرحب ہوں اور اس پر حملہ کرتا تو وہ صحابی بھاگ جاتا تھا مرحب کی ایک دایہ تھی جو کاہنہ تھی اور مرحب کو اس کی جوانمردی تنومندی اور عظیم الخلقت ہونے کے سبب بہت دوست رکھتی تھی اور اکثر اس سے کہا کرتی تھی تو جس سے چاہے جنگ کرنا لیکن وہ شخص تجھ پر غالب رہے گا جو یہ کہے گا کہ میرا نام حیدرؑ ہے اگر اس کے مقابل کھڑا ہوگا تو قتل ہوگا۔ مرحب نے بہت سے مسلمانوں سے جنگ کی اور سب کو شکست دے دی۔ آخر لوگوں نے آنحضرتؐ سے شکایت اور التجا کی کہ امیرالمومنینؑ کو اس کے مقابلے کے لیے بھیجیں۔ تو حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو بلایا اور فرمایا اے علیؑ جاؤ اور مرحب کے شر سے ہم کو نجات دلاؤ جب امیرالمومنین نے یہودیوں کے قلعہ کی طرف رخ کیا خدا کا نام لیا اور مردانہ وار مرحب کے مقابلہ پر آئے مرحب خوفزدہ ہو کر واپس چلا گیا۔ پھر پلٹ کر آیا اور کہا میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام مرحب رکھا ہے حضرتؑ اس کی طرف جھپٹے اور فرمایا میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدرؑ رکھا ہے۔ مرحب نے جو یہ سنا دایہ کی نصیحت یاد آئی اور بھاگا اسی وقت شیطان علمائے یہود میں سے ایک عالم کی شکل میں سر راہ ظاہر ہو کر بولا تو کہاں بھاگتا ہے اس نے کہا یہ جوان کہتا ہے کہ میرا نام حیدرؑ ہے شیطان نے کہا تو پھر کیا ہوا اگر حیدرؑ ہے۔ اس نے کہا تیرا منہ کالا ہو حیدرؑ کیا دینا میں ایک ہی شخص کا نام ہے۔ تو باوجود اس عظیم جسم اور بلند شوکت کے ایک عورت کے کہنے سے اس جوان سے بھاگتا ہے حالانکہ عورتوں کی اکثر باتیں غلط ہوتی ہیں اگر اس نے سچ بھی کہا ہو تو حیدرؑ نام کے دنیا میں بہتیرے ہیں۔ واپس جا۔ شاید تو اس کو قتل کرے اور اپنی قوم میں سب سے بلند ہو جائے۔ اور میں تیرے پیچھے یہودیوں کی ہمت بڑھاتا اور ترغیب دیتا ہوں کہ وہ تیری مدد کریں۔ غرض وہ ذلیل اس ملعون کے فریب میں آگیا اور پلٹ پڑا یہاں تک کہ حضرتؑ کے قریب پہنچا۔ امیرالمومنینؑ نے ایک ضربت اس کے سر پر لگائی اور وہ منہ کے بل گر پڑا۔ یہ دیکھتے ہی سب یہودی بھاگ کھڑے ہوئے اور شور کرنے لگے کہ مرحب قتل ہوگیا۔

عامہ نے متعدد طریق سے سعد بن وقاص سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ علیؑ کی تین فضلیتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک شتران سرخ سے بہتر تھی۔ اول یہ کہ جناب رسولؐ اللہ نے ان کو جنگ تبوک میں مدینہ میں اپنی نیابت میں چھوڑا۔ وہ کہتے تھے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھ کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا تم اس پر راضی نہیں ہوکہ تمہاری نسبت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی، مگر میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا کہ تم بھی پیغمبر ہوسکتے۔ دوم یہ کہ سعد کہتے کہ میں نے سنا ہے کہ آنحضرتؐ نے روز خیبر ان کے حق میں فرمایا کہ میں علم اس شخص کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ تو ہم سب نے گردنیں بلند کر دیں کہ شائد ہم کو دے دیں۔ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ علیؑ کو بلاؤ جب وہ لائے گئے تو ان کی آنکھیں پر آشوب تھیں۔ حضرتؐ نے آب دہان مبارک ان کی آنکھوں میں ڈالا، اور علم ان کو عطا فرمایا اور خدا نے خیبر انہی کے ہاتھ پر فتح کیا۔ سوم یہ کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوا۔ حضرتؐ نے علی و فاطمہ و حسن و حسینؑ کو بلایا اور فرمایا خداوندیہی میرے اہل بیتؑ ہیں۔

احتجاج میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے روز خیبر انصار کا علم سعد ابن عبادہ کو دیا وہ یہودیوں کے مقابلہ پر گئے اور بھاگ آئے اور زخمی ہوگئے تھے۔ پھر مہاجرین کا علم عمر کو دیا۔ انہوں نے مقابلہ نہ کیا اور اپنے ساتھیوں کو ڈرا کر بھاگ گئے۔ تو حضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ کیا مہاجرین و انصار ایسا ہی کرتے ہیں۔ آخر فرمایا کہ اب میں اس کو علم دوں گا جو بھاگنے والا نہ ہوگا۔ وہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ روز خیبر آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے حضرت علیؑ کو سر پر عمامہ باندھا اور اپنے کپڑے ان کو پہنائے اور ان کو اپنے ٹٹو پر سوار کیا۔ ۔ اور فرمایا اے علیؑ جاؤ کہ جبرئیلؑ تمہارے داہنے طرف ہیں "میکائیلؑ" بائیں جانب، عزرائیلؑ تمہارے آگے اور اسرافیلؑ تمہارے پیچھے ہیں

اور میری دعا تمہارے ساتھ ہے۔ تو امیرالمومنینؑ نے قلعہ کو فتح کیا اور قلعہ کے دروازہ کو توڑ کر چالیس ہاتھ دور پھینک دیا۔ عامہ و خاصہ نے متعدد طریق سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے اہل شوریٰ پر اپنی فضلیت کی دلیلیں قائم کیں اور فرمایا کہ تم میں کون ہے ؟ جس وقت کہ روز خیبر عمر ناکام واپس آئے اور حضرتؐ کا علم بھی واپس لائے اور وہ اپنے ہمراہیوں کو بزدل کہتے تھے اور ہمراہی ان کو نامرد کہتے تھے۔ وہ بھاگتے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک علم کل میں اس کو دوں گا جو مرد ہے بھاگنے والا نہیں ہے - خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں ہیں وہ واپس نہ ہو گا جب تک خداوند عالم اس کو فتح عنایت نہ کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو حضرتؐ نے مجھ کو طلب فرمایا۔ لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ وہ تو درد چشم کی وجہ سے آنکھیں نہیں کھول سکتے۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو میرے پاس لاؤ جب میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے اپنے لعاب دہن کو میری آنکھوں میں لگایا اور فرمایا خداوندا گرمی و سردی سے اس کو محفوظ رکھ ' اور میں نے آج تک گرمی و سردی سے آذیت نہ پائی۔ میں نے علم کو لیا اور کافروں کو مار بھگایا۔ تم میں میرے سوا کون ہے کہ جس کو یہ فضلیتیں حاصل ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے علاوہ تمہارے درمیان کون ہے جو مرحب کے مقابلہ پر گیا اور رجز پڑھے جس کا سر اتنا بڑا تھا کہ بجائے خود کو اس نے ایک بڑا پتھر مانند پہاڑ کے سر پر رکھ لیا تھا۔ میں نے اس کے سر پر ایک ضربت لگائی جو پتھر کو توڑتی ہوئی اس کے سر پر پہنچی اور اس کو ہلاک کردیا۔ میرے سوا تمہارے درمیان کس نے ایسی جوانمردی کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کسی نے نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں میرے علاوہ کون ہے جس نے در خیبر کو اکھاڑا اور ہاتھوں پر..... سو قدم لے گیا اس کے بعد چالیس اشخاص اس کو حرکت نہ دے سکے۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے جو خط سہل بن حنیف انصاری کو لکھا تھا اس میں ذکر کیا تھا کہ خدا کی قسم جس وقت میں نے در خیبر کو اکھاڑا اور اپنے پیچھے چالیس ہاتھ دور پھینک دیا وہ اپنی جسمانی

کے قلعہ میں داخل ہوا اور جو مرد ان کا نظر آتا اس کو قتل کرتا اور ان کی عورتوں کو اسیر کرتا یہاں تک کہ اس قلعہ کو میں نے تن تنہا فتح کیا اور خدا کے سوا کسی نے میری مدد نہیں کی۔

قطب راوندی اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جنگ خیبر ماہ ذی الحجہ ۶ ھ میں اور بعض کا قول ہے کہ ۷ ھ کے شروع میں واقع ہوئی۔ جناب رسولؐ اللہ نے بیس روز سے زیادہ .ان کا محاصرہ فرمایا خیبر کے قلعوں میں چودہ ہزار یہودی تھے۔ حضرتؐ ہر ایک قلعہ کو فتح کرتے چلے گئے۔ ان کا سب سے زیادہ مستحکم قلعہ قموص تھا۔ اس کے لئے حضرتؐ نے ابوبکر کو علم دیا۔ وہ بھاگ کر واپس آگئے پھر عمر کو دیا' وہ بھاگ کر چلے آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کل میں علم اس کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتاہے اور خدا رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں وہ بھاگنے والا نہیں ہے بلکہ حملہ کرنے والا ہے۔ صحابہ میں سے جو منافقین تھے کہنے لگے کہ پیغمبرؐ کے اس قول سے علیؑ تو مراد ہو نہیں سکتے ہم تو ان کی طرف سے مطمئن ہیں کیونکہ وہ درد چشم کی وجہ سی اپنے پیروں کو تو دیکھ نہیں سکتے۔ امیرالومنینؑ نے ان کی یہ باتیں سنیں تو کہا **اللھم لا معطی لما منعت و لا مانع لما اعطیت** یعنی خداوند کسی چیز کو جس سے تو روک دے اس کو کوئی عطا کرنیوالا نہیں اور جس کو تو عطا فرمائے اس سے کوئی روکنے والانہیں۔ جب دوسرے دن صبح ہوئی آنحضرتؐ اپنے خیمہ اقدس سے برآمد ہوئے علم کو خیمہ کے سامنے رکھ دیا۔ سب کی یہی تمنا تھی کہ علم اسی کو مل جائے حتیٰ کہ جناب عمرباوجود اس کے کہ اپنے کو آزما چکے تھے کہتے تھے کہ مجھے کبھی علم کی تمنا نہیں ہوئی سوائے اس روز کے لیکن آنحضرتؐ نے فرمایا علی علیہ السلام کو بلاؤ۔ لوگ یہ سن کر ہر طرف سے شور کرنے لگے کہ ان کی آنکھیں اس طرح پر آشوب ہیں کہ وہ اپنے سامنے دیکھ نہیں سکتے۔ حضرتؐ نے پھر فرمایا کہ ان کو بلاؤ۔ جب امیرالمومنینؑ آئے انکی آنکھیں حضرتؐ کے لعاب دہن مبارک سے اور آفتاب نبوت کی زیارت سے روشن و منور ہوگئیں۔ آنحضرتؐ نے علم ان کو عنایت فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ پہلے ان کو تین امور کی دعوت دو۔ اول یہ کہ مسلمان ہو جائیں اور مسلمانوں کے احکام کو قبول کریں وہ اپنے مال و دولت کے مالک رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ جزیہ دینا منظور

کریں اس صورت میں بھی ان کی جان ومال محفوظ ہے۔ تیسرے یہ کہ جنگ کریں۔ جب امیرالمومنینؑ ان کے قلعہ کے نیچے آئے وہ بغیر جنگ کے کسی امر پر راضی نہ ہوئے۔ اور مرحب حضرتؑ کے مقابلہ پر آیا۔ آپؑ نے اس کے پیروں پر تلوار کا ایک وار کیا اور پیروں کو قطع کر دیا۔ وہ گر پڑا اور باقی لشکر بھاگ کر قلعہ میں چلا گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ قطب راوندی کی روایت کے مطابق ان کے قلعہ میں ایک پتھر بہت بڑا تھا جس کے درمیان سوراخ کردیا تھا۔ امیرالومنینؑ نے اپنے بائیں ہاتھ سے کمان پھینک دی چونکہ داہنے ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے تھے۔ اپنے اس بائیں ہاتھ کو اس پتھر کو سوراخ میں ڈال ، کر ولایت کی قوت سے اس دروازہ کو اپنی طرف کھینچا اور اکھاڑ لیا۔ اور ہاتھ میں سپر کے مانند لیے ہوئے قلعہ میں داخل ہو گئے اور ان سے جنگ کرنے لگے جب یہودی بھاگ گئے دروازہ کو اپنے پیچھے اس طرح پھینکا کہ لشکر کے آخر میں جا گرا جب لوگوں نے اس فاصلہ کو ناپا تو چالیس ہاتھ دور . . . تھا۔ پھر چالیس اشخاص جمع ہوئے اور اس پتھر کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔

(مولف فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر و عمر کا بھاگنا اور آنحضرتؐ کا یہ فرمانا کہ علم اس کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں متواترات سے ہے جس کی بخاری و مسلم اور سارے محدثین عامہ نے اپنی صحاح میں روایت کی ہے اور اکثر فضائل و مناقب جو امیرالمومنینؑ کے مذکور ہوئے عامہ کی معتبر کتابوں میں درج ہیں۔ اور یہی واقعہ اس کے لئے جس کو تھوڑی سی بھی سمجھ ہوگی ان حضرتؑ کی خلافت کے حق ہونے اور ابوبکر و عمر کے عدم استحقاق پر کافی ہے اس لئے کہ ہر عاقل سمجھتا ہے کہ جب ان کے بھاگ آنے کے بعد آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ علم کل اس کو دوں گا جو ان اوصاف سے متصف واضح ہوگیا کہ آنحضرتؐ کی مراد یہ ہے کہ جو لوگ بھاگ چکے ہیں ان میں یہ اوصاف نہیں ہیں۔ اور جو شخص خدا و رسولؐ کو دوست نہیں رکھتا اور خدا و رسولؐ اس کو دوست نہیں رکھتے وہ کیونکر یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ خلیفہ خدا اور دین دینا کے پیشوا ہوں)

شیخ طبرسی نے بسند موثق امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جس وقت جناب امیر

علیہ السلام یہودیوں کے قلعہ کے دروازہ پر پہنچے ان سب نے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا۔ حضرتؑ نے دروازہ کو اکھاڑ کر سپر بنالیا۔ پھر اس کو اپنی پشت پر رکھ کر خندق کا پل بنادیا۔ اور لوگ تمام اس پر سے گزرے۔ لیکن حضرتؑ کو لوگوں کی گرانی مطلق محسوس نہ ہوئی۔ پھر دروازہ کو پھینک دیا۔ جب آنحضرتؐ کو یہ خوشخبری دی گئی کہ امیرالمومنینؑ نے قلعہ کو فتح کرلیا ' آنحضرتؐ خود قلعہ کی جانب روانہ ہوئے۔ امیرالمومنینؑ حضرت کے استقبال کے لئے باہر آئے جب آنحضرتؐ کی نظر جناب امیر علیہ السلام پر پڑی فرمایا کہ تمہاری لائق شکریہ کوشش اور مردانگی کی اطلاع مجھ کو ملی۔ خدا تم سے راضی ہے اور میں تم سے خوشنود ہوں۔ یہ سن کر امیرالمومنینؑ کے آنسو نکل آئے۔ پیغمبرؐ نے پوچھا یاعلیؑ روتے کیوں ہو؟ عرض کی خوشی کے آنسو ہیں کیونکہ آپؐ نے بشارت دی کہ خدا و رسولؐ مجھ سے راضی ہیں۔

جناب امیرؑ نے جو عورتیں گرفتار کی تھیں ان میں صفیہ دختر حیی بھی تھیں۔ امیرالمومنینؑ نے بلالؓ کو بلا کر سپرد کیا اور فرمایا کہ رسولؐ اللہ کے سوا کسی کو نہ سپرد کرنا۔ وہ ان کے بارے میں جیسا مناسب سمجھیں گے کریں گے۔ بلالؓ ان کو قتل گاہ سے لے کر آئے جب ان کی نظر کشتوں پر پڑی ایسی حالت طاری ہوئی کہ غم سے نزدیک تھا کہ ان کی جان نکل جائے۔ جب ان کو حضرتؐ کی خدمت میں لائے اور سرور کائنات نے جناب صفیہؓ کی ایسی کیفیت مشاہدہ فرمائی بلالؓ پر عتاب فرمایا اور فرمایا کہ شائد تیرے دل سے رحم زائل ہوچکا ہے کہ ایک کمزور دل عورت کو اس کے عزیزوں کے لاشوں کی طرف سے گزارتا ہے۔ پھر حضرت نے جناب صفیہ کو آزاد کردیا اور خود ان سے نکاح کرلیا اس زمانہ میں چند روز پہلے صفیہ سے کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کی شادی ہوئی تھی۔ صفیہ نے ایک رات خواب دیکھا تھا کہ چاند ان کی گود میں آگیا۔ انہوں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا۔ اس نے ان کے منہ پر طمانچہ مارا جس سے ان کے رخسار سیاہ ہوگئے اور کہا یہ تمنا رکھتی ہے کہ محمدؐ تجھ کو لے لے۔ آنحضرتؐ نے ان کے چہرہ پر اس طمانچہ کا اثر دیکھا تو پوچھا کہ تمہارا منہ کیوں سیاہ ہے۔ انہوں نے واقعہ بیان کیا۔ اور کتاب مشارق الانوار میں روایت ہے کہ جب صفیہ خدمت آنحضرتؐ میں لائی گئیں وہ نہایت حسین و جمیل تھیں۔ حضرتؐ

نے ان کے چہرہ پر ایک خراش مشاہدہ فرمایا۔ اس کا سبب پوچھا تو صفیہ نے کہا جب علی ؑ نے قلعہ کے دروازہ کو ہلایا تو تمام قلعہ ہل گیا اور عورتیں جو قلعہ کے اوپر سے دیکھنے میں مشغول تھیں سب گر پڑیں اور میں اپنے تخت پر سے گری۔ میرا منہ تخت کے پائے سے ٹکرایا اور زخمی ہوگیا۔ حضرت ؐ نے فرمایا اے صفیہ علی کا مرتبہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہے۔ علی ؑ نے جب دروزاہ قلعہ کو حرکت دی تو نہ صرف قلعہ کو زلزلہ ہوا بلکہ تمام آسمان اور تمام زمین کو زلزلہ ہوا حتیٰ کہ عرش اعلیٰ اس برگزیدہ خدا کے غضب سے کانپ گیا۔ اور جب اس شیر حق نے مرحب کو دو ٹکڑے کیا جبریل ؑ حیرت میں غرق آنحضرت ؐ کے پاس آئے حضرت ؐ نے پوچھا اے جبریل ؑ کس بات سے تعجب ہے؟ جبریل ؑ نے کہا فرشتے ملکوت اعلا میں ندا کر رہے ہیں **لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار** مجھے تعجب یہ ہے کہ جب میں قوم لوط کی ہلاکت پر مامور ہوا' ان کے سات شہروں کو زمین کے نیچے ساتویں طبقہ سے جدا کرکے اپنے بازو کے ایک پر کے اوپر اٹھا لیا اور بلند کیا اور اس قدر اونچا اٹھایا کہ اہل آسمان ان کے مرغ کے بانگ دینے کی آواز اور ان کے بچوں کے رونے کی صدائیں سننے لگے اور میں یونہی بلند کیئے ہوئے صبح تک خدا کے حکم کا منتظر رہا۔ ان کی گرانی مجھ کو مطلق محسوس نہ ہوئی۔ اور آج جب علی ؑ نے اللہ اکبر کہہ کر اور غضبناک ہو کر ضربت ہاشمی مرحب کے سر پر لگائی تو مجھے خدا کا حکم ہوا کہ ان کی ضربت کی زائد از ضرورت شدت کو روک لوں تاکہ زمین کو مع اس کی گاؤ و ماہی کے۔ دو ٹکڑے نہ کر دے (میں نے زمین پر اپنے پر بچھادیئے اور اس کی ضربت کو روک لیا) لیکن اس ضربت کی گرانی میرے پروں پر ان ساتوں شہروں کی گرانی سے زیادہ تھی باوجودیکہ میکائیل ؑ اسرافیل ؑ ہوا میں علی ؑ کے بازو کو پکڑے ہوئے تھے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ ابن ابی الحقیق نے آنحضرت ؐ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں امان چاہتا ہوں اور قلعہ سے آپ کی خدمت میں آنا اور گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت ؐ نے منظور فرمایا۔ اس نے خدمت میں حاضر ہوکر صلح کر لی۔ کہ اس کی قوم مکانات ' کھیت اور مال واسباب حضرت ؐ لے لیں سوائے ان کپڑوں کے جو پہنے ہوئے ہوں۔ تو حضرت ؐ نے ان شرائط پر صلح کر لی۔ جب اہل فدک نے یہ

حال سنا تو انہوں نے بھی امان طلب کی اور اسی طرح حضرتؐ سے صلح کرلی پھر اہل خیبر نے کہا ہم دوسروں کی بہ نسبت اس زمین کو زیادہ بہتر آباد رکھ سکتے ہیں۔ یہ ہمارے ہی پاس رہنے دیجئے اس کی نصف پیداوار ہم آپ کو دیا کریں گے۔ حضرتؐ نے منظور فرمایا اور اسی طرح ان سے معاملہ طے کرلیا اور یہ شرط بھی کی کہ جب حضرتؐ چاہیں گے ان کو ان کی زمینوں اور مکانوں سے نکال دیں گے اور اہل فدک نے انہی شرطوں پر اقرار کیا۔ لہٰذا خیبر تو تمام مسلمانوں کا مال قرار پایا۔ چونکہ جنگ کرکے حاصل ہوا تھا اور فدک آنحضرتؐ کے لئے مخصوص ہوا اس لئے کہ بغیر جنگ کے حاصل ہوا تھا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ خیبر کی مہم سے فارغ ہوئے تو چاہا کہ خیبر کے قلعوں پر کسی کو بھیجیں لہٰذا علم ظفر شیم لے کر فرمایا کہ کون ہے جو اس کو اپنے حق سے اٹھائے۔ زبیر کھڑے ہوئے اور کہا میں لیتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا دور ہو۔ پھر سعد اٹھے اور حضرتؐ نے ان سے بھی یہی فرمایا۔ پھر فرمایا اے علیؑ تم اٹھو کہ یہ تمہارا حق ہے۔ حضرت علیؑ نے علم کو لے لیا اور فدک کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ان سے صلح کی اس شرط پر کہ ان کی جانیں محفوظ رہیں گی اور ان کے مال حضرتؐ کے ہوں گے۔ اس لئے فدک کے تمام قلعے اور سارے شہر اور باغات و کھیت وغیرہ آنحضرتؐ سے مخصوص ہوئے جن میں مسلمانوں کا کوئی حق نہ تھا اس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا خداوند عالم آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنے قرابت داروں کو ان کا حق دے دو۔ حضرتؐ نے پوچھا وہ کون ہے اور وہ حق کیا ہے ؟ جبرئیلؑ نے کہا تمہاری قرابت دار فاطمہؑ ہیں اور تمام فدک ان کا حق ہے۔ یہ سن کر جناب رسولؐ خدا نے جناب فاطمہؑ کو بلایا اور ہبہ نامہ لکھ کر فدک جناب فاطمہؑ کی ملکیت میں دے دیا۔ جب آنحضرتؐ نے وفات پائی ابوبکر و عمر نے فدک کو ان معظمہ سے چھین لیا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فدک کا رخ کیا۔ اہل فدک اپنے قلعوں میں سے ایک بہت مضبوط قلعہ میں محفوظ ہوگئے۔ آنحضرتؐ نے ان کو بلا کر فرمایا کہ اگر میں تمہارے اس قلعہ کو جس میں تم بند ہو گئے

ہو چھوڑ کر تمہارے تمام قلعوں کو کھول کر تمہاے سب اموال پر قبضہ کرلوں تو تم کیا کرو گے۔ انہوں نے کہا ہم نے ان قلعوں پر نگہبان مقرر کر رکھے ہیں اور ان کی کنجیاں ہمارے پاس ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کی کنجیاں خدا نے ہم کو دے دی ہیں وہ میرے قبضہ میں ہیں۔ پھر ان کنجیوں کو لا کر دکھا دیا۔ ان لوگوں نے اس پر عتاب کیا جس کو کنجیاں سپرد کی تھیں کہ اس نے حضرت کو کیوں دے دیں اس نے قسم کھائی کہ کنجیاں میرے پاس ہیں ان کو میں نے ایک تھیلے میں رکھ کر صندوق میں بند کردیا اور صندوق کو ایک مضبوط مکان میں چھپا دیا ہے اور اس کے دروازہ میں تالا ڈال دیا ہے۔ پھر وہ شخص اس مکان میں گیا اور دیکھا تو قفل اپنی جگہ پر موجود ہے لیکن کنجیاں نہ تھیں۔ وہاں سے واپس آکر کہا اب میں نے سمجھا کہ وہ پیغمبرؐ ہیں کیونکہ میں نے کنجیاں بہت محفوظ کر رکھی تھیں اور چونکہ میں ان کو ساحر سمجھتا تھا توریت کی چند آیتیں دفع سحر کے لئے ان تالوں پر پڑھ دی تھیں۔ اب میں نے دیکھا تو سب تالے اپنی جگہ پر صحیح و درست ہیں مگر کنجیاں نہیں ہیں اس لئے سمجھ لیا کہ وہ ساحر نہیں ہیں۔ پھر وہ سب حضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے اور پوچھا آپؐ کو کس نے کنجیاں دیں۔ فرمایا جس نے جناب موسیٰؑ کو الواح عطا فرمائیں، اور مجھے جبریلؑ نے لا کر دیں۔ غرض وہ لوگ قلعہ کے دروازہ کو کھول کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ ان میں سے بعض مسلمان ہوئے۔ آنحضرتؐ نے ان کے مال سے خمس لیا اور باقی ان کے لئے چھوڑ دیا اور جو شخص مسلمان نہ ہوا اس کے تمام مال پر حضرتؐ نے قبضہ کرلیا۔ اس وقت آیت وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۶ نازل ہوئی۔ حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ ذی القربیٰ کون ہے اور اس کا حق کیا ہے کہا فدک فاطمہؑ کو دے دیجیے جو ان کی والدہ خدیجہؑ اور ان کی بہن ہند ابی ہالہ کی طرف سے میراث ہے جب آنحضرتؐ مدینہ واپس تشریف لائے جناب فاطمہؑ کو طلب فرمایا اور فدک ان کے حوالے فرما دیا اور آیت مذکور کی تلاوت فرمائی جناب فاطمہؑ نے عرض کی یا رسولؐ جو کچھ میرا مال ہے وہ سب آپ ہی کے پاس میں چھوڑتی ہوں فرمایا کہ میرے بعد تم سے لوگ نزاع کریں گے۔ پھر صحابہ کو بلایا اور ان کے سامنے تمام مال وسامان مع املاک فدک کے حضرت فاطمہؑ کے سپرد فرمایا جناب فاطمہؑ نے مال تمام مسلمانوں پر

تقسیم کردیا اور اس کی آمدنی سے ہر سال اپنے کھانے بھر کے لئے رکھ لیتی تھیں باقی جو کچھ بچتا تھا مسلمانوں کو دے دیتی تھیں۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ابوبکر و عمر نے فدک حضرت فاطمہؑ سے غصب کرلیا۔

کتاب اختصاص میں بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ام ایمن نے ابوبکر و عمر کے سامنے گواہی دی کہ میں ایک روز جناب سیدہؑ کے گھر میں بیٹھی تھی کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ اٹھیے کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ فدک کے حدود پر آپ کے لئے خط کھینچ دوں۔ حضرتؐ اٹھے اور ان کے ہمراہ تشریف لے گئے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد واپس آگئے جناب فاطمہؑ نے پوچھا کہاں تشریف لے گئے فرمایا کہ جبرئیلؑ نے میرے واسطے اپنے پروں سے فدک کے حدود پر خطوط کھینچے اور مجھے دکھایا اور حکم دیا ہے کہ میں فدک تمہیں دے دوں پھر حضرتؐ نے فدک ان کو دے دیا اور مجھ کو اور علیؑ کو گواہ قرار دیا۔

کلینی اور شیخ مفید نے بسند ہائے حسن و معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے خیبر فتح کیا تو انہی کو دے دیا اور اس شرط پر کہ باغات کے میوے اور کھیتی کا غلہ جس قدر پیدا ہو گا اس میں نصف کے مالک آنحضرتؐ ہوں گے۔ جب پھلوں کے توڑنے کا وقت آیا حضرتؐ نے عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا۔ انہوں نے غلہ اور میوہ جات وغیرہ کا تخمینہ کر کے دو حصے کیے اور ان سے کہا اگر ہمارا تخمینہ اور اندازہ تم کو منظور ہوتو ہمارا حصہ دے دو اور اگر منظور نہ ہو تو ہم ہٹ جاتے ہیں۔ تم خود تخمینہ کرو ہم تمہارا حصہ دے دیں۔ وہ بولے کہ اس انصاف کے سبب آسمان و زمین قائم ہیں۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب رسولؐ خدا نے خیبر والوں کا محاصرہ کیا یہودی نے قبیلہ غطفان کے چودہ ہزار سواروں کو جو ان کے ہم سوگند تھے مدد کے لئے بلا لیا تھا۔ حضرتؐ کے پہنچتے ہی کسی نے ان کے درمیان ندا کی کہ اے قبیلہ غطفان والو اپنے قبیلہ میں واپس چلے جاؤ کہ وہاں کے لوگوں پر دشمنوں نے حملہ کر دیا ہے۔ وہ سب یہ سن کر واپس گئے اور وہاں جا کر دیکھا تو کوئی دشمن نہ تھا تو ان لوگوں نے جانا کہ یہ خدا کی جانب سے تنبیہہ کی گئی ہے۔ ادھر آنحضرتؐ نے یہودیوں

پر فتح پائی اور جناب امیرؑ نے ان سب سے مستحکم قلعہ کو سر کیا۔ بس ایک قلعہ رہ گیا تھا جس میں انہوں نے اپنے تمام مال اور کھانے کی چیز جمع کر رکھی تھیں اس میں کوئی ایسا راستہ نہ تھا جس سے اس پر حملہ کیا جا سکتا۔ آنحضرتؐ نے اس قلعہ کا محاصرہ فرمایا۔ چند روز کے بعد ایک یہودی ان میں سے حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) مجھ کو اور میرے بچوں اور عورتوں کو امان دیجئے ' میرا مال مجھ کو بخش دیں، تو میں آپ کو بتاؤں کہ کس راہ سے قلعہ کو فتح کیا جا سکتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے تم کو امان دی بتاؤ۔ یہودی نے ایک مقام پر نشان لگا دیا اور کہا کہ حکم دیجئے کہ یہاں نقب لگائی جائے۔ وہ نقب ان کے ذخیرہ ٔ آب تک پہنچتی ہے آپ ان کے پانی پر قبضہ کرلیجے گا تو وہ بہت جلد قلعہ کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا ممکن ہے کہ خدا اس سے بہتر ذریعہ اس کی فتح کا سامان پیدا کر دے۔ لیکن تیری امان برقرار ہے۔ دوسرے روز حضرتؐ سوار ہوئے اور مسلمانوں سے فرمایا کہ میرے پیچھے آؤ اور قلعہ کی جانب روانہ ہوئے۔ وہ کفار قلعہ کے اوپر سے تیر اور پتھر برابر پھینک رہے تھے جو حضرتؐ کے داہنے اور بائیں سے نکل جاتے تھے اور حضرتؐ کے اعجاز سے نہ آنحضرتؐ کو اور نہ کسی مسلمان کو کوئی اذیت پہنچی تھی یہاں تک کہ حضرتؐ ان کے قلعہ کے دروازہ تک پہنچ گئے اور اپنے دست مبارک سے قلعہ کی دیواروں کی طرف اشارہ کیا۔ دیواریں زمین میں دھنس گئیں اور ان کے سرے زمین سے برابر ہوگئے۔ حضرتؐ نے حکم دیا تو مسلمان بے مشقت و تکلیف قلعہ میں داخل ہوگئے اور قلعہ پر قبضہ کرلیا۔

قطب راوندی نے امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے وہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جب ہم آنحضرتؐ کے ساتھ خیبر سے واپس آئے ایک نہر کے پاس پہنچے جو پانی سے بھری ہوئی تھی۔ اس کی گہرائی چودہ آدمیوں کے قد کے برابر اندازہ کی گئی۔ لوگوں نے عرض کی یارسولؐ اللہ دشمن ہمارے پیچھے ہیں اور یہ نہر ہمارے سامنے ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے ہمراہیوں نے کہا تھا **انا لمدرکون** یہ سنکر حضرتؐ پیادہ ہوئے اور دعا کی پالنے والے ہر پیغمبرؐ کے لئے تو نے ایک علامت قرار دی لہٰذا ہمارے لیے بھی اپنی قدرت کا اظہار فرما۔ پھر حضرتؐ نے پانی پر تازیانہ مارا اور سوار ہو کر فرمایا میرے

پیچھے آؤ۔ بسم اللہ کہا اور پانی پر روانہ ہوئے اور صحابہ حضرتؐ کے پیچھے چلے گھوڑوں کے سم اور اونٹوں کے پیر تک تر نہ ہوئے اور سب پانی سے گزر گئے۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ فتح خیبر سے فارغ ہوئے تو آپؐ کو اطمینان ہوا اور آپ نے وہیں قیام فرمایا۔ حارث بن سلام کی بیٹی زینب نے جو مرحب کے بھائی کی لڑکی تھی ایک گوسفند کو بریاں کیا اور حضرتؐ کے لیے ہدیہ لائی اس نے پہلے معلوم کرلیا تھا کہ حضرتؐ کو کون سا حصہ زیادہ مرغوب ہے لوگوں نے بتا دیا تھا کہ حضرتؐ دست گوسفند زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ اس نے دست میں بہت زیادہ زہر ملا دیا اور اس کے اور تمام اعضا میں بھی زہر ملایا اور حضرتؐ کے پاس لائے۔ حضرتؐ نے دست میں سے ایک لقمہ اٹھا کر دہن میں رکھا۔ بشر بن براء بن معرور بھی حضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے بھی ایک لقمہ لے کر دانتوں سے توڑا۔ حضرتؐ نے ہاتھ روک لیا اور فرمایا کہ اس کو مت کھاؤ۔ اس لقمہ نے مجھے آگاہ کیا کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے پھر حضرتؐ نے اس یہودیہ کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا آپ نے میری قوم کو کس طرح تباہ کیا ہے وہ آپ جانتے ہیں میں نے سوچا کہ اگر یہ شخص پیغمبرؐ ہے تو جان لے گا کہ زہر آلودہ ہے۔ اور اگر بادشاہ ہے تو ہم اس سے نجات پا جائیں گے یہ سن کر اس خلق مجسم نے اس کو معاف کردیا اور بشر بن براء اس لقمہ سے شہید ہوگئے۔

جب آنحضرتؐ کی وفات کا وقت آیا بشر کی ماں حضرتؑ کی عیادت کو آئیں آپ نے فرمایا اے مادر بشر میں نے جس روز سے وہ لقمہ خیبر میں تمہارے فرزند کے ساتھ کھایا ہے ہر سال اس کا زہر جوش میں آیا کرتا اور مجھے بیمار و رنج کر دیا کرتا تھا ۔ لیکن اس مرتبہ اس نے میری پشت کی رگیں توڑ ڈالیں۔ مسلمانوں کا بیان ہے کہ پیغمبرؐ بھی اس زہر سے شہید ہوئے۔

شیخ طبرسی نے .سند موثق حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے خیبر جانے سے پہلے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا اور اس کو اسلام کی دعوت دی اور جناب جعفرؑ اور ان کے ہمراہیوں کو طلب فرمایا۔ جب حضرتؐ کا نامہ اس کو ملا وہ مسلمان ہوگیا اور جناب جعفرؑ اور آپ کے ساتھیوں کو

خلعت ہائے فاخرہ پہنائے اور ان کے لئے سامان سفر بہت عمدہ اور بہتر مہیا کیے اور دو کشتیوں میں سوار کر کے مدینہ کی جانب روانہ کیا۔ جناب جعفرؑ فتح خیبر کے روز آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے کلینی، شیخ طبرسی اور ابن بابویہ وغیرہ نے حسن، صحیح اور معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے اور امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں بعض روایات مذکور ہیں کہ روز فتح خیبر آنحضرتؐ کو جناب جعفرؑ کے واپس آنے کی خبر پہنچی تو حضرتؐ نے فرمایا میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان دونوں نعمتوں میں سے کس پر زیادہ خوش و مسرور ہوں۔ خیبر کی فتح پر یا جعفرؑ کی واپسی پر اسی اثناء میں حضرت جعفرؑ نمودار ہوئے جب ان پر حضرتؐ کی نظر پڑی آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔اور حضرت امام عسکریؑ کی روایت کے مطابق بارہ قدم بڑھ کر پیشوائی کی اور ان کو سینہ سے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور فرمایا اے جعفرؑ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کچھ دوں کیا چاہتے ہو کہ کوئی بہتر چیز تم کو عطا کروں ۔ اس طرح کئی بار فرمایا۔ دنیا طلب لوگوں نے سمجھا کہ حضرتؐ ان کو بہت سا مال یا کوئی ولایت اور سلطنت عطا فرمائیں گے۔ لہٰذا سبھوں نے گردنیں بلند کرکے دیکھنا شروع کیا کہ دیکھیں حضرتؐ ان کو کیا عطا فرماتے ہیں ۔ حضرتؐ نے ان سے فرمایا میں تم کو ایک نماز تعلیم کرتا ہوں کہ جب اس کو بجا لاؤ گے تمہارے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور ہر روز پڑھ لیا کرو تو تمہارے واسطے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بہتر ہے۔ اور جو شخص اس نماز کو بجا لائے گا اس کے ثواب میں سے بھی تم کو حصہ ملے گا۔ پھر وہ طریق تعلیم فرمایا جو نماز جعفر طیارؑ کے نام سے کتابوں میں درج ہے۔

شیخ طوسی نے امالی میں حزیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ جب جعفرؑ مدینہ میں آئے آنحضرتؐ خیبر میں مقیم تھے جناب جعفرؑ ان کے لئے ہدیئے لائے تھے جس میں خوشبو اور کپڑے وغیرہ تھے وہ سب حضرتؐ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرتؐ نے اس لباس میں سے ایک چادر اٹھا کر فرمایا کہ یہ اس کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہوں۔ صحابہ نے گردنیں اس کے لئے بلند کیں ۔ آپؐ نے فرمایا علیؑ کہاں ہیں۔ عمار یاسر سنتے ہی دوڑے اور

جناب امیرؑ کو بلا لائے۔ حضرتؐ نے وہ چادر ان کو عطا فرمائی۔ چونکہ سونے کے تاروں سے تیار کی گئی تھی، حضرت علیؑ نے مدینہ پہنچ کر بازار بقیع میں ایک زرگر کو دیا کہ اس کے تاروں کو علیٰحدہ نکال دے۔ اس نے الگ کیا تو ہزار مثقال سونا نکلا۔ حضرتؐ نے اس کو فروخت کیا اور تمام قیمت فقیروں اور مہاجر و انصار کے مسکینوں پر تقسیم کردی اور گھر آئے تو آپؑ کے پاس سونے میں سے ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہا تھا۔ دوسرے روز آنحضرتؐ نے آپ سے ملاقات کی صحابہ کی ایک جماعت حضرتؐ کے ساتھ تھی جس میں جناب عمارؓ اور حذیفہ بھی تھے۔ حضرتؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ تم کو کل ہزار مثقال سونا ملا ہے آج ہم اس گروہ صحابہ کے ساتھ تمہارے گھر دوپہر کا کھانا کھائیں گے۔ امیرالمومنینؑ کے گھر میں اس روز تھوڑی بہت کوئی چیز نہ تھی۔ آپکو آنحضرتؐ سے عذر کرتے ہوئے شرم آئی اور کہا ہاں یا رسولؐ آیئے اور جو شخص چاہے آئے غرض جناب رسولؐ خدا امیرالمومنینؑ کے خانہ اقدس میں داخل ہوئے اور اپنے رفیقوں کو بھی لے گئے۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ ہم پانچ افراد تھے۔ میں تھا، عمار، سلمان، ابوذر اور مقداد تھے۔ جناب امیرؑ نے جناب سیدہؑ سے چاہا کہ کچھ کھانا مہمانوں کے لیے طلب کریں۔ جب گھر میں تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک پیالہ ثرید گھر کے درمیان میں رکھا ہے جس میں سے بھاپ نکل رہی ہے اور بہت سی گوشت اس کے اوپر رکھا ہوا ہے اور مشک کی خوشبو اس میں سے نکل رہی ہے۔ امیرالمومنینؑ وہ کاسہ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں لائے ہم سب نے اس میں سے کھایا اور سیر ہو گئے مگر اس میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ پھر آنحضرتؐ اٹھے اور جناب سیدہؑ کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا اے فاطمہؑ یہ کھانا کہاں سے آیا۔۔ معصومہ نے عرض کیا کہ کھانا خدا کی جانب سے آیا تھا بیشک وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ یہ سنکر آنحضرتؐ آبدیدہ ہم لوگوں کے پاس واپس آئے اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں اپنی بیٹی کے بارے میں وہ شرف دیکھ لیا۔ جو جناب زکریاؑ نے مریمؑ کے لیے مشاہدہ کیا تھا وہ جب ان کے محراب عبادت میں جاتے تو میوے وغیرہ دیکھتے تو دریافت کرتے کہ اے مریم یہ کہاں سے آئے تو وہ کہتی تھیں کہ خدا کی طرف سے بیشک خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

شیخ طبریؒ عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ سے روایت کرتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ شدت کی گرمیوں میں کبھی اون کے دو کپڑے پہنتے اور کبھی جاڑوں میں باریک دو کپڑے پہن کر نکلتے اور آپ کو پروا نہ ہوتی تھی۔ میرے احباب نے میرے پاس آکر اس کا سبب دریافت کیا۔ میں نے لا علمی ظاہر کی تو انہوں نے کہا اپنے والد سے کہنا کہ وہ اکثر امیرالمومنینؑ کی خدمت میں راتوں کو حاضر رہتے ہیں شاید اس کی وجہ وہ معلوم کریں۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے جب اپنے والد سے دریافت کیا تو انہوں نے ایک رات خود جناب امیرؑ سے پوچھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خیبر میں ہمارے ساتھ تم نہیں تھے عرض کی ہاں تھا۔ تو فرمایا کہ کیا تم نے نہیں سنا تھا اس وقت جب کہ ابوبکر و عمر حضرتؐ کے علم کو میدان سے واپس لائے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ آج میں علم اس کو دوں گا۔ جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ خدا اسی کے ہاتھ پر قلعہ کی فتح عطا فرمائے گا۔ وہ بہت حملے کرنے والا ہے ' بھاگنے والا نہیں ہے۔ پھر مجھ کو طلب کیا اور علم میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا خداوندا اس کو گرمی اور سردی سے محفوظ رکھ۔ پھر اس کے بعد سے نہ مجھ کو گرمی کا کبھی احساس ہوا نہ سردی معلوم ہوئی۔ اس حدیث کو بیہقی نے جو علمائے عامہ میں بہت مشہور ہیں کتاب دلائل النبوت میں بہت سی احادیث خیبر اور امیرالمومنینؑ کے مناقب کے ساتھ درج کیا ہے جو سابقہ مذکور ہو چکیں (حیات القلوب جلد ۲ ص ۸۵۸ سطر ۱۸)

۷ ہجری شروع ہوا بقیہ ماہ محرم میں رسولؐ خیبر روانہ ہوئے۔ اس موقع پر آپؐ نے اسباع بن عرقطتہ الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔ آپؐ اپنی فوج کے ساتھ رجیع نام وادی میں خیبر اور غطفان کے درمیان تاکہ وہ اہل خیبر کی مدد نہ کر سکیں وہ آپؐ کے مقابلے میں اہل خیبر کے یاور تھے فرد کش ہوئے غطفان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے خیبر پر چڑھائی کی ہے وہ جمع ہو کر آپ کے برخلاف یہودیوں کی مدد کے لیے چلے ابھی ایک، ہی منزل گئے تھے کہ انہوں نے اپنے پیچھے اپنے املاک اور اہل و عیال میں بے چینی محسوس کی ان کو خیال ہوا کہ دشمن ادھر بڑھ گیا ہے وہ الٹے پاؤں پلٹ گئے اور اپنے اہل و عیال اور املاک میں مقیم ہو گئے۔ اس طرح انہوں نے رسولؐ اللہ اور خیبر کا میدان صاف کر دیا۔ آپؐ سے ان کی املاک پر قبضہ کرنے سے ابتدا کی ایک ایک جائیداد کو اپنے قبضے میں اور گڑھیوں کو فتح کرنا شروع کیا سب، سے پہلے حصن ناعم فتح ہوا۔ اسی کے پاس محمودؓ بن مسلمہ ایک چکی سے جو قلعے سے ان پر پھینکی گئی تھی شہید ہوئے اور اس کے بعد آپؐ نے قموص اور ابن ابی الحقیق کے گڑھ فتح کیے۔ ان میں آپؐ کو بہت سے لونڈی غلام ملے جن میں صفیہ بنت حیی بن اخطب ،کنانہ بن الربیع ابی حقیق کی بیوی بھی اپنے دو چچازاد بہنوں کے ساتھ ہاتھ آئی۔ آپؐ نے اسے اپنے لیے مخصوص فرما لیا۔ دحیتہ الکلبیؓ نے ان کو مانگا تھا۔ مگر جب آپؐ نے ان کے اپنے لیے منتخب فرمایا تو ان کی دونوں چچیری بہنیں دحیتہؓ کو عطا کردیں۔ خیبر کے بقیہ تمام لونڈی غلام مسلمانوں میں تقسیم کردیے گئے۔

ایک اسلمی بیان کرتے ہیں کہ اس قبیلے کے بنی اسہم رسولؐ اللہ کی خدمت میں آئے اور عرض پر داز ہوئے کہ ہماری معاشی حالت مکلف ہے ہمارے پاس کچھ نہیں رہا مگر اس وقت آپؐ کے پاس کچھ نہ رہا تھا کہ آپؐ نے ان کے لیے دعا کی کہ اے اللہ تو ان کی حالت سے واقف ہے۔ ان میں کچھ نہیں رہا اور میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ میں ان کو دوں تو ان کے ہاتھ پر یہودیوں کے سب سے بڑے اور

مال دار قلعے کو مسخر کرا دے۔ دوسرے دن علی الصبح پھر حملہ ہوا' اللہ نے صعب بن معاذ کا قلعہ جس سے زیادہ ذخائر خوراک کسی اور قلعے میں نہ تھے ان کے ہاتھ پر فتح کرا دیا قلعے رسولؐ نے سر کر لیے یہودی سمٹ کر اپنے قلعے وطیخ اور سلالم میں جمع ہو گئے۔ سب سے آخر میں یہی قلعہ فتح ہوا۔ رسول اللہ نے بارہ تیرہ راتیں یہاں ان کو محصور رکھا۔

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ مرحب پوری طرح مسلح ان قلعوں سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا۔

قد علمت خیبرانی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب
اطعن احیانا" وحینا اضرب اذا اللیوث اقبلت تحرب
کان حمای لاحمی لا یقرب

(ترجمہ) "تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں' مسلح' دلاور' جنگ آزمودہ کبھی نیزہ چلاتا ہوں اور کبھی تلوار جب کہ دلاور جنگ کے لیے سامنے آتے ہیں۔ میری چراگاہ سے متصل کسی اور کی چراگاہ نہیں ہوتی"

اس نے کہا کوئی ہے جو مقابلے پر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہؓ سے کہا' کون اس کے مقابلے پر جاتا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا چونکہ یہودیوں نے کل ہی میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے میں جوش انتقام سے معمور ہوں اس کے مقابلے پر جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اللہ اس کے مقابلے میں تمہاری اعانت کرے جب یہ دونوں قریب آئے ایک عمریہ جھاڑ ان کے درمیان حائل ہو گیا یہ دونوں اپنے حریف سے اس کی آڑ لینے لگے۔ جو اس کی آڑ لیتا وہ اپنی تلوار سے اپنے سامنے کی شاخیں قطع کر دیتا یہاں تک کہ پورا درخت دونوں کے درمیان انسان کی طرح ننگا کھڑا رہ گیا کوئی شاخ اس پر نہ رہی مرحب نے محمد پر تلوار مار دی۔ انہوں نے اسے اپنی ڈھال پر روکا' تلوار اس میں پیوست ہو گئی اور اس میں دندانے پڑ گئے۔ اس سے مرحب دم زدہ ہو گیا۔ اب محمدؓ نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ مرحب کے بعد اس کا بھائی یاسر رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

قد علمت خیبر انی یاسر

اذا اللیوث اقبلت تباور واحجمت عن صولتی المغاور
ان حمای فیہ موت حاضر

(ترجمہ) "تمام خیبر جانتا ہے کہ میں یاسر ہوں ' مسلح 'دلاور' اور جری ہوں' جب کہ لڑائی میں بہادر لڑنے آتے ہیں اور مجھ پر حملہ کرنے سے بڑے جری ٹھٹک جاتے ہیں میرے میدان میں موت حاضر ہے جو آئے گا مارا جائے گا"

زبیربن العوام اس کے مقابلے پر چلے ' ان کی ماں صفیہ بنت عبدالمطلب نے کہا یارسولؐ اللہ کیا میرا بیٹا ہی مارا جائے۔ آپؐ نے فرمایا بلکہ انشاء اللہ تمہارا بیٹا اسے قتل کردے گا۔ زبیرؓ یہ رجز پڑھتے ہوئے بڑھے۔

قد علمت خیبر انی زبار قوم لقوم غیر نکس فرار
ابن حماۃ المجدو ابن الاخبار یاسر لا یغررک جمع الکفار
فجمعھم مثل سراب الجرار

(ترجمہ) "تمام خیبر جانتا ہے کہ میں زبیر ہوں ' قوم کا سردار ' نہ نکما ہوں نہ بھاگنے والا میں شرفا اور بزرگوں کی اولاد ہوں ' یاسر تجھے کافروں کی جمعیت دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ ان کی مثال بہت جلد غائب ہوجانے والے سراب کی ہے"

اس کے بعد دونوں ملاقی ہوئے۔ زبیرؓ نے اسے قتل کردیا۔

بریدۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ اہل خیبر کے قلعے کے مقابل فرد کش ہو کر رسولؐ اللہ نے اپنے علم عمر بن الخطاب کو دیا۔ کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو کر قلعے پر حملہ آور ہوئے اہل خیبر نے ان کا مقابلہ کیا۔۔ عمرؓ اور ان کے ہمراہی پسپا ہو کر رسولؐ اللہ کے پاس پلٹ آئے عمرؓ کے ہمراہی ان کو اور عمرؓ ان کو بزدل ٹھہرانے لگے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو علم دوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کا محبوب ہے دوسرے دن ابوبکر اور عمرؓ نے جھنڈا لینے کے لیے ہاتھ پھیلایا آپؐ نے علیؑ کو بلایا ان کو آشوب چشم تھا آپؐ نے ان کی آنکھوں پر اپنا تھوک لگا دیا اور اپنا جھنڈا ان کو دیا ' بہت سے لوگ ان کے ساتھ یورش کے لیے چلے ' اہل خیبر مقابلے پر آئے اس وقت مرحب یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب
اطعن احیانا" و حینا" اضرب اذا للیوث اقبلت تلھب

(ترجمہ) "خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں ' دلاور ہوں ' جنگ آزمودہ ہوں ' کبھی نیزہ بازی کرتا ہوں اور کبھی شمشیر زنی کرتا ہوں جب کہ مردان دلاور جوش میں بھرے ہوئے لڑنے آتے ہیں"

علیؑ نے اور اس نے ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا۔ علیؑ نے اس کے کاسۂ سر پر ایسا وار زبردست ہاتھ مارا کہ تلوار سر کو کاٹتی ہوئی داڑھوں تک اتر گئی اور ان کی ضرب کی آواز مسلمانوں کی فرود گاہ والوں نے سنی ابھی تمام آدمی بھی ان کے پاس نہ پہنچ پائے تھے اللہ نے علیؑ اور ان کے ساتھیوں کو فتح عطا کی۔

دوسرے سلسلے بریدہؓ سے مروی ہے کہ بسا اوقات رسولؐ اللہ کو درد سر ہو جاتا تھا اس کی وجہ سے وہ کبھی ایک دن اور کبھی دو دن تک باہر تشریف نہ لاتے تھے چنانچہ خیبر آکر آپؐ کے سر میں درد ہوا اور آپؐ بر آمد نہ ہوئے ابوبکرؓ نے آپؐ کے جھنڈے کو لیا حملہ آور ہوئے اور نہایت شدید لڑائی کے بعد پلٹ آئے۔ پھر عمرؓ نے جھنڈا لیا حملہ کیا اور اس مرتبہ پہلی مرتبہ سے بہت زیادہ شدید لڑائی ہوئی مگر وہ بھی بغیر فتح حاصل کیے پلٹ آئے۔ رسولؐ اللہ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپؐ نے فرمایا میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ اسے چاہتے ہیں وہ بزور شمشیر قلعہ فتح کر لے گا۔ علیؑ اس وقت وہاں موجود نہ تھے اس وجہ سے قریش کے ہر فرد کی یہ امید تھی کہ شاید اسی کو علم دیا جائے۔ دوسری صبح علیؑ اپنے اونٹ پر سوار رسول اللہ کی فرودگاہ میں آئے اور آپؐ کے خیمے کے قریب آکر انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ قطری کپڑے کی پٹی آنکھوں پر بندھی تھی۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا قریب آؤ علیؑ آپؐ کے قریب آئے آپؐ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے درد جاتا رہا وہ اس وقت چلے گئے۔ پھر آپؐ نے ان کو اپنا علم دیا۔ اس کے ساتھ بہت سے صحابہؓ ان کے ساتھ ہوئے علیؑ نے اس وقت ایک ارغوانی سرخ حلہ پہن رکھا تھا جس کے استر کو انہوں نے باہر رکھا تھا۔ یہ خیبر کے شہر آئے '

مرحب قلعے کا رئیس یمانی زرد رنگ کا خود پہنے اس پر انڈے کے برابر ایک قیمتی ترشے ہوئے ہیرے کی کلغی لگائے یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں نکلا۔

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب

(ترجمہ) "خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، مسلح ہوں، دلاور ہوں، جنگ آزمودہ ہوں"

علیؑ نے اس کے جواب کہا۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ اکیلکم بالسیف کیل السندرہ

لیث بقابات شدید قسورہ

(ترجمہ) "میں وہ ہوں کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے میں تلوار سے تمہارے اس طرح قطع برید کروں گا جس طرح آک کا درخت کاٹا جاتا ہے میں نہایت ہی تند خو اور بہادر شیر نیستاں ہوں"

دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے۔ مگر علیؑ کا وار پہلے ہوا۔ جس سے تلوار ہیرے خود اور سر کو کاٹتی ہوئی مرحب کی ڈاڑھوں تک اتر گئی اور شہر پر قبضہ کرلیا گیا۔

ابو رافع مولیٰ رسولؐ اللہ سے مروی ہے کہ جب رسولؐ اللہ نے علیؑ ابن ابی طالب کو اپنا علم دے کر لڑنے بھیجا ہم بھی ان کے ساتھ ہوئے۔ جب وہ قلعے کے قریب پہنچے اہل قلعہ مقابلے کے لیے بر آمد ہوئے علیؑ ان سے لڑنے لگے۔ ایک یہودی نے ان پر تلوار ماری جس سے ان کی ڈھال ہاتھ سے گر پڑی علیؑ نے قلعے کے پاس ایک دروازہ تھا اسے اٹھالیا اور اس سے ڈھال کا کام لینے لگے وہ اسے اٹھائے برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دی، تب انہوں نے اسے ڈال دیا لڑائی سے فارغ ہو کر ہم آٹھ آدمیوں نے جن میں میں بھی شامل تھا اس بات کے لئے اپنا پورا زور خرچ کردیا کہ اسے پلٹیں مگر ہم ایسا نہ کر سکے۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب ابن ابی الحقیق کے قصر قموص کو رسولؐ اللہ نے فتح کرلیا صفیہ بنت حیی بن اخطب ایک دوسری عورت کے ساتھ رسولؐ اللہ کی خدمت میں گرفتار کرکے لائی گئی۔ ان کے لانے والے بلالؓ انہیں یہودیوں کے

مقتولین کے پاس سے لے کر گزرے ان کو دیکھ کر صفیہ کی ساتھی نے ایک چیخ ماری' اپنا منہ پیٹا اور سر پر خاک ڈال لی۔ رسولؐ اللہ اسے دیکھ کر فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے ہٹا دو صفیہ کے متعلق آپؐ نے حکم دیا کہ ان کو حفاظت میں لے لیا جائے۔ ان پر چادر ڈال دی گئی جس سے مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کو آپؐ نے اپنے لیے انتخاب فرمایا ہے نیز اس یہودیہ کے واقعے پر آپؐ نے بلالؓ سے فرمایا کہ. رحم تم سے سلب ہو گیا تھا جو تم ان دونوں عورتوں کو ان کے مقتول مردوں کے پاس سے لے کر گزرے۔

اس سے پہلے صفیہؓ نے جب کہ وہ کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کی دلہن تھیں خواب میں دیکھا تھا کہ چاند اس کی گود میں آ گیا ہے اس نے تعبیر کے لیے اس خواب کی تمنا اپنے شوہر سے بیان کیا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے دل میں شاہ حجاز (محمدؐ) کی تمنا ہے۔اس نے اس زور سے ان کو منہ پر طمانچہ مارا کہ آنکھ سرخ ہو گئی۔ جب یہ رسولؐ اللہ کی خدمت میں لائی گئی اس وقت بھی اس طمانچے کا اثر آنکھ میں موجود تھا آپؐ نے اس کی وجہ پوچھی۔

کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق رسولؐ اللہ کے پاس لایا گیا اس کے پاس بنی النضیر کا خزانہ تھا آپؐ نے اس سے خزانہ دریافت کیا اس نے اپنی لا علمی ظاہر کی ایک اور یہودی آپؐ کے پاس پیش کیا گیا اس نے بیان کیا کہ مکہ میں کنانہ کو اس ویرانے میں روزانہ گھومتے دیکھا ہے رسولؐ اللہ نے کنانہ سے کہا دیکھو اگر وہ خزانہ ہمیں تمہارے پاس مل گیا ہم تم کو قتل کردیں گے اس نے کہا بہتر ہے۔ رسولؐ اللہ نے اس ویرانے میں کھودنے کا حکم دیا۔ اور وہاں سے کچھ مال برآمد ہوا۔ آپ نے پھر اس سے کہا کہ جو اور رہ گیا ہے وہ بتا دو مگر اس نے انکار کیا۔ آپؐ نے اسے زبیر بن العوام کے حوالے کردیا اور حکم دیا کہ اس پر سختی کر کے جو کچھ اس کے پاس ہے وصول کرلو۔ زبیر اپنی چقماق سے اس کے سینے کو جلانے لگا' یہاں تک جب وہ قریب المرگ ہوا آپ نے اسے محمد بن مسلمہ کے حوالے کردیا۔ انہوں نے اپنے مقتول بھائی محمود بن مسلمہ کے بدلے میں اس کی گردن مار دی۔

رسولؐ اللہ نے اہل خیبر کو ان کو قلعوں و طیخ اور سلالم میں محصور کرلیا جب

ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوا انہوں نے رسولؐ اللہ سے درخواست کی کہ آپؐ ہماری جان بخشی کریں اور ہمیں یہاں سے جلاوطن کردیں۔ آپؐ نے اس پر عمل کیا اس سے قبل آپؐ نے ان کے مواضعات شق' نطاۃ' کیتہ اور ان دو قلعوں کے علاوہ اور تمام قلعوں پر قبضہ کرلیا تھا جب اہل فدک کو اہل خیبر کی اس درگت کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے بھی رسولؐ اللہ سے یہ درخواست کی کہ آپؐ ان کی جان بخشی فرما کر ان کو جلاوطن کردیں اور وہ اپنی تمام جائیداد آپؐ کے لیے چھوڑ کر چلے جائیں آپؐ نے اسے منظور کر کے حسبۂ عمل کیا۔

اس مصالحت کے لئے بنی حارثہ کے محصہ بن مسعود فریقین میں وکیل بنے جب اہل خیبر نے مذکورہ بالا شرائط پر اطاعت کر لی انہوں نے رسولؐ اللہ سے کہا کہ آپؐ ان زمینوں کی نصف پیداوار کی ادائی پر ہم سے معاملہ کرلیں کیونکہ ہم دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ان سے زیادہ واقف ہیں اور بہتر طریقے پر ان کو آباد رکھیں گے آپؐ نے اسے منظور کرلیا۔ زمینیں ان کے پاس رہنے دیں اور شرط کرلی کہ جب ہم چاہیں گے تم کو ان سے بے دخل کردیں گے۔ اہل فدک نے بھی اس شرط پر صلح کرلی اس طرح خیبر تمام مسلمانوں کی ملکیت عامہ ہوا اور فدک محض رسولؐ اللہ کا خالصہ ہوا۔ کیونکہ اس پر مسلمانوں نے فوج کشی ہی نہیں کی۔

لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد زینب بنت الحارث سلام بن مشکم کی بیوی نے بھنی ہوئی بکری آپؐ کو ہدیتہ" بھیجی اس سے قبل اس نے آپؐ سے دریافت کرایا تھا کہ بکری کا کون عضو آپؐ کو زیادہ مرغوب ہے اس نے کہا کہ دست' اس نے سب سے زیادہ زہر اسی عضو میں ملایا اور پھر تمام بکری کو مسموم کر کے اسے خود آپؐ کے پاس لے کر آئی جب وہ آپؐ کے دسترخوان پر رکھی گئی آپؐ نے دست اٹھا کر اس میں سے ایک ٹکڑا لے کر منہ میں رکھا مگر اسے نگلا نہیں' آپؐ کے ساتھ بشر بن براء المعرور بھی کھانے پر تھے انہوں نے بھی آپؐ کی طرح اس میں ایک ٹکڑا اٹھا کر کھایا اور نگل گئے مگر آپؐ نے تھوک دیا اور فرمایا کہ یہ ہڈی مجھے بتاتی ہے کہ وہ مسموم ہے' آپؐ نے زینب کو بلا کر دریافت کیا اس نے اقرار کیا آپؐ نے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میری قوم کی جو درگت آپؐ نے بنائی ہے وہ ظاہر ہے میں نے

سوچا کہ اگر آپ نبیؐ ہیں آپؐ کو معلوم ہو جائے گا اور اگر دنیادار اور بادشاہ ہیں تو آپؐ کی موت سے میرا دل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ بشر بن براء اس زہر سے انتقال کر گئے آپؐ کے مرض الموت میں بشر کی ماں عیادت کو آئیں آپؐ نے ان سے کہا مجھے اس وقت بھی اس زہر کا اثر محسوس ہو رہا ہے جو میں نے تمہارے بیٹے کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا اسی لیے مسلمان سمجھتے ہیں شرف نبوت کے ساتھ ساتھ رسولؐ اللہ کو شرف شہادت بھی نصیب ہوا۔ خیبر سے فارغ ہو کر آپؐ وادی القریٰ پلٹے چند شب آپؐ نے اس کے باشندوں کا محاصرہ رکھا اور مدینہ واپس آ گئے۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ کے ہمراہ خیبر سے واپسی میں ہم سر مغرب وادی القریٰ پہنچے۔ آپؐ کے ساتھ ایک غلام تھا جسے رفاعہ بن زید الجذامی الضبیبی نے ہدیتہ" آپؐ کو بھیجا تھا ہم ابھی آپؐ کا کجاوہ اتار رہے تھے کہ اڑتے ہوئے تیر نے لگ کر اس کا کام تمام کر دیا ہم سب کہنے لگے اسے جنت مبارک ہو مگر رسولؐ اللہ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت اس کا شملہ دوزخ میں اس کے جسم پر جل رہا ہے۔ خیبر کا غلہ تمام مسلمانوں کے لیے تھا اس بات کو کسی صحابی نے سنا اور وہ آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ وہاں سے اپنے جوتوں کے لیے دو تسمے میں نے لے لیے ہیں آپؐ نے فرمایا ان کے مماثل تم کو آگ میں جلایا جائے گا۔ اسی سفر کے اثناء میں رسولؐ اللہ اور تمام صحابہ صبح کے وقت سوتے رہ گئے اور آفتاب نکل آیا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ خیبر سے واپسی میں کسی جگہ آخر شب میں رسولؐ اللہ نے صحابہ سے کہا شاید ہم سوتے رہیں کون ہمیں نماز صبح کے لیے بیدار کرے گا۔ بلال نے کہا میں جگاؤں گا۔ اس اطمینان پر آپؐ اور تمام صحابہ نے منزل کی اور سو رہے۔ بلالؓ جاگنے کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور جب سب پڑھ چکے تو اونٹ کے سہارے بیٹھ گئے اور صبح ذرا ذرا نمودار ہوا چاہتی تھی کہ نیند کے غلبے سے بلال بھی سو گئے۔ دھوپ کی تمازت نے سب کو بیدار کیا۔ سب سے پہلے خود رسولؐ اللہ بیدار ہوئے۔ آپؐ نے بلال سے کہا یہ تم نے کیا کیا انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ جو نیند آپؐ پر غالب آ گئی

اسی سے میں مغلوب ہوگیا آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔اب آپؐ سب کو لے کر اس جگہ سے تھوڑی دور گئے اور پھر اتر پڑے آپؐ نے وضو کیا تمام لوگوں نے وضو کیا آپؐ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے تکبیر اقامت کہی آپؐ نے سب کو نماز پڑھائی اور سلام کے بعد صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنا بھول جاؤ تو جب یاد آئے پڑھ لو کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ تم میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق صفر میں خیبر فتح ہوا۔

اس غزوے میں رسولؐ اللہ کے ساتھ کچھ مسلمان عورتیں بھی تھیں۔ آپؐ نے اگرچہ مال غنیمت میں ان کا حصہ شریک نہیں کیا مگر مفتوحہ علاقے کی پیداوار میں ان کو شریک کیا۔

خیبر کی فتح کے بعد حجاج بن علاطہ السلمی البہزی رسولؐ اللہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس مکہ میں مال ہے۔ اسی کے بطن سے ان کا بیٹا معرض ابن الحجاج تھا اس کے علاوہ مکہ کے دوسرے تاجروں کے پاس بھی میرا مال پھیلا ہوا ہے۔ آپؐ مجھے مکہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ رسولؐ اللہ نے ان کو اجازت دے دی انہوں نے کہا مگر وہاں جاکر میرے لیے یہ بات ناگزیر ہو گی کہ میں آپؐ کے خلاف کہوں۔ آپؐ نے فرمایا ' کہہ دینا۔

حجاج سے مروی ہے کہ میں آیا کچھ قریش ثنیتہ البیضاء میں مجھے خبروں کی جستجو میں مقیم ملے۔ یہ رسولؐ اللہ کی خبریں پوچھتے تھے کیونکہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ اب خیبر گئے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ یہ مقام حجاز کا باعتبار اپنی خوشحالی ' استحکام اور باشندوں کی شجاعت کے خاص اہمیت رکھتا ہے اس لیے وہ خبروں کی ٹوہ میں تھے دیکھ کر انہوں نے کہا۔ حجاج بن علاط ہے ان کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہ تھی کہنے لگی بخدا ضرور اسے تمام واقعہ معلوم ہو گا اب انہوں نے مجھ سے کہا کہ بتاؤ محمدؐ کا کیا ہوا ہمیں اطلاع ملی ہے قطع رحم کرنے والے نے خیبر پر چڑھائی کی ہے اور وہ یہودیوں کا مرکز اور حجاز کی منڈی ہے میں نے کہا ہاں یہ بات مجھے بھی معلوم ہے اور میں ایسی خبر لایا ہوں جس سے تم خوش ہوگے۔ یہ سن کر وہ میری ناقہ کے چاروں طرف جمع ہوگئے اور کہنے لگے ہاں حجاج خبر سناؤ میں نے کہا ان کو ایسی ذلیل شکست

ہوئی جس کی نظیر نہیں ' ان کے ساتھی بری طرح مارے گئے کہ اس کی بھی نظیر نہیں' خود محمدؐ گرفتار کر لیے گئے اور اہل خیبر کہتے ہیں کہ ہم ان کو مکہ لا کر تمام قریش کے سامنے ان کے مقتولین کے عوض میں قتل کریں گے۔ اس خبر کے سنتے ہی وہ سب کھڑے ہوئے اور تمام مکہ میں انہوں نے اس خبر کو مشہور کیا کہ بس اب محمدؐ یہاں لائے جاتے ہیں اور تم سب کے سامنے قتل کیے جاؤ گے۔

میں نے ان سے کہا کہ ذرا ہمارا یہ کام کر دو جن جن کے ذمے میرا مالی مطالبہ ہے وہ وصول کرا دو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال لے کر جلد سے جلد خیبر پہنچوں اور قبل اس کے کہ اور تاجر وہاں جائیں میں محمدؐ کی شکست خوردہ جماعت سے کچھ حصہ پا سکوں۔ وہ سب اس کام کے لیے اس قدر مستعدی سے فوراً" اٹھ کھڑے ہوئے جس کی نظیر نہیں اور میرا سب مال جمع کر کے میرے پاس لے آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اس کے پاس بھی کچھ نقد رکھا ہوا تھا میں نے اس سے کہا کہ وہ مال ابھی دے دو میں چاہتا ہوں کہ اور تاجروں سے پہلے جلد جلد خیبر پہنچ کر وہاں موقع سے زیادہ سود مند مال خرید سکوں۔

عباس ابن عبدالمطلب کو جب معلوم ہوا کہ میں نے ایسی خبر بیان کی ہے وہ میرے پاس آئے اور میرے پہلو میں کھڑے ہوگئے میں اس وقت تاجروں کے ایک خیمہ میں مقیم تھا۔ مجھ سے انہوں نے پوچھا کیا خبر لائے ہو۔ میں نے کہا اگر کوئی بات آپ سے کہوں تو آپ راز داری کریں گے۔ انہوں نے کہا ' ہاں میں نے کہا اس وقت جائیے میں خود تنہائی میں ملوں گا۔ اس وقت تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں اپنا مال جمع کرنے میں مصروف ہوں' وہ چلے گئے۔ جب میں نے اپنا تمام مال جو مکہ میں پھیلا ہوا تھا جمع کر لیا اور وہاں سے روانگی کی ٹھان لی۔ میں عباسؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوالفضل مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میرا تعاقب کیا جائے گا۔ لہٰذا جو بات میں آپ سے کہوں اس کو آپ تین دن کسی سے بیان نہ کریں۔ انہوں نے کہا بلا خوف جو چاہتے ہو کہہ دو۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ رازداری کروں گا۔ میں نے کہا کہ آپ کے بھتیجے کو میں نے اس حال میں چھوڑا ہے کہ اہل خیبر کے رئیس کی بیٹی صفیہ بنت حیی بن اخطب اب ان کی بیوی ہے۔ انہوں نے خیبر فتح کر کے اس کے تمام مال

و متاع پر قبضہ کرلیا ہے اور اب وہ ان کے اور ان کے صحابہ کی ملکیت ہے۔ عباسؓ نے کہا حجاج کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا بالکل سچ کہہ رہا ہوں آپ کسی سے بیان نہ کریں ' میں خود اسلام لا چکا ہوں اور یہاں صرف اپنا روپیہ لینے آیا تھا کہ مبادا اس پر قریش قبضہ نہ کرلیں۔ جب تین دن گزر جائیں آپ اس خبر کا اعلان کر دیں۔ بخدا واقعہ یہی ہے جو میں نے بیان کیا اور جو آپ چاہتے ہیں۔

تیسرے دن عباسؓ نے اپنا حلہ پہنا خوشبو لگائی عصا لیا اور پھر گھر سے برآمد ہوکر کعبہ آئے اور طواف کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر قریش نے ان سے کہا اے ابوالفضل کیا ایسی مصیبت پیش آئی کہ اس کے تحمل کے لیے تم طواف کر رہے ہو انہوں نے کہا نہیں کوئی مصیبت نہیں اس کعبہ کی قسم محمدؐ نے خیبر فتح کر لیا ہے ' خیبر کی شہزادی ان کے قبضے میں ہے۔ انہوں نے خیبر کے تمام علاقے اور مال و متاع پر قبضہ کر لیا ہے جو اب ان کی اور ان اصحاب کی ملکیت ہے۔ قریش نے پوچھا یہ خبر کون لایا۔ عباس نے کہا وہی شخص جس نے تم کو خبر دی تھی وہ مسلمان ہوکر یہاں آیا تھا اور اپنا مال وصول کرکے چلتا بنا تاکہ رسولؐ اللہ اور ان کے صحابہ کے پاس پہنچ جائے۔ یہ سن کر قریش نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے بخدا اگر ہمیں پہلے معلوم ہو جاتا تو ہم بتاتے تھوڑے عرصے کے بعد دوسرے ذرائع سے ان کو اس خبر کی تصدیق ہوگئی۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ خیبر کے مواضعات میں سے شق اور نطاۃ عام مسلمانوں کے حصے میں آئے اور کیتیبہ اللہ عزوجل کے خمس رسولؐ اللہ کے خمس نیز اقربا' یتامیٰ ' مسافر اور ازواج رسولؐ اللہ کی معاش اور ان لوگوں کے انعام میں جن کی سعی سے اہل فدک اور رسولؐ اللہ کے درمیان صلح ہوئی تھی دیا گیا۔ ان ساعیوں میں محیصہ بن مسعود بھی تھے۔ رسولؐ اللہ نے خیبر کے غلہ میں سے تیس گونے اونٹ کے جو کے اور تیس گونے کھجور ان کو دیئے۔ آپؐ نے خیبر کے شرکائے حدیبیہ میں چاہے وہ خیبر کے واقعہ میں شریک ہوئے یا نہیں تقسیم فرمایا مگر صرف ایک جابر بن عبداللہ بن خرام الانصاری ایسے تھے جو شریک نہ ہو سکے تھے مگر رسولؐ اللہ نے اوروں کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا۔

رسولؐ اللہ نے جب خیبر فتح کیا۔ اللہ نے اہل فدک کے دل میں اہل خیبر کی

ذلیل شکست سے ایسا رعب ڈالا کہ انہوں نے خود ہی نصف پیداوار کی ادائی پر رسولؐ اللہ سے مصالحت کی درخواست کی ان کی وکلاءانعقاد صلح کے لیے خیبر' اثنائے راہ یا آپ کے مدینہ آ جانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کی درخواست منظور فرمالی اس طرح فدک پر چونکہ مسلمانوں نے فوج کشی نہیں کی تھی یہ علاقہ محض آپؐ کی ذات کے لیے خالصہ ہوا۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ اس فتح کے بعد عبدالرحمٰن بن رواحہ مقاسمۂ پیداوار کے لیے خیبر جاتے تھے اور وہ ان کی پیداوار کا اندازہ لگاتے تھے جب اہل خیبر ان سے اس کی شکایت کرتے کہ آپ نے ظلم کیا وہ کہتے کہ تم کو اختیار ہے چاہے اندازے کا نفع ہمیں دو یا تم لے لو دونوں میں جو مقدار چاہو ہمیں دو اس پر یہودی کہتے کہ اسی عدل پر آسمان اور زمین برقرار ہیں اپنی مدت العمر عبدالرحمٰن رواحہ مقاسمۂ کرتے رہے' ان کے انتقال کے بعد بنی سلمہ کے جبار بن مخر بن خنساء اس کام پر متعین ہوئے۔ عرصہ تک یہودی اس معاملہ پر قائم رہے مسلمانوں کو ان سے شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ البتہ جب انھوں نے رسولؐ اللہ کے عہد ہی میں بنی حارثہ کے عبداللہ بن سہل کو شہید کرڈالا۔ رسولؐ اللہ اور مسلمانوں نے ان کے قتل کا ملزم ان کو ٹھہرایا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب الزہری سے پوچھا کہ آیا رسولؐ اللہ نے خیبر کے یہودیوں کو اپنی وفات تک اس کے نخلستان ٹھیکہ پر دیئے تھے۔ یا کسی اور وجہ سے وہ ان کے قبضہ میں چھوڑ دیئے گئے۔ انہوں نے کہا رسولؐ اللہ نے جنگ کے بعد خیبر کو بزور فتح کیا تھا اور وہ اللہ کی طرف سے بطور غنیمت آپؐ نے اس کے پانچ حصے کرکے اسے مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔ لڑائی کے بعد اہل خیبر نے اس بات کی رضا مندی پر سر اطاعت خم کیا تھا کہ ان کو جلا وطن کر دیا جائے گا۔ اس اقرار کے بعد رسولؐ اللہ نے ان کو بلا کر کہا اگر تم چاہو تو تمہاری یہ جائیداد ہم تمہارے ہی پاس رہنے دیں اس شرط پر کہ تم اسے آباد رکھو اور اس کی پیداوار کا ہم سے معاملہ کرلو اس بات کو انہوں نے قبول کرلیا اور اب اس پر معاملہ ہوگیا۔ رسولؐ عبداللہ بن رواجہ کے مقاسمہ کے لیے بھیجتے تھے۔ وہ خیبر کی فصل کی بٹائی کرتے تھے اور

اندازے میں مساوات کرتے۔ رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ یہی معاملہ رکھا۔ عمرؓ نے اپنے ابتدائی عہد میں یہی صورت برقرار رکھی مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ رسولؐ اللہ نے اپنے مرض الموت میں یہ فرمایا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ رہیں اور تحقیقات کے بعد یہ قول ثابت ہوگیا انہوں نے یہودیوں سے کہلا بھیجا کہ اللہ نے تمہاری جلاوطنی کی اجازت دے دی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ رہیں لہٰذا جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو اسے ترک وطن کے لیے تیار ہوجانا چاہیے۔ اس طرح عمرؓ نے ان تمام یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے جلاوطن کر دیا۔

خیبر کی فتح سے فارغ ہوکر رسولؐ اللہ مدینہ آئے۔ اس سال محرم میں واقدی کے بیان کے مطابق رسولؐ اللہ نے زینبؓ کو ان کے شوہر ابی العاص بن الربیع کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس سال حاطبؓ بن ابی بلتعہ، مقوقس کے پاس سے ماریہؓ ان کی بہن سیرین، دلدل خچر، یعقور گدھا اور لباس لے کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں آئے۔ مقوقس نے ان دونوں بہنوں کے ساتھ ایک خصی غلام بھی کردیا تھا جو ساتھ تھا۔ مدینہ آنے سے پہلے ہی حاطبؓ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہوگئیں رسولؐ اللہ نے ان کو ام سلیم بنت ملحان کے گھر میں ٹھہرایا ماریہؓ خوب صورت اور گوری تھیں ان کی بہن سیرن کو آپ نے حسان بن ثابت کے پاس بھیج دیا جس سے ان کے لڑکے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے۔

اس سال رسولؐ اللہ نے وہ منبر بنوایا جس پر بیٹھ کر آپؐ خطبہ دیتے تھے اس کے دو زینے اور پھر نشست گاہ تھی یہ بھی بیان کیاگیا ہے کہ سب سے پہلے ۸ ھ میں یہ منبر بنایا گیا اور یہی ثابت ہے۔

اس سال رسولؐ اللہ نے عمرؓ کو تیس آدمیوں کے ساتھ قبیلہ ہوازن کی آخری جماعتوں کے مقابلہ پر بھیجا بنی ہلال کے ایک راہنما کو لے کر چلے رات کو چلتے اور دن میں چھپے رہتے مگر ہوازن کو ان کی پیش قدمی کا علم ہوگیا وہ بھاگ گئے۔ عمرؓ کو ان پر حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکا اور وہ پلٹ آئے نیز اس سال شعبان میں ابوبکرؓ کی امارت میں ایک مہم نجد گئی اس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال شعبان میں بشیربنؓ سعد کی امارت میں تیس آدمیوں کی ایک مہم بنی مرہ کے مقابلہ پر فدک گئی' ان کے تمام ساتھی لڑائی میں کام آ گئے وہ خود بھی زخمی مقتولین میں اٹھائے گئے اور پھر یہ مدینہ چلے آئے۔

اس سال رمضان میں غالب بن عبداللہ کی امارت میں ایک مہم میفتہ گئی۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے غالب بن عبداللہ انکلی کو بنی مرہ کے علاقے میں بھیجا وہاں انہوں نے جھتیہ کے خاندان حرقہ کے مرد اس بن نہیک کو جو بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کردیا۔ اسے اسامہ بن زید اور ایک انصاری نے قتل کیا تھا اسامہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے اس پر حملہ کیا اس نے کلمہ شہادت لا الٰہ الا اللہ کہا مگر ہم نے نہ مانا اور اسے قتل ہی کردیا۔ مدینہ آ کر ہم نے اس واقعہ کو رسولؐ اللہ سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا اسامہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کے بعد اب کون تمہارا کفیل ہو سکتا ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ اسی سال غالبؓ بن عبداللہ کی مہم بنی عبد بن ثعلبہ کو بھیجی گئی بیان کیا گیا ہے کہ رسولؐ اللہ کے مولیٰ یسارؓ نے آپؐ سے کہا کہ میں بنی عبد بن ثعلبہ پر ان کی بے خبری میں ان پر حملہ کرنے کے موقع سے واقف ہوں آپ نے غالبؓ بن عبداللہ کو ایک سو تیس آدمیوں کے ساتھ اس کے ہمراہ بھیج دیا۔ انہوں نے ان پر غارت گری کی اور ان کے مویشی لوٹ کر مدینہ لے آئے۔

اس سال ماہ شوال میں بشیربن سعد کی مہم یمن اور خیات بھیجی گئی۔ اس مہم کے ارسال کی وجہ یہ ہوئی کہ حسیل بن نویرۃ الاتجعی جو خیبر کی چڑھائی میں رسولؐ اللہ کا راہنما تھا آپؐ کے پاس آیا آپؐ نے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا غطفان کی ایک جمعیت خیات میں موجود ہے۔ عینیہ بن حصن نے ان سے کہلا کر بھیجا ہے کہ وہ آپؐ کی طرف بڑھیں۔ رسولؐ اللہ نے بشیربن سعد کو حسیل کے ساتھ اس جماعت کی طرف بھیجا۔ اس مہم نے ان کے مویشی لوٹ لیے عینیہ بن حصن پسپا ہوا' اس پسپائی میں حارث بن عوف کی اس سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے عینیہ سے کہا اب تمہارا یہ حال ہو گیا کہ تم اپنے سامنے والی جماعت کے مقابلہ سے بھاگتے ہو۔

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق خیبر سے مدینہ واپس آکر رسولؐ اللہ نے ربیع

الاول ' ربیع الاٰخر ' جمادی الاٰخر ' جمادی الاول ' رجب ' شعبان ' رمضان' اور شوال وہیں اقامت فرمائی ' اس اثناء میں آپؐ نے دوسروں کی امارت میں متعدد مہمیں بھیجیں ' ذی القعدہ میں آپؐ عمرہ قضا کے لیے اسی ماہ جس میں کہ گزشتہ سال کفار نے آپؐ کو مکہ داخل ہونے سے روک دیا تھا ان تمام صحابہؓ کے ساتھ جو پہلے سفر میں آپؐ کے ساتھ تھے مکہ روانہ ہوئے اہل مکہ کو آپؐ کے قدوم کا علم ہوا ' وہ حسب قرارداد خود مکہ چھوڑ کر باہر گئے اور رسولؐ اللہ اور مسلمانوں کے متعلق آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ کہ یہ لوگ آج کل بہت عسرت اور مالی مشکلات میں مبتلا نظر آتے ہیں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قریش رسولؐ اللہ اور آپ کے ہمراہ مسلمانوں کو دیکھنے کے لیے اپنی چوپال کے پاس صف بستہ کھڑے ہوگئے۔ مسجد میں پہنچ کر آپؐ نے اپنی چادر داہنی بغل میں دبائی اور اپنا سیدھا ہاتھ اٹھایا اور کہا اللہ نے میرے حال پر رحم کیا کہ اس نے آج ان کو میری قوت دکھادی ' پھر آپؐ نے رکن کو بوسہ دیا اور آپؐ اور صحابہؓ تیز قدم سے طواف کرنے لگے ' جب بیت اللہ کی آڑ میں آ گئے اور رکن یمانی کو آپؐ نے بوسہ دیا اور پھر آپؐ نے معمولی رفتار میں حجر اسود کو بوسہ دیا اور آپؐ پھر تیز قدم چلے اس طرح آپؐ نے تین طواف کیے اور تمام بیت اللہ میں چکر لگایا۔ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اس طرح تیز قدم طواف کرنا عام مسلمانوں پر اس لیے واجب نہیں کہ ایسا رسولؐ اللہ نے صرف قریش کو دکھانے کے لیے اس وقت کیا تھا۔ کیونکہ آپؐ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ آج کل مسلمان بہت ہی تکلیف میں ہیں اور درماندہ ہیں مگر حجتہ الوداع میں رسولؐ نے اسی طرح تیز قدم طواف کیا ' اس وقت یہ سنت رائج ہوگئی۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ اس عمرہ میں جب رسولؐ اللہ مکہ میں داخل ہوئے اس وقت عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار تھامے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

خلواتی الکفار عن سبیلہ انی شہید انہ رسولہ
خلوا فکل الخیر فی رسولہ

اعرف حق اللہ فی قبولہ نحن قتلنا کم علی تاویلہ
کما قلنا کم علی تنزیلہ ضربا" یزیل الھام عن مقیلہ
و یذھل الخلیل عن خلیلہ

(ترجمہ) "اے کفار ان کا راستہ چھوڑ دو 'میں گواہ ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ تم ان کے راستے سے ہٹ جاؤ 'کیونکہ تمام خوبیاں اس کے رسول میں موجود ہیں' اے میرے رب میں ان کے ارشاد پر ایمان لاتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اس کے قبول کرنے میں اللہ کا حق پورا ہوتا ہے ہم نے ان کے حکم سے پوری طرح اس کے مفہوم کو سمجھ کر تم سے جنگ کی اور ایسی ضربت ماری جس سے کاسۂ سر اپنے مقام سے جدا ہوگئے 'اور دوست کو دوست کی خبر نہ رہی"

ابن عباس سے مروی ہے کہ آپؐ نے اس سفر میں حالت احرام میں میمونہؓ بنت الحارث سے نکاح کیا۔ عباس بن عبدالمطلب نے ان کو آپؐ سے بیاہا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تین دن رسولؐ اللہ نے مکہ میں قیام فرمایا۔ تیسرے دن **حویطب** بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدو بن نصر بن مالک بن حسل چند اور قریش کے ساتھ آپؐ کے پاس آیا اسے قریش نے آپؐ کو مکہ سے چلتا کرنے کے لیے اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا۔ اس وفد نے آپؐ سے کہا کہ چونکہ مدت معمور گزر چکی ہے اب آپؐ یہاں سے چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا اس میں تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اجازت دے دو کہ میں تمہارے یہاں اپنی شادی منالوں اور تمہاری دعوت کروں۔ انہوں نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے آپؐ چلے جائیں۔ رسولؐ اللہ مکہ سے نکل آئے۔ آپؐ نے اپنے مولیٰ ابورافع کو وہیں چھوڑ دیا وہ آپ کی بیوی میمونہ کو لے کر مقام سرف میں آپؐ سے آ ملے۔ یہاں آپؐ ان سے شب باش ہوئے۔ آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ نذر کے جانور بدل دیں اور خود آپؐ نے بھی بدلے۔ صحابہؓ کو اونٹوں کے متعلق دشواری معلوم ہوئی آپؐ نے ان کو گائے کی اجازت دی 'اس کے بعد ذی الحجہ میں مدینہ چلے آئے۔ اس سال بھی حج مشرکوں کے انتقام میں ہوا۔ ذی الحجہ کے بقیہ حصے محرم 'صفر' ربیع الاول اور ربیع الثانی آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمائے 'جمادی الاولیٰ میں آپؐ نے وہ مہم روانہ کی جو موتہ میں ہلاک

ہو گئی۔

زہری کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ عمرہ حدیبیہ کی آئندہ سال قضا کریں اور ہدی لے جائیں۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یہ عمرہ قضا نہ تھا بلکہ آپؐ نے مسلمانوں سے وعدہ لے لیا تھا کہ جس ماہ میں مشرکین نے ان کو عمرہ کرنے سے روکا ہے اسی ماہ وہ آئندہ سال پھر عمرہ کرنے جائیں۔ واقدی کہتے ہیں کہ ہم زہری کے بیان کو زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ گزشتہ موقع پر مسلمان مکہ میں داخل ہونے سے روک دیئے گئے تھے اور وہ بیت اللہ تک نہیں پہنچ سکے تھے' اس لیے یہ عمرہ قضا ہوا۔ اس عمرہ میں رسولؐ اللہ اپنے ساتھ قربانی کے ساٹھ جانور لے گئے تھے۔

عاصم بن عمر قتادہ سے مروی ہے کہ اس عمرہ میں رسولؐ اللہ خود' زرہ اور نیزے لے گئے تھے سو گھوڑے ساتھ تھے۔ بشیر بن سعدؓ اسلحہ کے محافظ تھے اور محمد بن مسلمہ سواروں کے امیر تھے' قریش کو اس کی اطلاع ہوئی' وہ گھبرائے۔ انہوں نے مکرز بن حفص بن الاخیف کو آپؐ کے پاس بھیجا۔ یہ مقام مرانظران میں آپؐ کے پاس آیا آپ نے اس سے کہا کوئی چھوٹی یا بڑی بات آج تک ایسی نہیں ہوئی کہ میں نے اس میں وعدہ کا ایفا نہ کیا ہو میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں مسلح حالت میں مکہ میں داخل ہوں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اسلحہ میرے قریب ہوں اور کچھ نہیں۔ اس اطمینان دلانے پر مکرز قریش کے پاس پلٹ آیا اور اس نے یہ بات ان سے کہہ دی۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ذی القعدہ میں ابن ابی العوجا السلمی کی مہم بنی سلیم کے مقابلہ پر بھیجی گئی۔ مکہ سے واپس آکر آپؐ نے ان کو پچاس آدمیوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کردیا۔ وہ گئے' بنی سلیم سے مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کی یہ تمام جماعت کام آگئی' مگر واقدی کا خیال ہے کہ ابن ابی العوجا جان بچا کر مدینہ چلے آئے البتہ ان کے اور تمام ساتھی شہید ہو گئے۔ (تاریخ طبری جلد ا ص ۳۵۷ سطر ۳)

اتحاد بین المسلمین کے تقاضوں کے عین مطابق

۷۸۶
۱۲۸ — ۹۲ — ۱۱۰

مکمل سیٹ

۳۰ جلدیں

رعائتی ہدیہ میں

سیرت النبی ﷺ

محقق وحید جناب
طالب حسین کرپالوی
کی طرف سے عالمی ریکارڈ

۳۵ روپے ماہانہ
کے ممبر بن کر ہر
دوسرے ماہ گھر
بیٹھے ایک جلد وصول
پائیے۔

فون: ۷۲۳۱۲۱۶

الناشر: اسلامیہ دار التبلیغ ۱۶۔ نئی انارکلی، لاہور

و متاع پر قبضہ کرلیا ہے اور اب وہ ان کے اور ان کے صحابہ کی ملکیت ہے۔ عباسؓ نے کہا حجاج کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا بالکل سچ کہہ رہا ہوں آپ کسی سے بیان نہ کریں ' میں خود اسلام لا چکا ہوں اور یہاں صرف اپنا روپیہ لینے آیا تھا کہ مبادا اس پر قریش قبضہ نہ کرلیں۔ جب تین دن گزر جائیں آپ اس خبر کا اعلان کر دیں۔ بخدا واقعہ یہی ہے جو میں نے بیان کیا اور جو آپ چاہتے ہیں۔

تیسرے دن عباسؓ نے اپنا حلہ پہنا خوشبو لگائی عصا لیا اور پھر گھر سے برآمد ہوکر کعبہ آئے اور طواف کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر قریش نے ان سے کہا اے ابوالفضل کیا ایسی مصیبت پیش آئی کہ اس کے تحمل کے لیے تم طواف کر رہے ہو انہوں نے کہا نہیں کوئی مصیبت نہیں اس کعبہ کی قسم محمدؐ نے خیبر فتح کر لیا ہے ' خیبر کی شہزادی ان کے قبضے میں ہے۔ انہوں نے خیبر کے تمام علاقے اور مال و متاع پر قبضہ کر لیا ہے جو اب ان کی اور ان اصحاب کی ملکیت ہے۔ قریش نے پوچھا یہ خبر کون لایا۔ عباس نے کہا وہی شخص جس نے تم کو خبر دی تھی وہ مسلمان ہوکر یہاں آیا تھا اور اپنا مال وصول کرکے چلتا بنا تاکہ رسولؐ اللہ اور ان کے صحابہ کے پاس پہنچ جائے۔ یہ سن کر قریش نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے بخدا اگر ہمیں پہلے معلوم ہو جاتا تو ہم بتاتے تھوڑے عرصے کے بعد دوسرے ذرائع سے ان کو اس خبر کی تصدیق ہوگئی۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ خیبر کے مواضعات میں سے شق اور نطاۃ عام مسلمانوں کے حصے میں آئے اور کیتبہ اللہ عزوجل کے خمس رسولؐ اللہ کے خمس نیز اقربا' یتامیٰ ' مسافر اور ازواج رسولؐ اللہ کی معاش اور ان لوگوں کے انعام میں جن کی سعی سے اہل فدک اور رسولؐ اللہ کے درمیان صلح ہوئی تھی دیا گیا۔ ان ساعیوں میں محیصہ بن مسعود بھی تھے۔ رسولؐ اللہ نے خیبر کے غلہ میں سے تیس گونے اونٹ کے جو کے اور تیس گونے کھجور ان کو دیئے۔ آپؐ نے خیبر کے شرکائے حدیبیہ میں چاہے وہ خیبر کے واقعہ میں شریک ہوئے یا نہیں تقسیم فرمایا مگر صرف ایک جابر بن عبداللہ بن حرام الانصاری ایسے تھے جو شریک نہ ہو سکے تھے مگر رسولؐ اللہ نے اوروں کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا۔

رسولؐ اللہ نے جب خیبر فتح کیا۔ اللہ نے اہل فدک کے دل میں اہل خیبر کی

ذلیل شکست سے ایسا رعب ڈالا کہ انہوں نے خود ہی نصف پیداوار کی ادائی پر رسولؐ اللہ سے مصالحت کی درخواست کی ان کی وکلاءانعقاد صلح کے لیے خیبر' اثنائے راہ یا آپ کے مدینہ آ جانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کی درخواست منظور فرمالی اس طرح فدک پر چونکہ مسلمانوں نے فوج کشی نہیں کی تھی یہ علاقہ محض آپؐ کی ذات کے لیے خالصہ ہوا۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ اس فتح کے بعد عبدالرحمٰن بن رواحہ مقاسمہ پیداوار کے لیے خیبر جاتے تھے اور وہ ان کی پیداوار کا اندازہ لگاتے تھے جب اہل خیبر ان سے اس کی شکایت کرتے کہ آپ نے ظلم کیا وہ کہتے کہ تم کو اختیار ہے چاہے اندازے کا نفع ہمیں دو یا تم لے لو دونوں میں جو مقدار چاہو ہمیں دو اس پر یہودی کہتے کہ اسی عدل پر آسمان اور زمین برقرار ہیں اپنی مدت العمر عبدالرحمٰن رواحہ مقاسمہ کرتے رہے ' ان کے انتقال کے بعد بنی سلمہ کے جبار بن مخر بن خنساء اس کام پر متعین ہوئے۔ عرصہ تک یہودی اس معاملہ پر قائم رہے مسلمانوں کو ان سے شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ البتہ جب انھوں نے رسولؐ اللہ کے عہد ہی میں بنی حارثہ کے عبداللہ بن سہل کو شہید کرڈالا۔ رسولؐ اللہ اور مسلمانوں نے ان کے قتل کا ملزم ان کو ٹھہرایا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب الزہری سے پوچھا کہ آیا رسولؐ اللہ نے خیبر کے یہودیوں کو اپنی وفات تک اس کے نخلستان ٹھیکہ پر دیئے تھے۔ یا کسی اور وجہ سے وہ ان کے قبضہ میں چھوڑ دیئے گئے۔ انہوں نے کہا رسولؐ اللہ نے جنگ کے بعد خیبر کو بزور فتح کیا تھا اور وہ اللہ کی طرف سے بطور غنیمت آپؐ نے اس کے پانچ حصے کرکے اسے مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔ لڑائی کے بعد اہل خیبر نے اس بات کی رضا مندی پر سر اطاعت خم کیا تھا کہ ان کو جلا وطن کر دیا جائے گا۔ اس اقرار کے بعد رسولؐ اللہ نے ان کو بلا کر کہا اگر تم چاہو تو تمہاری یہ جائیداد ہم تمہارے ہی پاس رہنے دیں اس شرط پر کہ تم اسے آباد رکھو اور اس کی پیداوار کا ہم سے معاملہ کرلو اس بات کو انہوں نے قبول کرلیا اور اب اس پر معاملہ ہوگیا۔ رسولؐ عبداللہ بن رواجہ کے مقاسمہ کے لیے بھیجتے تھے۔ وہ خیبر کی فصل کی بٹائی کرتے تھے اور

اندازے میں مساوات کرتے۔ رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ یہی معاملہ رکھا۔ عمرؓ نے اپنے ابتدائی عہد میں یہی صورت برقرار رکھی مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ رسولؐ اللہ نے اپنے مرض الموت میں یہ فرمایا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ رہیں اور تحقیقات کے بعد یہ قول ثابت ہوگیا انہوں نے یہودیوں سے کہلا بھیجا کہ اللہ نے تمہاری جلاوطنی کی اجازت دے دی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ رہیں لہٰذا جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو اسے ترک وطن کے لیے تیار ہوجانا چاہیے۔ اس طرح عمرؓ نے ان تمام یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے جلاوطن کر دیا۔

خیبر کی فتح سے فارغ ہوکر رسولؐ اللہ مدینہ آئے۔ اس سال محرم میں واقدی کے بیان کے مطابق رسولؐ اللہ نے زینبؓ کو ان کے شوہر ابی العاص بن الربیع کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس سال حاطبؓ بن ابی بلتعہ' مقوقس کے پاس سے ماریہؓ ان کی بہن سیرین' دلدل خچر' یعقور گدھا اور لباس لے کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں آئے۔ مقوقس نے ان دونوں بہنوں کے ساتھ ایک خصی غلام بھی کردیا تھا جو ساتھ تھا۔ مدینہ آنے سے پہلے ہی حاطبؓ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہوگئیں رسولؐ اللہ نے ان کو ام سلیم بنت ملحان کے گھر میں ٹھہرایا ماریہؓ خوب صورت اور گوری تھیں ان کی بہن سیرن کو آپ نے حسان بن ثابت کے پاس بھیج دیا جس سے ان کے لڑکے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے۔

اس سال رسولؐ اللہ نے وہ منبر بنوایا جس پر بیٹھ کر آپؐ خطبہ دیتے تھے اس کے دو زینے اور پھر نشست گاہ تھی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے ۸ ھ میں یہ منبر بنایا گیا اور یہی ثابت ہے۔

اس سال رسولؐ اللہ نے عمرؓ کو تیس آدمیوں کے ساتھ قبیلہ ہوازن کی آخری جماعتوں کے مقابلہ پر بھیجا بنی ہلال کے ایک راہنما کو لے کر چلے رات کو چلتے اور دن میں چھپے رہتے مگر ہوازن کو ان کی پیش قدمی کا علم ہوگیا وہ بھاگ گئے۔ عمرؓ کو ان پر حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکا اور وہ پلٹ آئے نیز اس سال شعبان میں ابوبکرؓ کی امارت میں ایک مہم نجد گئی اس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال شعبان میں بشیربنؓ سعد کی امارت میں تیس آدمیوں کی ایک مہم بنی مرہ کے مقابلہ پر فدک گئی' ان کے تمام ساتھی لڑائی میں کام آ گئے وہ خود بھی زخمی مقتولین میں اٹھائے گئے اور پھر یہ مدینہ چلے آئے۔

اس سال رمضان میں غالب بن عبداللہ کی امارت میں ایک مہم میفتہ گئی۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے غالب بن عبداللہ انکلی کو بنی مرہ کے علاقے میں بھیجا وہاں انہوں نے جھتیہ کے خاندان حرقہ کے مرداس بن نہیک کو جو بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کردیا۔ اسے اسامہ بن زید اور ایک انصاری نے قتل کیا تھا اسامہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے اس پر حملہ کیا اس نے کلمہ شہادت لا الٰہ الا اللہ کہا مگر ہم نے نہ مانا اور اسے قتل ہی کردیا۔ مدینہ آکر ہم نے اس واقعہ کو رسولؐ اللہ سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا اسامہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کے بعد اب کون تمہارا کفیل ہو سکتا ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ اسی سال غالبؓ بن عبداللہ کی مہم بنی عبد بن ثعلبہ کو بھیجی گئی بیان کیا گیا ہے کہ رسولؐ اللہ کے مولیٰ یسارؓ نے آپؐ سے کہا کہ میں بنی عبد بن ثعلبہ پر ان کی بے خبری میں ان پر حملہ کرنے کے موقع سے واقف ہوں آپ نے غالبؓ بن عبداللہ کو ایک سو تیس آدمیوں کے ساتھ اس کے ہمراہ بھیج دیا۔ انہوں نے ان پر غارت گری کی اور ان کے مویشی لوٹ کر مدینہ لے آئے۔

اس سال ماہ شوال میں بشیربن سعد کی مہم یمن اور خیات بھیجی گئی۔ اس مہم کے ارسال کی وجہ یہ ہوئی کہ حسیل بن نویرۃ الاتجعی جو خیبر کی چڑھائی میں رسولؐ اللہ کا راہنما تھا آپؐ کے پاس آیا آپؐ نے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا غطفان کی ایک جمعیت خیات میں موجود ہے۔ عینیہ بن حصن نے ان سے کہلا کر بھیجا ہے کہ وہ آپؐ کی طرف بڑھیں۔ رسولؐ اللہ نے بشیربن سعد کو حسیل کے ساتھ اس جماعت کی طرف بھیجا۔ اس مہم نے ان کے مویشی لوٹ لیے عینیہ بن حصن پسپا ہوا' اس پسپائی میں حارث بن عوف کی اس سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے عینیہ سے کہا اب تمہارا یہ حال ہو گیا کہ تم اپنے سامنے والی جماعت کے مقابلہ سے بھاگتے ہو۔

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق خیبر سے مدینہ واپس آکر رسولؐ اللہ نے ربیع

الاول ' ربیع الاٰخر ' جمادی الاٰخر ' جمادی الاول ' رجب ' شعبان ' رمضان' اور شوال وہیں اقامت فرمائی ' اس اثناء میں آپؐ نے دوسروں کی امارت میں متعدد مہمیں بھیجیں ' ذی القعدہ میں آپؐ عمرہ قضا کے لیے اسی ماہ جس میں کہ گزشتہ سال کفار نے آپؐ کو مکہ داخل ہونے سے روک دیا تھا ان تمام صحابہؓ کے ساتھ جو پہلے سفر میں آپؐ کے ساتھ تھے مکہ روانہ ہوئے اہل مکہ کو آپؐ کے قدوم کا علم ہوا ' وہ حسب قرارداد خود مکہ چھوڑ کر باہر گئے اور رسولؐ اللہ اور مسلمانوں کے متعلق آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ کہ یہ لوگ آج کل بہت عسرت اور مالی مشکلات میں مبتلا نظر آتے ہیں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قریش رسولؐ اللہ اور آپ کے ہمراہ مسلمانوں کو دیکھنے کے لیے اپنی چوپال کے پاس صف بستہ کھڑے ہوگئے۔ مسجد میں پہنچ کر آپؐ نے اپنی چادر داہنی بغل میں دبائی اور اپنا سیدھا ہاتھ اٹھایا اور کہا اللہ نے میرے حال پر رحم کیا کہ اس نے آج ان کو میری قوت دکھادی' پھر آپؐ نے رکن کو بوسہ دیا اور آپؐ اور صحابہؓ تیز قدم سے طواف کرنے لگے ' جب بیت اللہ کی آڑ میں آ گئے اور رکن یمانی کو آپؐ نے بوسہ دیا اور پھر آپؐ نے معمولی رفتار میں حجر اسود کو بوسہ دیا اور آپؐ پھر تیز قدم چلے اس طرح آپؐ نے تین طواف کیے اور تمام بیت اللہ میں چکر لگایا۔ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اس طرح تیز قدم طواف کرنا عام مسلمانوں پر اس لیے واجب نہیں کہ ایسا رسولؐ اللہ نے صرف قریش کو دکھانے کے لیے اس وقت کیا تھا۔ کیونکہ آپؐ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ آج کل مسلمان بہت ہی تکلیف میں ہیں اور درماندہ ہیں مگر حجتہ الوداع میں رسولؐ نے اسی طرح تیز قدم طواف کیا ' اس وقت یہ سنت رائج ہوگئی۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ اس عمرہ میں جب رسولؐ اللہ مکہ میں داخل ہوئے اس وقت عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار تھامے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

خلواتی الکفار عن سبیلہ انی شہید انہ رسولہ
خلوا فکل الخیر فی رسولہ

Section.....Status.....
D.D. Class.....
NAJAFI BOOK LIBRARY

أعرف حق الله فی قبوله نحن قتلنا کم علی تاویله
کما قلنا کم علی تنزیله ضربا" یزیل الهام عن مقیله
و یذهل الخلیل عن خلیله

(ترجمہ) "اے کفار ان کا راستہ چھوڑ دو ' میں گواہ ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ تم ان کے راستے سے ہٹ جاؤ ' کیونکہ تمام خوبیاں اس کے رسول میں موجود ہیں' اے میرے رب میں ان کے ارشاد پر ایمان لاتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اس کے قبول کرنے میں اللہ کا حق پورا ہوتا ہے ہم نے ان کے حکم سے پوری طرح اس کے مفہوم کو سمجھ کر تم سے جنگ کی اور ایسی ضربت ماری جس سے کاسۂ سر اپنے مقام سے جدا ہوگئے ' اور دوست کو دوست کی خبر نہ رہی"

ابن عباس سے مروی ہے کہ آپؐ نے اس سفر میں حالت احرام میں میمونہؓ بنت الحارث سے نکاح کیا۔ عباس بن عبدالمطلب نے ان کو آپؐ سے بیاہا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تین دن رسولؐ اللہ نے مکہ میں قیام فرمایا۔ تیسرے دن **حویطب** بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدو بن نصر بن مالک بن حسل چند اور قریش کے ساتھ آپؐ کے پاس آیا اسے قریش نے آپؐ کو مکہ سے چلتا کرنے کے لیے اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا۔ اس وفد نے آپؐ سے کہا کہ چونکہ مدت معمور گزر چکی ہے اب آپؐ یہاں سے چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا اس میں تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اجازت دے دو کہ میں تمہارے یہاں اپنی شادی منالوں اور تمہاری دعوت کروں۔ انہوں نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے آپؐ چلے جائیں۔ رسولؐ اللہ مکہ سے نکل آئے۔ آپؐ نے اپنے مولیٰ ابورافع کو وہیں چھوڑ دیا وہ آپ کی بیوی میمونہ کو لے کر مقام سرف میں آپؐ سے آ ملے۔ یہاں آپؐ ان سے شب باش ہوئے۔ آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ نذر کے جانور بدل دیں اور خود آپؐ نے بھی بدلے۔ صحابہؓ کو اونٹوں کے متعلق دشواری معلوم ہوئی آپؐ نے ان کو گائے کی اجازت دی ' اس کے بعد ذی الحجہ میں مدینہ چلے آئے۔ اس سال بھی حج مشرکوں کے انتظام میں ہوا۔ ذی الحجہ کے بقیہ حصے محرم ' صفر ' ربیع الاول اور ربیع الثانی آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمائے ' جمادی الاولیٰ میں آپؐ نے وہ مہم روانہ کی جو موتہ میں ہلاک

API BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welfare Trust (R)
Shop No. 11, M.L. Heights,
Mirza Kareej Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400 Pakistan

ہو گئی۔

زہری کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ عمرہ حدیبیہ کی آئندہ سال قضا کریں اور ہدی لے جائیں۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یہ عمرہ قضا نہ تھا بلکہ آپؐ نے مسلمانوں سے وعدہ لے لیا تھا کہ جس ماہ میں مشرکین نے ان کو عمرہ کرنے سے روکا ہے اسی ماہ وہ آئندہ سال پھر عمرہ کرنے جائیں۔ واقدی کہتے ہیں کہ ہم زہری کے بیان کو زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ گزشتہ موقع پر مسلمان مکہ میں داخل ہونے سے روک دیئے گئے تھے اور وہ بیت اللہ تک نہیں پہنچ سکے تھے، اس لیے یہ عمرہ قضا ہوا۔ اس عمرہ میں رسولؐ اللہ اپنے ساتھ قربانی کے ساٹھ جانور لے گئے تھے۔

عاصم بن عمر قتادہ سے مروی ہے کہ اس عمرہ میں رسولؐ اللہ خود، زرہ اور نیزے لے گئے تھے سو گھوڑے ساتھ تھے۔ بشیر بن سعدؓ اسلحہ کے محافظ تھے اور محمد بن مسلمہ سواروں کے امیر تھے، قریش کو اس کی اطلاع ہوئی، وہ گھبرائے۔ انہوں نے مکرز بن حفص بن الاخیف کو آپؐ کے پاس بھیجا۔ یہ مقام مرانظران میں آپؐ کے پاس آیا آپ نے اس سے کہا کوئی چھوٹی یا بڑی بات آج تک ایسی نہیں ہوئی کہ میں نے اس میں وعدہ کا ایفا نہ کیا ہو میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں مسلح حالت میں مکہ میں داخل ہوں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اسلحہ میرے قریب ہوں اور کچھ نہیں۔ اس اطمینان دلانے پر مکرز قریش کے پاس پلٹ آیا اور اس نے یہ بات ان سے کہہ دی۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ذی القعدہ میں ابن ابی العوجا السلمی کی مہم بنی سلیم کے مقابلہ پر بھیجی گئی۔ مکہ سے واپس آکر آپؐ نے ان کو پچاس آدمیوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کردیا۔ وہ گئے، بنی سلیم سے مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کی یہ تمام جماعت کام آگئی، مگر واقدی کا خیال ہے کہ ابن ابی العوجا جان بچا کر مدینہ چلے آئے البتہ ان کے اور تمام ساتھی شہید ہو گئے۔ (تاریخ طبری جلد ا ص ۳۵۷ سطر ۳)

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welfare Trust (R)
Shop No. 11, M.L. Heights,
Mirza Kaleej Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

ACC No. 4648 Date
Section Status
D.D. Class
NAJAFI BOOK LIBRARY

اتحاد بین المسلمین کے تقاضوں کے عین مطابق

۷۸۶
۱۲۸—۹۲—۱۱۰

محقق وحید جناب
طالب حسین کرپالوی
کی طرف سے عالمی ریکارڈ

سیرت النبی ﷺ

مکمل سیٹ
۳۰ جلدیں
رعائتی ہدیہ میں

۳۵ روپے ماہانہ کے ممبر بن کر ہر دوسرے ماہ گھر بیٹھے ایک جلد وصول پائیے۔

فون: ۷۲۳۱۲۱۶

الناشر: اسلامیہ دار التبلیغ ۱۶۔ نئی انار کلی، لاہور